DAMAGE BOOK

UnEven Page Numbers within the book only

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224307
UNIVERSAL LIBRARY

تیسری جلد

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنف جارج ڈبلیو - ایم رینالڈس

Checked 1978

منتجم تیرتھ رام فیروزپوری

بھیشما لال برادرس
۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت ثانی
قیمت

حقوق محفوظ

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن	فسانہ لنڈن (۸ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۴۴۴۲	۵/عہ
سیمسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب بیدرد	۵۱۹	عہ/
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۱۶۸	عہ/
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	عہ/ ۸/
مے مڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲/
لیلیٰ یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الدین دیلیٰ	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۷	عہ/
برونز سٹیچو	بُت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	یہ/
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی۔اے	۱۴۸	۱۲/
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	عہ/
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر للکشمیدت صاحب عابد	۱۴۴	۱۲/
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۹	بہ/
نیکرومنیسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۴۴	عہ/ ۱۲/
ویگز دی ویروولف	ویگز دلشیدا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	عہ/
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	ے/
کینلتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین خاں صاحب مرحوم	۲۱۰	ے
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔اے مرحوم	۲۱۰	
ایگنس	شام جوانی (دو حصے)	منشی نوبت رائے صاحب لکھنوی	۶۰۰	
فشرمین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا۔ لاہور

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری
ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۱ع

لال برادرس
۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

(جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا)

اشاعت ثانی
قیمت ۱۲/
حقوق محفوظ

۶۷۷۳
۵۵۸

تنقیح

فہرست مطالب

باب	مضمون	صفحہ
باب ۲۸	اولڈ ڈیتھ میدان عمل میں۔	۲۴۹
باب ۲۹	اولڈ ڈیتھ کا مکان۔	۲۶۶
باب ۳۰	اولڈ ڈیتھ کا گودام	۲۷۸
باب ۳۱	اولڈ ڈیتھ کے اسرار	۲۸۵
باب ۳۲	رین فورٹ زنانہ خانہ میں	۳۰۰
باب ۳۳	پارسا خاتون	۳۰۷
باب ۳۴	گریۂ تسکین	۳۱۴
باب ۳۵	مجلس وعظ	۳۲۶
باب ۳۶	اوباش امیر اور اس کی داشتہ	۳۳۴
باب ۳۷	شام رین اور جیکب	۳۳۹
باب ۳۸	جیکب ہمتہ کی سرگذشت (۱)	۳۴۹

Checked 1969.
Checked 1975

سلسلۂ ثانی

فسانۂ لندن

تیسری جلد

باب ۲۸ اولڈ ڈیتھ میدان عمل میں

برینڈان سٹریٹ لاکس فیلڈس کے جس مکان میں ٹام رین رہا کرتا تھا۔ اس کے بالمقابل ایک شراب خانہ تھا جس سے اولڈ ڈیتھ کی واقفیت تھی۔ اسی رات کو جس کا ذکر گذشتہ باب میں کیا گیا ہے۔ نو بجے کے تھوڑی دیر بعد اولڈ ڈیتھ ٹوبی منس اور جیکب ساتھ لئے اس شراب خانہ میں داخل ہوا۔ اور مالک شراب خانہ نے اسے پہلی منزل کے سامنے والے کمرہ میں بٹھایا۔

جیکب کو یہ ہدایت کی گئی۔ کہ وہ کھڑکی میں بیٹھ کر دیکھتا رہے۔ کس وقت ٹام رین اس کام پر روانہ ہوتا ہے جو اولڈ ڈیتھ نے محض اسے ٹالنے کے لئے تجویز کیا تھا۔ خود اولڈ ڈیتھ اور ٹوبی آتشدان کے سامنے جس میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ بیٹھ کر شراب پینے اور اپنی تجویز کو عمل میں لانے کے لئے مناسب موقعہ کا انتظار کرنے لگے۔

ہرچند کہ بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی۔ اور کسی کمپنی نے اب تک لاکس فیلڈس میں گیس کی نالیاں لگوانے کی جرأت نہیں کی تھی جس سے بازار میں نہ تاروں کا اجالا اور نہ لیمپوں کی روشنی موجود تھی تاہم جیکب کی عقابی آنکھیں تاریکی میں دیکھنے کی اس

قدرمادی تھیں ۔ کہ وہ قدرتی یا مصنوعی روشنی کے بغیر ہی معلوم کر سکتا تھا ۔ مام رین کب گھر سے نکلتا ہے ۔ اس کے علاوہ اولڈ ڈیتھ نے اُسے تھوڑی گرم شراب پلا کر اور بھی زیادہ چوکنا کر دیا تھا ۔ اور جیکب اس وقت کھڑکی کے قریب اس طرح بے حرکت مگر پورے طور سے ہوشیار بیٹھا تھا ۔ جیسے بلی کسی چوہے کے بل کے پاس اس کے باہر آنے کی منتظر ہوتی ہے ۔

اولڈ ڈیتھ اطمینان کے ساتھ شراب پیتا ہوا کہنے لگا "میرے خیال میں اس مختصر کام کو رفتہ رفتہ اطمینان بخش انجام تک پہنچانا زیادہ مشکل نہ ہوگا ۔ جیکب دن بھر گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں کھڑا اس وقت تک کہ ہم اسے اپنے ساتھ یہاں لائے ۔ اس خوبصورت بیوہ کے مکان کو دیکھتا رہا ۔ اور اس عرصہ میں وہ ایک مرتبہ بھی گھر سے باہر نہیں نکلی ۔ کیوں جیکب ؟"

اس نے جواب دیا "ہاں وہ ایک مرتبہ بھی گھر سے نہیں نکلی ۔"

"مگر یہ کو تمہیں معلوم تھا وہ ضرور گھر میں ہے ؟"

لڑکے نے بدستور اپنی نگاہ بازار کی طرف جمائے ہوئے کہا "ہاں کیونکہ میں گاہ بگاہ اس کی صورت کھڑکی کے قریب دیکھتا رہا ہوں ۔"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "خوب ! . . . میری رائے میں یہ اغلب بھی نہیں ہے ۔ وہ اُس پل چند آدمی جیسے ... تیرہ شاہ کہ شام کے مکان پر آتی ہو ۔ یا آئندہ آنے کا ارادہ رکھتی ہو . . ."

وہ کچھ کہتا کہتا رک گیا ۔ کیونکہ ٹوبی نبس کے ساتھ وہ عموماً ایسی باتیں نہیں کرتا تھا ۔ خود ٹوبی کی بھی یہ حالت تھی کہ وہ اولڈ ڈیتھ کے معاملات میں کبھی بے جا دخل اندازی پسند نہ کرتا تھا ۔ نہ اُس کے منصوبوں کو جاننے کی کوشش کا اسے کبھی خیال ہی پیدا ہوا ۔

ذرا وقفہ کے بعد ٹوبی نے پوچھا "مسز رین فورڈ اور اُس لڑکے کے علاوہ مکان میں اور کون رہتا ہے ؟"

مسٹر بنجمن بونز نے جواب دیا "صرف ایک بوڑھی عورت جو اُس گھر کا انتظام کرتی ہے ۔"

یکایک جیکب کہنے لگا "لے لو مکان کا دروازہ کھل گیا ہے . . . دیکھیا مسز رین فورڈ

باہر نکلا ہے اور . . . وہ جا رہا ہے۔"

اولڈ ڈیتھ بولا "اچھا ہوا۔ اب بیکر خیال میں وہ اُس مقام کی طرف چلا ہے۔ جہاں وہ اپنا گھوڑا رکھتا ہے۔"

جیکب کہنے لگا "جس وقت دروازہ کھلا تو ڈیوڑھی کے اندر روشنی میں میں نے دیکھا اُس نے اپنا سفید کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں چابک تھا۔ شمع بظاہر کسی عورت کے ہاتھ میں تھی۔ میں نے روشنی میں صرف اس کا سایہ ہی دیکھا ہے۔"

بونز نے پوچھا "تمہاری رائے میں وہ بیوہ ڈن تو نہ تھی؟"

جیکب نے کہا "میں ٹھیک طور پر کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ سایہ صاف نہیں تھا۔ لیکن اگر فرض کر لیا جائے۔ وہ آج رات مسٹرین فورڈ کے مکان پر آنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ گریٹ آرمنڈ سٹریٹ سے چل کر ہم سے پہلے یہاں پہنچ جاتی۔"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "جیکب تم نے یہ نکتہ خوب سوچا۔ میں خوش ہوں۔ اب تم رفتہ رفتہ سمجھدار بنتے جا رہے ہو۔ آئندہ میں تمہیں شراب کا ایک پورا گلاس دیا کروں گا۔"

ٹوبی جنس اولڈ ڈیتھ کی اس غیر معمولی فیاضی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا "پورا ایک گلاس!"

بونز نے جواب دیا "ہاں پورا پینی کا گلاس" چنانچہ اُس نے شراب خانہ کے مالک کو بلا کر اُسے جیکب کے لئے ایک گلاس فوراً ہی لانے کا حکم دیا۔

شراب خانے کا منتظم تھوڑی دیر میں ایک گلاس لے کر آ گیا۔ اور اولڈ ڈیتھ نے قیمت ادا کرنے کے لئے جیب سے نقدی نکالی۔ ایسا کرتے ہوئے اُس کی جیب سے کاغذ کا ایک ٹکڑا فرش پر گر پڑا۔ جسے جیکب کے سوا اور کسی نے نہیں دیکھا۔

لڑکے نے ایک کرسی آتشدان کے قریب سرکا لی۔ اور اُس پر بیٹھتے ہوئے اُس پرزہ کاغذ کے اوپر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ چونکہ اُس کی رنگت میلی تھی۔ اس لئے اُس نے اُسے بینک نوٹ سمجھا۔

جب شراب خانہ کا منتظم گلاس دے کر چلا گیا۔ تو اولڈ ڈیتھ اور ٹوبی جنس میں گفتگو ہونے لگی۔

آخر الذکر نے کہا "مجھے امید ہے جب ہم گھر واپس پہنچیں گے۔ تو بھی نسخہ ہمارے

ناشتہ کے لئے کوئی عمدہ سی چیز تیار کر رکھی ہوگی۔"

املاڈیچہ بولا "ہاں مجھے بھی اس کا یقین ہے۔ ٹوبی تمہیں اپنی بیوی سے بہت محبت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ خود اسے تم سے بے حد عشق ہے۔"

جنس نے پوچھا "مسٹر بونز تمہارے خیال میں اسے سچ مچ مجھ سے محبت ہے؟"

"ہاں مجھے اس کا کامل یقین ہے۔ تم ہی بتاؤ وہ ہر معاملہ میں تمہاری پورے طور سے نگرانی کرتی ہے یا نہیں؟"

"یوں کہنا چاہیئے حد سے زیادہ نگرانی کرتی ہے" ٹوبی نے جواب دیا۔ اور یہ فقرہ بظاہر ایک دکھے ہوئے دل سے نکلا۔ پھر جلدی ہی یہ محسوس کر کے کہ میری زبان سے ایک ایسا کلمہ نکل گیا۔ جس کو اظہار رائے پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے کی اُسے کبھی جرأت نہ ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے کہا "بہر حال یہ اس کی مہربانی ہے۔ کہ وہ میرے ہی نقدی . . . اور میری گھڑی کی نگہداشت کرتی ہے ۔۔۔ خود محسوس کرتا ہوں کہ میں ایک بیوقوف بڈھا ہوں۔ اس لئے وہ میری سب چیزوں کو اپنی حفاظت میں رکھنا ضروری سمجھتی ہے . . ."

بونز نے قطع کلام کر کے کہا "نہیں ٹوبی تمہیں بیوقوف کون کہتا ہے۔ البتہ نگہداشت کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے ۔۔۔ کبار ت ۔۔۔ میں نے تمہیں ۔۔۔ نیک طینت اور ہر لحاظ سے مکمل عورت سے شادی کرنے کی سفارش کی۔ جواب تمہاری بیوی ہے۔ تم جانتے ہو اس معاملہ سے میری دلچسپی فقط اس قدر تھی کہ میں تمہاری اور اس کی مساوی بہتری چاہتا تھا۔"

ٹوبی نے کہا "بے شک مسٹر بونز میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں تمہارا سلوک اب تک ہمارے ساتھ دوستانہ ہے۔ میں یقین کرتا ہوں بلشی تمہاری اسی طرح عزت کرتی ہے گویا تم اس کے . . ." ٹوبی "باپ" کا لفظ کہنے کو تھا۔ مگر یہ سوچ کر رک گیا کہ اولاڈیچہ کے روبرو اس کے بڑھاپے کا ذکر کیا جائے۔ تو وہ خفا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اُس نے باپ کی بجائے "بھائی" کا لفظ استعمال کر دیا۔

بونز کہنے لگا "خیر جو کچھ تم کہتے ہو اس میں شبہ کا امکان نہیں۔ اور میں خوش ہوں۔ تم دونوں ایک دوسرے سے دلی محبت رکھتے ہو۔ یاد رکھو۔ محبت ہی میں

برکت ہے"

ٹوبی نے پانی ملی ہوئی شراب کا ایک گھونٹ پی کر اس آہ کو جو اس کے سینہ سے نکلنے کو تھی۔ دبا لیا۔ اولڈ ڈیتھ نے آتشدان میں آگ تیز کی۔ اور جیکب نے اس موقعہ سے فائدہ حاصل کر کے اس پرزہ کاغذ کو اٹھا لیا۔ جو اب تک اس کے پاؤں کے نیچے پڑا ہوا تھا اور اپنے ساتھیوں کی نظر بچا کر اُسے جیب میں ڈال لیا۔ گو اسے یہ معلوم کر کے بہت مایوسی ہوئی۔ کہ کاغذ اتنا سخت ہے کہ بنک نوٹ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے علاوہ وہ چٹھی کی طرح تہ کیا ہوا تھا۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور آخر کار اولڈ ڈیتھ نے گھڑی دیکھ کر کہا "گیارہ بج گئے" اب سامنے والے مکان میں کہیں روشنی نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا۔ کہ فوراً ہی زیر تجویز کارروائی عمل میں لائی جائے۔

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "چلنے سے پیشتر ہم میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا فرض اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ جیکب تم . . . اور ٹوبی تم بھی اس بات کو ذہن نشین کر لو۔ کہ تم دونوں منہ نقاب پہن کر اندر گھسنے کے بعد دروازہ بند کر کے بوڑھی خانہ دار عورت کی مشکیں کس دینا۔ اس کے بعد جیکب واپس آ کر مجھے اندر لے جائے گا۔ میں چاہتا ہوں وہ بوڑھی عورت مجھے دیکھ نہ لے۔ کیونکہ میرا قد غیر معمولی طور پر لمبا ہے۔ اور اگر اس نے تام رین کے واپس آ جانے پر اس کے آگے میرا حلیہ بیان کیا۔ تو وہ ضرور مجھے پہچان لے گا۔ تم دونوں میں چونکہ کوئی بات خاص نہیں اس لئے تمہارا کوئی خاص حلیہ اس کے ذہن نشین نہیں ہو سکتا"

ٹوبی نے کہا "مسٹر بونز اطمینان رکھو۔ ہم اس سارے کام کو پوری ہوشیاری سے سرانجام دیں گے"

اب یہ تینوں شراب خانہ سے باہر نکلے۔ ٹوبی اور جیکب بازار سے گزر کر سامنے والے مکانات کی قطار کی طرف چل دیئے۔ اور اولڈ ڈیتھ چلتا ہوا ذرا آگے نکل گیا۔

بازار اس وقت غیر آباد تھا۔ اور آس پاس پوری خاموشی تھی۔ ٹوبی مس اور جیکب دروازہ کے قریب رک گئے۔ اور وہاں انہوں نے نقاب پہن کر دروازہ پر دستک دی۔ چند منٹ کے بعد مالک مکان بیوہ عورت نے خود آ کر دروازہ کھولا۔ لیکن کی تیزی کے ساتھ شمع اس کے ہاتھ سے گر کر بجھ گئی۔ اس کے منہ سے چیخ نکلنے کو تھی۔ مگر ٹوبی پاس سے نے قسما

اس کے منہ میں جھپٹا پلاسٹر بھر دیا۔ جس سے چیخ حلق کے اندر ہی رہ گئی۔ غریب عورت کو مارے خوف کے غش آگیا۔ اور اُسے اسی حالت میں اٹھا کر یہ دونوں پاس کے کمرہ میں لے گئے۔ جہاں پر جیکب نے پھر شمع روشن کی۔

اس حد تک کامیابی حاصل کرنے کے بعد ٹوبی نے بڑھیا کی نگرانی اپنے اوپر لی۔ اور جیکب اولڈ ڈیتھ کو بلانے چلا۔ چند منٹ کے بعد میں وہ اسے ساتھ لے کر پلٹا۔ اور دونوں نے اندر داخل ہو کر صدر دروازہ کو بڑی احتیاط کے ساتھ بند کر دیا۔

بیوہ عورت اب تک بدستور بیہوش پڑی تھی۔ ٹوبی نے بھی اسے ہوش میں لانے کی کوشش نہ کی۔

اولڈ ڈیتھ جنس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تم یہیں ٹھیرو۔ اگر یہ عورت ہوش میں آگئی یا اس نے جدوجہد شروع کی۔ یا شور وغل مچایا۔ تو اس کے سر پر ایک دو گھونسے لگا دینا۔ مگر اسی قدر کہ خاموش رہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔"

"بہت اچھا" ٹوبی نے جواب دیا۔ اور وہ خوش تھا کہ مجھے ایک بڑھیا کی نگرانی کا کام ہی سپرد کیا گیا ہے۔

اب اولڈ ڈیتھ نے شمع ہاتھ میں لی۔ اور جیکب کو ساتھ لے کر بڑی احتیاط سے زینہ نے لگا۔ بالائی منزل پر پہنچکر دونوں سامنے والے کمرہ میں داخل ہوئے۔ یہ نشستگاہ وہ پر سجا ہوا اور بہت صاف ستھرا تھا۔ مگر کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔

اولڈ ڈیتھ نے آواز دبا کر کہا "وہ لڑکا غالباً عقبی کمرہ میں ہوگا"

چنانچہ دونوں اُس طرف کو ہولئے۔

دروازہ کو بڑی آہستگی کے ساتھ کھول کر یہ دبے پاؤں کمرہ میں داخل ہوئے۔ لیکن جونہی شمع کی روشنی کمرہ کے اندر پڑی۔ دونوں ٹھٹھک کر رہ گئے۔ کیونکہ بستر پر وہی لڑکا جس کی انہیں تلاش تھی۔ ایک حسین جوان عورت کے ننگے خوشنما بازو کے ساتھ لپٹا ہوا چھاتی کے ساتھ لگ کر سویا پڑا تھا۔ عورت بجائے خود محو خواب تھی۔ اور اس کے سیاہ بال تکیہ پر پر پھیلے اور جزوی طور پر اس کی خوشنما چھاتی کو چھپائے ہوئے تھے۔

جیکب کے منہ سے فوراً نکلا "بیودن!"

اولڈ ڈیتھ نے اپنے استخوانی ہاتھ سے شمع کے آگے سایہ کر لیا۔ اور جیکب کو ساتھ

لئے کمرہ سے واپس پلٹا۔

عین اس وقت کسی نے بڑے زور سے صدر دروازہ پر دستک دی۔ اور اس کے ساتھ ہی پچھلی منزل میں اس کمرہ سے ایک جگر دوز چیخ سنائی دی۔ جہاں پر ٹوبی جنس بوڑھی مالک مکان کی نگرانی کر رہا تھا۔

والٹر ڈیتھ کے منہ سے غلیظ گالی نکلی۔ شمع کو گل کر کے وہ بڑی تیزی سے لیکن دبے پاؤں زینہ سے نیچے اترنے لگا۔ جیکب بھی پوری احتیاط سے پیچھے آ رہا تھا۔ اس سے مخاطب ہو کر والٹر ڈیتھ نے دبی زبان سے کہا "وہیں عقبی دروازہ کی راہ سے فرار ہو جانا چاہیئے لیکن تم پہلے جا کر ٹوبی کی حالت دیکھو۔ اس پر اس بڑھیا کی طرف سے ضرور کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے۔"

جیکب تیزی سے قدم اٹھاتا سامنے والے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور چونکہ وہاں بالکل تاریکی تھی۔ اس لئے ایک کرسی کے ساتھ ٹھوکر کھا کر گرا۔ معلوم ہوتا بڑھیا اپنے منہ سے پلاسٹر نکالنے میں کامیاب ہو کر ٹوبی کے ساتھ رہائی کے لئے جد وجہد کر رہی ہے۔ ٹوبی نے اس کو گلے سے مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ اور چونکہ اس کی آہنی گرفت میں اس غریب کا دم گھٹ رہا تھا۔ اس لئے اس نے دوبارہ چیخ ماری۔

اس اثنا میں صدر دروازہ پر پھر کسی نے زور کے ساتھ دستک دینی شروع کر دی تھی چند منٹ کے عرصہ میں زینہ کے اوپر روشنی نمودار ہوئی۔ اسے دیکھ کر والٹر ڈیتھ نے دبے لفظوں میں غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا "پناہ بر شیطان! یہ تو وہی کمبخت بیودن ہے!"

تیزی کے ساتھ سامنے کمرہ میں داخل ہو کر اس نے چلا کر کہا "جس طرح بھی ہو سکے۔ جانیں بچا کر عقبی دروازہ کی راہ سے بھاگ چلو!"

عین اس موقعہ پر اس شخص نے جو باہر پے در پے دستک دے رہا تھا۔ صدر دروازہ کو زور کا دھکا دے کر اسے کھول لیا۔ یہ شام رین تھا!

مکان کے اندر داخل ہو کر اس نے صدر دروازہ کو بند اور مقفل کر لیا۔ اور اس کی معروف آواز یہ کہتی سنائی دی "یہاں پر آج کس بھوت کا بسیرا ہے! یہ چیخ کیا معنی رکھتی ہے . . . اور . . ."

"اوہ! شام تم ہو!" ایک نہایت شیریں مگر کسی قدر پرجوش آواز زینہ کے بالائی سرے

پر سنائی دی" اچھا ہوا تم آ گئے۔ گھر میں چور اور قاتل گھس آئے ہیں"۔

یہ کہتی ہوئی وہ نیم برہنہ خاتون جس کے پر زاغ کی طرح سیاہ۔ بال چھاتی اور شانوں پر لہرا رہے تھے۔ شمع ہاتھ میں لئے تنگ زینہ کے موڑ پر نمودار ہوئی۔ شمع کی روشنی سے ڈیوڑھی میں اجالا ہو گیا۔ اور اس روشنی میں ٹام رین صدر دروازہ سے پیٹھ لگائے دونوں ہاتھوں میں پستول لئے کھڑا دکھائی دیا۔ عین اس موقعہ پر سامنے والے کمرہ سے چیخ کی آواز تیسری مرتبہ سنائی دی۔

رین فورڈ جلدی سے قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا۔ اور وہاں ٹوبی اور جیکیب کو دیکھ کر اس نے انہیں اس آسانی کے ساتھ گویا وہ دو چھوٹے بچے ہوں۔ دھکا دیکر ڈیوڑھی کی طرف پھینک دیا۔ چونکہ بڑھیا کے ساتھ جد وجہد میں اُن کے نقاب چہروں سے اتر گئے تھے۔ اس لئے اب روشنی ان کے ننگے منہ پر پڑی۔ تو رین فورڈ کو یہ دیکھ کر کہ دونوں اولڈ ڈیتھ کے کارکن ہیں۔ اس قدر حیرت ہوئی کہ لمحہ بھر کے لئے کوئی لفظ اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔

"بدمعاش! قاتل!" مالکہ مکان بوڑھی عورت نے چلا کر کہا۔ اُس کے بال بکھرے اور کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ ناک سے خون بہ رہا تھا۔ مگر اس حالت میں بھی اس حوصلہ ور عورت نے آگے بڑھ کر کہا "مسٹر رین فورڈ میں جا کر ابھی سپاہی کو بلا لاتی ہوں"۔

ٹام کہنے لگا "نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں خود ان بدمعاشوں سے نپٹ لوں گا۔ میری جان" اس نے حسین بیوہ سے مخاطب ہو کر کہا جو زینہ کے وسطی حصہ میں ہی رُک گئی تھی "شمع میرے ہاتھ میں دے دو۔ اور تم جا کر آرام کرو۔ میں ان بدذاتوں سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں"۔ پھر اُس نے مالکہ مکان سے مخاطب ہو کر کہا "میری ماں تم بھی مہربانی سے اوپر جا کر میری بیوی کے پاس ٹھیرو۔ اور کسی بات کی فکر نہ کرو۔ کیونکہ میں خود یہاں آ گیا ہوں"۔

اشارہ پا کر دونوں عورتیں بالا خانے کی طرف ہو لیں۔ اور رین فورڈ نے شمع ہاتھ میں لیکر ٹوبی، ڈس اور جیکیب کو تحکمانہ انداز سے اپنے آگے آگے اس کمرہ کی طرف چلنے کو کہا۔ جہاں سے تھوڑی دیر پہلے یہ ان دونوں کو کھینچ لایا تھا۔

دروازہ کو اپنے پیچھے بند کر کے اور دونوں پستولوں کو اپنے سفید کوٹ کی جیبوں سے نکالتے ہوئے جنہیں اس نے اس وقت جیب میں ڈال لیا تھا۔ جب بوڑھی عورت کی مدد

کے لئے کمرہ میں پہنچا۔ اس نے سخت اور فیصلہ کن لہجہ میں کہا "دیکھو جو کچھ میں پوچھتا ہوں۔ اس کا جواب تم میں سے کوئی ایک . . . مجھے پروا نہیں کون . . . صاف اور مختصر لفظوں میں دے۔ پہلا سوال یہ ہے تم یہاں کس لئے آئے؟"

"مسٹر رین فورڈ اس کا بہتر علم جیکب ہی کو ہے" منس نے پستولوں کی طرف دہشت آمیز نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جیکب نے لاپروائی سے کہا "مجھے تو کچھ معلوم نہیں"

رین فورڈ بولا "جیکب کچھ شک نہیں بتیں تمہارے آقا نے ایسے معاملات میں پختہ کر دیا ہے۔ مگر دیکھو ٹوبی منس میں تم سے پوچھتا ہوں۔ تم سے اس سوال کا جواب دو تم دونوں یہاں کس غرض سے آئے تھے۔ بخدا اگر تم نے میرے سوال کا صحیح جواب نہ دیا تو پستول کی گولی تمہارے سر کے پار ہوگی"

عین اس وقت کمرہ کے دروازہ کے باہر کسی نے آہستگی سے دستک دی۔ ٹام رین جو کمرہ کے اندر دروازے کے سامنے لگا کھڑا تھا کہنے لگا "کون ہے؟"

"میں ہوں" اولڈ ڈیتھ نے اپنی مری ہوئی کھوکھلی آواز میں کہا۔

"خوب! معاملہ پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے!" ٹام کہنے لگا۔ اور دروازہ کھول کر اس نے مسٹر بنجمن بونز کو کمرہ کے اندر داخل کیا۔

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "ٹام ان دونوں سے بڑی غلطی ہوئی کہ ایک اور مکان کی بجائے ناحق اس مکان میں گھس آئے۔ کیا بتاؤں مجھے اس واقعہ سے کس قدر رنج ہے . . بلقین تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے . . ."

"بیشک نہیں کر سکتا!" رین فورڈ نے سرد مہری سے جواب دیا "لیکن میں اتنا نادان بھی نہیں ہوں کہ تمہارے ان چکموں میں آجاؤں۔ فرض کرو تمہارا بیان صحیح ہو۔ تو پھر سوال یہ ہے۔ جب میں نے ان دونوں سے پہلے یہ سوال پوچھا۔ تو انہوں نے راہ راست میرے جواب کیوں نہ دیا"

جیکب جلدی سے کہنے لگا "اس لئے کہ میں سمجھتا تھا۔ آپ میری بات پر اعتبار نہ کریں گے"

"اور میں ان پستولوں کو دیکھ کر بہت ڈر گیا تھا" ٹوبی نے دونوں پستولوں کی طرف اشارہ

کر کے کہا۔

ٹامرین کہنے لگا ”تم شاید مجھے احمق سمجھتے ہو لیکن میں اتنا سادہ لوح نہیں ہوں کہ ایسی باتوں میں آجاؤں۔ ہرچند کہ مجھے تمہارے ارادوں کا علم نہیں ہے۔ تاہم میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ ضرور تم کسی سازش کے سلسلہ میں یہاں آئے تھے۔ مگر سوال یہ ہے تمہیں میرے اس مکان کا علم کیونکر ہوا۔ اولڈ ویچ یقیناً تم بہت عرصہ سے میرے متعلق جاسوسی کر رہے ہو گے۔ اور غالباً آج رات تم نے مجھے بہانہ سے ٹالنے کے لئے ہی ایک فرضی کام پر بھیجا تھا۔ اچھا ہوا کہ میں تمہارے کہنے کے مطابق اس زرد گاڑی کا منتظر نہیں رہا۔ کیونکہ مجھے بینک ہیتھ کے قریب کچھ اور مال مل گیا تھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ آج رات کے لئے یہی کافی ہے۔ میں لوٹ آیا۔ خوش نصیبی تھی کہ میں نے ایسا کیا۔ ورنہ جانے تم یہاں کیا مصیبت نازل کرتے۔ مگر یہ کہو اس معاملہ کی اطمینان بخش تشریح کی جائے گی۔ یا تم چاہتے ہو۔ ہمارے باہمی تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جائیں؟“

اولڈ ویچ اس وقت سخت پریشانی میں تھا۔ ایک طرف وہ نہیں چاہتا تھا اس معاملہ کا راز فاش ہو۔ اور دوسری جانب وہ رہزن کی قیمتی خدمات سے بھی دست بردار نہ ہونا چاہتا تھا۔ سخت اضطراب کی حالت میں کہنے لگا ”کیا بیان کروں اور کس طریقہ پر ثابت کروں کہ تمہیں یقین ہو جائے۔ ہم سے اس معاملہ میں کتنی بڑی غلطی ہوئی۔“

ٹامرین تھوڑے سے تامل کے بعد کہنے لگا ”میں تمہیں ایک طریقہ بتاتا ہوں۔ تم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھیج دو۔ میں تم سے خلوت میں دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

اولڈ ویچ کے دل میں ایک خوفناک اندیشہ پیدا ہوا۔ اور اس نے سوچا کہیں اس کا منشا مجھے قتل کرنے کا تو نہیں ہے۔

رہزن اس کے دلی ارادوں کو بھانپ کر کہنے لگا ”اب تمہیں تامل کس لئے ہے؟ کیا تم ایک لمحہ کے لئے یہ خیال دل میں لا سکتے ہو کہ میں تمہیں کسی طرح کا ضرر پہنچانا چاہتا ہوں؟ بدنصیب ... عمر رسیدہ شخص“ اس نے اپنے چہرہ پر نفرت اور حقارت کے آثار پیدا کر کے کہا جس سے اس کی وجاہت دوبالا ہو گئی ”میں تجھ ایسی مرجھائی ہوئی لاش پر سکہ یا بارود ضائع کرنے سے اپنے دماغ کو پاش پاش کر لینا بہتر سمجھتا ہوں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا کہ مجھے ایسا کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔“

اولڈ ڈیتھ ایسی ذلت برداشت کرنے کا عادی نہ تھا۔ غصہ سے اس کے ہونٹ کانپنے لگے۔ لیکن اپنے دلی جذبات کو حتی الامکان چھپا کر اس نے ٹوبی بنس اور جیکب کو رخصت ہوجانے کا اشارہ کیا۔

وہ چلے گئے۔ اور اب بونز اور رہزن دونوں اس کمرہ میں رہ گئے۔

تنہائی میں اولڈ ڈیتھ جو رین فورڈ کے لہجہ اور اطوار سے کسی قدر خوف زدہ ہوچکا تھا کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھنے لگا "اب بتاؤ مجھے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

تام بولا "میں ابھی بتاتا ہوں۔ دیکھو جب اول مرتبہ ہماری ملاقات ہوئی۔ تو تم نے اس بات پر اظہار فخر کیا تھا۔ کہ میں اپنے لین دین کے معاملات میں ایسے اخفا سے کام لیتا ہوں۔ کہ میرے متعلقین میں سے کسی کو میری جائے سکونت کا علم نہیں کیا یہ ٹھیک ہے؟"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "ممکن ہے ۔ ۔ ۔ اغلب ہے یہ ٹھیک ہو۔ مگر اس سوال کا موجودہ معاملات سے کیا تعلق ہے؟"

"محض یہ کہ جس طرح تم کسی خاص مقصد کے لئے اپنی جائے سکونت کو مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے۔ اسی طرح میں اپنے مقام رہائش کو تم سے چھپانا چاہتا تھا" رین فورڈ نے جواب دیا "لیکن مسٹر بونز ۔ ۔ ۔ یا جو کچھ بھی تمہارا نام ہو ۔ ۔ موجودہ حالات میں تم مجھ پر فوقیت رکھتے ہو۔ آج تک ہمارا معاہدہ اچھی طرح قائم رہا۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں پیش دستی تمہاری طرف سے ہوئی ۔ ۔ ۔ دیکھو تم اپنے اعتراضات یا جھوٹی قسموں سے میری گفتگو کو منقطع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہاری کسی بات کو قابل یقین نہیں سمجھتا۔ اور اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں تم سے آج رات کیا کرنا چاہتا ہوں"

"کیا؟" اولڈ ڈیتھ نے سخت مضطرب ہوکر کہا۔

"یہ کہ ہم دونوں مساوی ہوجائیں۔ جو فائدہ تم نے مجھ پر حاصل کیا ہے۔ وہی مجھے تم پر حاصل ہونا چاہئیے۔ صاف لفظوں میں میرا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے اس مقام پر لے چلو جہاں تم رہتے ہو۔ اور مجھے وہ سب کمرے دکھاؤ۔ جن میں تم اپنی جماعت کے لوگوں سے حاصل کردہ یا خریدا ہوا مال جمع رکھتے ہو"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "میرے ۔ ۔ میرے پاس کوئی ایسا گودام نہیں جیسا کہ

میں اس طرح کا مال رکھتا ہوں۔ اور میری جائے سکونت بھی . . . میں کوئی خا[illegible]
نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ کبھی میں کسی جگہ سو رہتا ہوں کبھی کسی دوسری جگہ۔"

"یہ سب جھوٹ اور سراسر لغو ہے!" ٹام نے مصمم لہجہ میں کہا "تمہارا لندن بھر کے چوروں اور نقب زنوں سے لین دین ہے۔ جس کا تم بارہا مجھ سے ذکر کر چکے ہو۔ اس کے علاوہ کئی مرتبہ تم نے فخریہ مجھ سے کہا۔ کہ وہ لوگ جن کا مجھ سے کاروبار ہے۔ میری جائے سکونت سے بالکل بے خبر ہیں۔ ان سب باتوں سے پایا جاتا ہے' تمہاری کوئی جائے سکونت ضرور ہے۔ اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں چند گھنٹوں کے عرصہ میں یقیناً تمہاری نسبت ایسے حالات معلوم کر لوں گا کہ تم میرے متعلق کبھی غدارانہ سلوک نہ کر سکو۔"

اولڈ ڈیتھ مصالحانہ لہجہ میں کہنے لگا "ٹام سوچو تو سہی۔ میں کبھی تم سے غدارانہ سلوک کر سکتا ہوں؟"

رین فورڈ نے جواب دیا "میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں تمہیں اس بات کا فخر ہے کہ لندن کے مشہور چوروں سے چوری کا سارا مال لینے کے کاروبار پر تم گذشتہ تیس سال سے قابض ہو۔ اور اس عرصہ میں کبھی کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوئے۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ اتنا عرصہ تم اپنے ایک دو ساتھیوں کو ذاتی اغراض پر قربان کئے بغیر محفوظ رہ سکتے ؟"

"میں!!" اولڈ ڈیتھ نے چونک کر کہا۔

"ہاں تم! . . . تم . . ." رین فورڈ نے پرانے بدمعاش کے چہرہ پر خشمگین نگاہ ڈالکر کہا "کیا تم یہ خیال کرتے ہو میں تمہارے اصلی خصائل سے ناواقف ہوں؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو۔ میں تمہاری طبیعت کے ہر پہلو کو پہلی ہی ملاقات میں نہ سمجھ گیا تھا۔ وہ لاپروائی اور بے فکری جو میری طبیعت کا خاصہ ہے۔ درحقیقت ایک پردہ ہے۔ جس کے پیچھے رہ کر میں اوروں کے دلی ارادوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لیتا ہوں۔ میں جان لو کہ میں تمہاری ذات کے سب پہلوؤں سے آشنا۔ یا کم از کم اتنا ہی واقف ہوں جس قدر کہ تم خود ہو۔ اور تمہاری نسبت جو کچھ مجھے معلوم ہوا۔ اس کی بنا پر محتاط اور ہوشیار رہنا فرض سمجھتا ہوں۔ بخدا! موقعہ ہرگز نہ آنے پائیگا کہ تم اپنی ذات کو محفوظ رکھنے کے لیے مجھے خطرہ میں ڈال دو!"

"ٹام میرے پیارے ٹام" اولڈ ڈیتھ نے اس کی طرز گفتگو سے خوف زدہ اور از غائب سے متحیر ہو کر کہا "یقیناً تم یہ گفتگو سنجیدگی کے لہجہ میں نہیں کر رہے ہو" رین فورڈ نے جواب دیا "بیشک

اتنی ہی سنجیدگی کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ یقین جانو۔ اگر میں کسی خاص غرض سے آیا تھا تو تمہیں بھی پچھتانا پڑیگا۔ اور اب بلا پس و پیش تم مجھ سے وہ سارے اسرار بیان کرو جن میں تم گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں مخفی رہے ہو۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں؟" اولڈ ڈیچ نے اس کے چہرہ کی طرف نظر ڈالکر پوچھا۔

رین فورڈ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ البتہ پستول کی شست اس کے سر کی طرف باندھ لی۔

اولڈ ڈیچ ڈر گیا۔ اس کی آواز اس طرح سنائی دیتی تھی۔ جیسے کسی دھات کے برتن سے نکلتی ہے۔ کہنے لگا "تم نے مجھے ایک جال میں پھنسا لیا۔ اور ان کو بھیجکر جو میری حفاظت کر سکتے تھے۔ تم اب میرے قتل کا بہانہ تلاش کر رہے ہو۔"

رین فورڈ نے کہا "کیا میں نے تمہیں نہیں بتایا کہ سوائے اس صورت کے کہ تم مجھے ایسا کرنے پر مجبور کرو۔ میں ہرگز تمہیں ضرر نہ پہنچاؤں گا۔ اور کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمہارا میرے کہنے پر عمل نہ کرنا تمہیں ضرر پہنچانے کا معقول سبب نہیں ہے؟ تم نے میری جائے سکونت معلوم کر لی ہے۔ اور بعض وجوہ سے میں اسے ترک کر کے کہیں جا نہیں سکتا۔ تم یہ بھی معلوم کر چکے ہو کہ میں اس مقام پر تنہا نہیں رہتا۔ . ."

اولڈ ڈیچ نے جس کے چہرہ پر وحشیانہ استہزا کی علامات پیدا ہو گئی تھیں۔ اور جس کے سینہ میں اس شخص کے خلاف انتقام کے انتہائی جذبات بھڑکے ہوئے تھے۔ جواب اسے ایک امر خاص میں مجبور کر رہا تھا۔ . . اسے جو کبھی کسی سے مجبور نہیں ہوا تھا۔ کہا "ہاں میں جانتا ہوں۔ ایک بیوہ دان تمہاری داشتہ ہے . . ."

"ایک بیوہ دان!" رین فورڈ نے جس کے چہرہ پر عجیب طرح کی علامات موجود تھیں۔ اولڈ ڈیچ کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں استھر ڈی ڈبنا" بوڑھے نے جواب دیا۔

رہزن بڑے پرجوش لہجہ میں کہنے لگا "بیوقوف تو یہ کیا بکتا ہے! استھر ڈی ڈبنا تو ایک معصوم بچہ کی طرح بالکل بے عیب اور پاکباز ہے۔"

"تو وہ تمہاری شادی شدہ بیوی ہوگی" اولڈ ڈیچ نے کہا۔

"پاجی! دروغ گو!" شام رین نے گرج کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے

لیک کراس پرانے بدمعاش کو گلے سے پکڑ لیا۔ پھر جلدی ہی اپنے اس فوری اظہار جوش سے شرمسار ہو کر اس نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ اور زیادہ ملائم۔ ہلکے مگر بدستور مصمم لہجہ میں کہنے لگا "اے نابکار خبردار اگر تو نے کبھی میرے سامنے اسمتھ ڈی ٹڈیا کا نام بے عزتی کے ساتھ لیا۔ میں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ اس صورت میں میرا انتقام بہت خوفناک ہوگا۔ اب اس نوتو میں جی میں بہت وقت گذر چکا۔ پس تیار ہو کہ میں تجھے ساتھ تیسری جائے سکونت دیکھنے کے لئے چلوں"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی جیب سے پھر ایک پستول نکالا۔ جسے اس نے غصہ میں بھر کر اولڈ ڈیچ کو گلے سے پکڑتے وقت جیب میں ڈال دیا تھا۔

اولڈ ڈیچ نے رہزن کو مبہم اور نامعلوم خطرہ سے خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "مسٹر رین فورڈ یاد رکھو۔ تمہیں آخرکار اس بدسلوکی کے لئے تاسف ہونا پڑے گا"

"ام بولا" تمہاری یہ دھمکیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ برائی تمہاری فطرت کا جزو ہے۔ میرے لئے تمہارے واسطے صرف دو ہی طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ پستول سے تمہارا مغز اڑا دوں۔ دوسرا یہ کہ تمہیں اس قدر اپنے قابو میں لے لوں۔ جتنا تم مجھے اپنے بس میں لے چکے ہو۔ دونوں باتیں میرے لئے مفید مطلب ہیں۔ اس لئے اس کا فیصلہ میں تم پر چھوڑتا ہوں کہ تمہیں ان میں سے کونسا طریقہ پسند ہے۔ لاکس فیلڈس کے لوگ ایسے ہیں کہ پستول چلنے کی آواز سے چنداں مضطرب نہ ہوں گے۔ اور میرے مکان کے پیچھے ایک گہری خندق ہے جس میں تمہاری سڑی ہوئی لاش کا پوشیدہ رہنا ایک معمولی بات ہے"

اولڈ ڈیچ ان الفاظ کو سن کر کانپ اٹھا۔ کیونکہ رہزن کے کلام سے عزم صمیم کی بو آتی تھی۔ آخر کہنے لگا " اچھا اگر میں تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں تو سوال یہ ہے۔ تم کس طرح میرا اطمینان کرا سکتے ہو کہ مجھ سے غداری نہ کروگے؟"

"اعتماد سے" رین فورڈ نے جواب دیا "جس طرح میں تم پر اعتماد کرتا ہوں اسی طرح تم بھی کرو۔ پھر کیا ہم ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم نہ ہو جائیں گے؟ اور میں اپنی طرف سے اور زیادہ مطمئن ہو جاؤں گا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مجھ پر یہ بات واضح ہو جائیگی

کہ تم اگر کبھی مجھ پر تباہی لاؤ گے تو تمہارا بھی میرے ساتھ برباد ہونا یقینی ہوگا۔"

"جیسے تمہاری مرضی" اولڈ ڈیتھ نے غرا کر کہا۔ اور اپنی میلی ٹوپی سر پر رکھ کر وہ چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔

رین فورڈ کہنے لگا "ایک منٹ ٹھیر جاؤ۔ میں اطلاع دے آؤں۔"

اتنا کہہ کر وہ جلدی سے کمرہ سے باہر نکلا۔ اور دروازہ کو باہر سے مقفل کر کے بالائی منزل کی طرف گیا۔ اولڈ ڈیتھ پہلے تو ڈرا کہ کہیں شام کا مطلب مجھے اسی کمرہ میں زیر حراست رکھنا نہ ہو۔ لیکن جب وہ ایک ہی منٹ میں واپس آگیا۔ تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ شام نے سامنے کھڑا ہو کر اور اس کے چہرہ پر تجسس نظر ڈال کر شام نے کہا "میں نے دیکھا ہے بالاخانہ کی خوابگاہ میں قالین پر بھیگے بوٹوں کے نشان ہیں۔ بتاؤ تم اوپر کیا کرنے گئے تھے؟"

"قسم لے لو میں نہیں گیا" اولڈ ڈیتھ نے جواب دیا۔ اگرچہ شام کی قہر آلود نگاہ کے سامنے اس کے بدن میں بے اختیار کپکپی پیدا ہو گئی۔

"او ملعون! دروغ گو!" رین فورڈ نے چلا کر کہا "جی تو چاہتا ہے . . مگر نہیں" اس نے ضبط سے کام لے کر کہا "وقت ظاہر کر دے گا کہ تمہارا منشا اس مکان میں آنے سے کیا تھا۔ اور اگر مجھے معلوم ہو گیا کہ تم مجھ سے غدارانہ سلوک کرنا چاہتے تھے تو میں تم سے وہ کروں گا کہ دنیا دیکھے گی۔ لیکن خیر اب چلو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ آگے آگے چلتے جانا۔ اور بارونق بازاروں سے حتی الامکان احتراز کرنا۔"

اولڈ ڈیتھ نے پوچھا "کرایہ کی گاڑی کیوں نہ لے لیں؟"

شام نے سخت لفظوں میں کہا "نہیں ہم پیدل ہی چلیں گے۔ خواہ ہمیں لندن کے دوسرے سرے تک ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ اور یہ یاد رکھو میں تمہارے قدم بہ قدم چلتا جاؤں گا۔ اگر تم نے راستہ میں کسی شخص سے کچھ کہنے کی جرأت کی یا کوئی اور چالاکی برتی تو مجھ پر تو جو گذرے گی بھگت لوں گا۔ لیکن تمہاری خیر نہ ہوگی . . . مگر نہیں ٹھیر جاؤ میں ایک او پیش بندی کئے لیتا ہوں۔ تم اپنی پاکٹ بک احتیاطاً میرے حوالہ کر دو۔"

"پاکٹ بک!" اولڈ ڈیتھ نے فرط حیرت سے کہا۔

"ہاں پاکٹ بک" شام رین نے جواب دیا "میں جانتا ہوں اس میں کچھ بنک نوٹ

اور تمہارے مفید مطلب یادداشتیں موجود ہیں۔ اور یہ اس وقت تک اس گھر میں محفوظ رہیگی کہ ہم اس مہم سے بحفاظت واپس آجاؤں جس پر تمہارے ساتھ چلنے لگا ہوں۔ جلدی کرو وقت گذرا جارہا ہے۔"

"میری پاکٹ بک!" اولڈ ڈیتھ نے پھر ایک بار اور بھی زیادہ تعجب کے لہجہ میں کہا۔ یہ رہزن کہنے لگا "کیا میں پہلے ہی یہ لفظ صاف طور پر نہیں کہہ چکا؟ اگر میرا فقرہ تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ تو لاؤ میں پاکٹ بک کو خود تمہاری جیب سے نکال لیتا ہوں۔ یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ میں نے کسی کی جیب میں اپنے ہاتھ سے پاکٹ بک نکالی ہو۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے زور کا قہقہہ لگایا۔

اولڈ ڈیتھ کے خوفناک چہرہ پر انتہائی غصہ کے آثار نمودار تھے۔ کہنے لگا "کیا تم جانتے ہو میرے ساتھ اس وقت تمہارا سلوک ایسا ہے جس کا میں آجتک خوگر نہیں ہوا۔"

شام رین نے سنگدلانہ لہجہ میں جواب دیا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ آجتک تمہارا تعلق صرف ان لوگوں کے ساتھ رہا جنہیں تم اپنے قابو میں رکھتے تھے۔ اور جن کی جانیں تمہارے اس تار کے ساتھ لٹکی رہتی تھیں۔ جسے تم جب چاہو توڑ سکتے ہو۔ گویا تم نے کچھ خطرہ میں ڈالے بغیر ان کی جانوں کو اپنے اختیار میں رکھ سکتے تھے۔ تمہارے ہاتھ میں ان کی حیثیت کٹھ پتلی کی سی تھی۔ اور ان کی ہستیاں ایک کھیل کا درجہ رکھتیں۔ مسٹر بونز میں خوب سمجھتا ہوں۔ تم بہت عرصہ جابر، حریص اور انتہا درجہ کے کھیل کا پارٹ ادا کرتے رہے ہو۔ اپنے ماتحتوں پر تمہاری حکومت نہایت سخت اور جابرانہ تھی۔ مگر اطمینان رکھو۔ میں ان شخصوں سے بالکل مختلف ہوں جن سے آجتک تمہارا واسطہ رہا۔ میں وہ ہوں کہ جہاں پر جس حال میں تم چاہو۔ تم پر غالب نہیں تو مساوی ضرور رہ سکتا ہوں اور اگر تم ایک بات میں مجھ پر فوقیت حاصل کر لوگے۔ تو میں دو میں حاصل کئے بغیر چین نہ لونگا۔"

اولڈ ڈیتھ نے سخت متعجب ہو کر کہا "آخر تم کون ہو۔ جو مجھ سے اس لہجہ میں گفتگو کر رہے ہو؟"

رہزن نے ہنسکر جواب دیا "میں وہی ٹامس رین فورڈ ہوں کوئی اور نہیں۔"

ان لفظوں میں ایسا طنز پایا جاتا تھا۔ جو اولڈ ڈیتھ کے کانوں کو اُس وقت

نہایت خوفناک معلوم ہوا۔

ذرا رک کر رہزن نے کہا "وہ تمہیں یہ بتانا غیر ضروری ہوگا کہ میں نہایت پختہ ارادہ کا آدمی ہوں۔ اور اگر تم نے راستہ میں میرے ساتھ ذرا بھی دغا کی۔ تو میں کھلے بازار میں ہجوم کے اندر تمہیں گولی مارنے سے اسی طرح دریغ نہ کروں گا۔ جیسے کسی ویرانہ میں کسی بھلے مانس کی نقدی چھیننے میں نہیں کرتا۔ مگر بس گفتگو بہت ہو چکی۔ اب کام کی ضرورت ہے اس لئے پہلے اپنی پاکٹ بک میرے حوالہ کردو"

شام رین کی گفتگو سے اولڈ ڈیتھ کا حوصلہ رفتہ رفتہ پست ہونے لگا تھا۔ اب وہ ان تحکمانہ الفاظ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسے پاکٹ بک دیئے بغیر چارہ کار نظر نہ آیا۔ مگر پھر جس وقت وہ پاکٹ بک اس کے حوالہ کرنے لگا تو یکایک اس کے دل میں خیال آیا اور وہ بولا "اس کے اندر ایک خط ہے . . . صرف ایک۔ جسے میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ اس میں تو تمہیں عذر نہیں ہے"

شام نے کہا "خیر میں یہ رعایت دیتا ہوں۔ تم وہ خط نکال لو۔ لیکن خبردار کوئی اور چیز نکالنے کی کوشش نہ کرنا۔

اولڈ ڈیتھ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنی چکنی میلی پاکٹ بک کا تسمہ کھولا۔ پھر جب اس کی نظر بنک نوٹوں کے بنڈل پر جو اس کے اندر رکھے ہوئے تھے پڑی۔ تو اس نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اس نے پاکٹ بک کے کاغذات کو پلٹ کر دیکھا۔ اور معاً اس کے چہرہ پر تاریک بادل چھا گیا۔ مختلف خطوط اور کاغذات کو بار بار دیکھتا ہوا کہنے لگا "وہ عجیب معاملہ ہے . . . بڑا عجیب معاملہ ہے! . . ."

رین فورڈ نے پوچھا "کیا عجیب معاملہ ہے؟"

اولڈ ڈیتھ بڑھتے ہوئے اضطراب کے ساتھ بولا "وہ خط جس کی مجھے تلاش تھی۔ اس میں نہیں ملتا۔ یقیناً وہ کہیں گم تو نہ ہو گیا ہوگا۔ اور باوجود اس کے . . . مگر نہیں مجھے یاد آگیا . . . میں آج سہ پہر کو اسے دیکھ رہا تھا . . . ہاں میں نے اسے اپنی جیب میں ڈالا تھا"

اس نے ایک ایک کر کے ساری جیبوں کو دیکھا۔ مگر وہ کہیں نہ ملا۔

رہزن نے پاکٹ بک اس کے ہاتھ سے چھین لی اور بولا "بہت دیر ہو چکی۔ اس لئے

اب مجھے ان لغو باتوں میں ٹالنے کی کوشش نہ کرو۔ اور آگے آگے چل دو۔"
پاکٹ بک لیکر رین فورڈ پھر ایک بار کرہ سے باہر نکلا۔ اور اولڈ ڈیتھ کو اندر ہی چھوڑکر دروازہ مقفل کر گیا۔ قریباً دو منٹ کے عرصہ میں اس نے واپس آکر دروازہ کھولا۔ اور کہنے لگا "تمہاری پاکٹ بک ایک ایسی جگہ محفوظ رکھ آیا ہوں۔ جہاں ہماری واپسی تک کوئی اسے نہیں چھیڑے گا۔ دیکھو اب گیارہ بج چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہاں سے رخصت ہوناچاہیئے۔ چلو تم سیدھے آگے آگے چلنا شروع کرو۔"
اولڈ ڈیتھ بادلِ ناخواستہ آگے آگے ہولیا۔ اور شام رین یہ کہتا ہوا پیچھے چلنے لگا کہ "اگر تمہاری طرف سے ذراسی غداری کا بھی اظہار ہوا تو پستول کی گولی تمہاری پیٹھ میں داخل ہوکر سینہ کے پار ہو جائے گی۔"

باب ۲۹ اولڈ ڈیتھ کا مکان

کلارکن ویل گرین کے سیشن ہوس کے عقب سے سمتھ فیلڈ مارکیٹ تک ایک بازار جاتا ہے جس کے بالائی حصہ کو ٹرن مل سٹریٹ اور نچلے کو کاؤکراس سٹریٹ کہتے ہیں۔ اس بازار میں بہت سے کباڑیوں اور آہن فروشوں کی دوکانیں ہیں۔ مگر زیادہ اس قسم کی جن میں چور اچکے اپنا مال بہ آسانی فروخت کرسکیں۔ چند منٹ کے لئے کوئی شخص اس بازار میں کھڑا ہوکر دوکانوں کی میلی کھڑکیوں کے اندر رکھے ہوئے مختلف قسم کے مال کو دیکھے تو اس کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔ کہ دوکانیں ان چیزوں یا اس فضول زائد سامان سے پر ہیں۔ جسے غریب لوگ یہاں فروخت کرجاتے یا سلیقہ مند غیر ضروری سمجھ کر ردی میں پھینک دیتے ہیں۔
اس بازار میں کپڑے والوں کی بھی دوکانیں ہیں۔ مگر انہیں غور سے دیکھو تو معلوم ہوتا کہ ان میں ریشمی رومال۔ ٹوپیاں۔ قمیصیں۔ ساٹے۔ کوٹ۔ پتلونیں۔ واسکٹیں۔ اور اور چیزیں جو کھڑکیوں کے اندر سجی ہوئی یا دیوار کے ساتھ لگی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کے متعلق یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ کتنی چوری کا مال اور کتنی زرخرید ہیں۔
ٹرن مل سٹریٹ اور کاؤکراس سٹریٹ کے دونوں بازاروں میں دکانوں کے

دروازوں پر میلی کچیلی قابل نفرت اور زرد رو عورتیں نظر آتی ہیں۔ مگر سچ پوچھو تو مردوں کی حالت بھی ان سے بہتر نہیں۔

اگر کسی فیشن ایبل محلات کے رہنے والی امیرزادی کو جو شن یا ساٹن کا لباس پہنتی ہو جس کی ٹوپی میں نایاب پر اور زیوروں میں بیش بہا ہیرے لگے ہوئے ہوں۔ جس کے اطوار شستہ۔ طریق مہذب۔ گفتگو اور سارا اثر تہذیب بخش ہو۔ اُس کے اعلےٰ طبقہ سے نکال کر ڈرین ل سٹریٹ کی ایک خستہ حال عورت کے پہلو میں کھڑا کر دیا جائے۔ یعنی اس عورت کے پاس جس کی آواز گلوگیر اطوار قابل نفرت۔ بدن پر کثافت۔ کپڑے میلے اور پھٹے ہوئے اور گفتگو مغلظات اور فحش کلامیوں سے پُر ہو۔ ہاں صنف نازک کے ان دو نمونوں کو اگر پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا جائے۔ تو دونوں میں کتنا عظیم اختلاف نظر آتا ہے لیکن نہیں امیرزادی کو بھی اس صفائی۔ اُس سلیقہ اور اُس شستگی کے لئے جو اس سے مخصوص ہے۔ اسی طرح تعریف کا مستحق نہیں سمجھا جا سکتا۔ جیسے ڈرین ل سٹریٹ کی غریب عورت اس ذلت اور بدنمائی کے لئے جس میں وہ سرتا پا غرق ہے حقیقی معنوں میں قابل مذمت نہیں۔ کیونکہ اگر وہ امیرزادی اس غریب گھرانے میں پیدا ہوئی جس میں یہ پیدا ہوئی یا یہ خستہ حال عورت کسی امیر کبیر کے ہاں عالم وجود میں آتی۔ تو کیا اول الذکر ڈرین ل سٹریٹ کی آوارہ گرد قابل نفرت عورت نہ بن جاتی؟ یا آخر الذکر کی پیشانی پر امارت کا نشان زیب نہ دیتا؟

صد حیف کہ امیر اور ذی رتبہ لوگ اس امر واقعہ کو فراموش کر کے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ امارت میں سبھی خوبیاں موروثی اور غریب فطرتاً بداخلاق اور بدچلن ہوتے ہیں۔ یہ کتنی خوفناک غلطی اور کیسی مہلک غلط فہمی ہے! کیونکہ اگر کسی امیر ابن امیر کا نور نظر چھوٹی عمر میں اپنے گھر سے چرایا جاتا۔ اور اُس کی پرورش غریب طبقہ کے لوگوں میں ہوتی۔ تو کیا آج وہ بھی بازاروں میں ننگے پاؤں دوڑتا کثیف نالیوں میں چھوٹے سکے تلاش کرتا۔ گوبھی کے ڈنٹھل یا شلغم کے چھلکے کھاتا۔ نانبائیوں کی دکان سے خوراک کی چیزیں چراتا یا راہ چلتے انسانوں کے رومال اڑاتا نظر نہ آتا؟ کیا اس وقت بھی اس کی آواز میں وہ شستگی قائم ہوتی جو آج اس سے مخصوص ہے؟

ان حالات میں امیر طبقہ کو کسی تعریف کا یا غریبوں کو کسی الزام کا مستحق نہیں سمجھا جا سکتا

جو کچھ بھی وہ ہیں۔ نواحی حالات کے اثر سے ہیں۔ اگر اثرات تہذیب بخش ہوں تو وہ انسان کو مہذب بنا دیتے ہیں۔ اور اگر ہر وقت تکلیف اور مصیبت کا سامنا رہے۔ تو قدرتی طور پر ذلت بداخلاقی اور لاپروائی پیدا ہو جاتی ہے۔

اے امیر طبقہ کے مرد اس بدنصیب غریب آدمی کے لئے تمہارے دل میں کس قدر نفرت کا احساس ہے۔ جو اولڈ بیلی کی عدالت سشن میں جج کے سامنے کھڑا کانپ رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کیا تم سے کبھی زندگی میں کوئی خطا۔ کوئی جرم سرزد نہیں ہوا؟ اور اگر نہیں ہوا۔ تو کیا تم نے سوال کے اس پہلو پر غور کیا ہے کہ اس شخص نے کن اثرات سے مجبور ہو کر وہ فعل کیا۔ جس کے لئے اب وہ عدالت میں پیش ہے؟ کیا تم نے کبھی فاقہ کشی کی وہ تکلیف برداشت کی ہے۔ جسے وہ کر چکا ہے؟ کیا تم کبھی بازاروں میں جہاں ہر قسم کا سامان راحت و عشرت موجود ہو۔ اس حالت میں دیوانہ وار پھرتے رہے ہو کہ جیب میں ایک پیسہ نہ ہو۔ اور بیوی بچے غلیظ مکان میں افسردہ اور مایوس بیٹھے ہوں؟ نہیں! تم نے اپنی زندگی میں ایسی تکلیفیں نہیں دیکھی ہیں۔ ورنہ یقین جانو۔ تم بھی اس بدنصیب شخص کی طرح جو عدالت میں سر جھکائے کھڑا ہے۔ اور جس کے جرم کو تم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو۔ روٹی کا ٹکڑا چرانے یا کسی کا رومال یا کیسہ اڑانے سے دریغ نہ کرتے۔

اور تم بھی اے امیر طبقہ کی عورتو۔ جو اپنے گرد خوشنما گرم شال لپیٹے پھرتی ہو۔ اور بازاروں سے چلتی ہوئی اپنے خوشنما کپڑوں کو اس طرح سمیٹ لیتی ہو۔ کہ تماشہ گاہ کے دروازہ سے نکل کر اس شاندار گاڑی میں سوار ہوتے وقت جس میں بیٹھ کر تم نے اپنے عالیشان محل کو جانا ہے۔ تمہارا دامن اس بدنصیب غریب لڑکی کے کپڑوں سے نہ چھو جائے جو پاس سے گذر رہی ہے۔ میں خوب سمجھتا ہوں۔ اس قابل رحم عورت سے چھو لینے کا خیال ہی تمہارے دل میں کس قدر نفرت اور حقارت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ مگر آہ کیا وہ کسی رعایت کی مستحق نہیں؟ کیا وہ سچ مچ اسی نفرت اور حقارت کی مستحق ہے۔ جس کا اظہار تمہاری طرف سے ہو رہا ہے؟ اگر اس سے اپنی زندگی میں کوئی خطا سرزد ہوئی۔ تو اس سے اس طبقہ کی سبھی عورتیں بہرحال قصوروار نہیں قرار پا سکتیں۔ اس کے علاوہ اس امر پر بھی غور کرو۔ کہ اگر تم کسی غریب کی بیٹی ہوتیں۔ تم بھی پیدائش سے لے کر سن بلوغ تک ہر قسم مصیبتوں میں گھری رہتیں۔ تم بھی اپنے دل میں یہ احساس رکھتیں۔ کہ ان

صیبتوں کے اثر سے . . . خواہ کسی جرم کی بدولت ہی سہی بیچکر نکلنا بہشت میں داخل ہونے سے کم نہیں۔ ہاں ان سب خیالات کو پیش رکھ کر کیا تم کہہ سکتی ہو کہ تمہارا جو ہر لڑکی اس بدنصیب۔ قابل رحم عورت سے زیادہ مضبوط ثابت ہوتا۔ جو تمہارے ب اس وقت اس کرہ ہوائی میں سانس لے کر جس میں تم رہتی ہو۔ اسے متعفن ہے؟

الہی اونچے طبقہ کے لوگوں کا غربا کے ساتھ یہ سلوک کرنا کتنی بڑی ناانصافی ہے جیس اور نخوت پسند بیگمات ان لوگوں سے جن پر اظہار رحم ہونا چاہیئے۔ حقارت تے ہیں۔ جہاں دوسروں کی حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ نفرت سے رف کو منہ پھیر لیا جارہا ہے۔ امرا سمجھتے ہیں۔ وہ برائیاں جو حقیقت میں افلاس اور خستہ یجہ ہیں۔ غریب مردوں کی فطرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ ان بدنصیب عورتوں کو اوائل ر پر گیا گذرا سمجھتے ہیں۔ جنہیں کبھی نیک بننے کا سبق یا موقعہ ہی نہیں دیا گیا۔ بنطبقہ کی بدسلوکی جو پست لوگوں سے کی جاتی ہے۔ حد بیان سے باہر ہے۔ اس اراضی دار کو دیکھو جو اپنے مزدور کو آٹھ شلنگ ہفتہ وار دے کر تاکید کرتا ہے۔ کہ فراغت کی زندگی بسر کرو۔ صاف ستھرے رہا کرو۔ یوم سبت کو عبادت میں بھی شامل ہو۔ بچوں کو تعلیم دو۔ ان کے لئے اچھی کتابیں مہیا کرو۔ انہیں ستھرا رکھو۔ اور قرض سے محفوظ رہو۔ جب وہ اس مزدور کنبہ کو نیم برہنہ اور فاقہ کش دیکھتا ہے۔ جب وہ خود اسے گرجا میں ے شکرانہ کے لئے جانے کی بجائے حالت یاس میں شراب خانہ کا رخ اختیار کرتے یکھتا ہے۔ جب اسے اس کی بیوی شراب نوش اور بدزبان نظر آتی ہے۔ اور جب وہ اس بچوں کو فحش گو۔ بداخلاق اور چوری کا عادی دیکھتا ہے۔ تو حیرت سے دونوں ہاتھ ملا کرتا ہے "مزدور طبقہ کے لوگ فطرت سے ہی بدچلن ہیں۔ ان میں نیکی کسی حال میں انہیں کی جا سکتی۔"

لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایسے امرا اور اراضی دار ہی ظالم اور سنگدل ہیں۔ جو لاکھوں مصیبت زدہ خلق خدا کے گاڑھے پسینے کی کمائی پر دونوں ہاتھوں سے قبضہ کر کے اور انہیں ان کے جائز حقوق سے محروم رکھتے ہیں۔

مگر آؤ ہم سلسلہ داستان کو جاری رکھیں۔

بارش اب تک رم جھم ہو رہی تھی۔ اور دور فاصلہ پر کسی گرجا کے گھڑیال نے ذرا دیر پیشتر ۱۲ بجائے تھے کہ آگے آگے اولڈ ڈیتھ پیچھے پیچھے شام رین۔ دونوں کاؤ کراس سٹریٹ سے نکل کر ٹرن مل سٹریٹ کی ایک تنگ گلی کی نکڑ پر ٹھہر گئے۔ اولڈ ڈیتھ نے غالباً یہ جاننے کے لئے کہ شام رین ساتھ آ رہا ہے یا نہیں۔ مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھا۔ اور اس کے بعد گلی کے اندر داخل ہو گیا۔ شام نے یہ سمجھ کر کہ مکار بڈھا نظر بچا کر نکل جانا چاہتا ہے لپک کر اس کے خاکی کوٹ کا دامن پکڑ لیا۔

بوڑھا کہنے لگا "بس اب شور و غل نہ کرو ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔"

اتنا کہہ کر اس نے جیب سے کنجی نکال کر مکان کا دروازہ کھولا۔ اور شام کے ساتھ اندر داخل ہو کر اسے بڑی احتیاط سے بند کر لیا۔

جس جگہ یہ دونوں داخل ہوئے۔ وہاں انتہا درجہ کی تاریکی تھی۔ رین فورڈ چونکہ بڑا محتاط آدمی تھا۔ اور یہ نہیں چاہتا تھا۔ میرا دشمن موقعہ پا کر مجھ پر غالب آ جائے۔ اس لئے وہ کہنے لگا "دوست ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ تمہارے پاس روشنی کا انتظام نہیں ہے۔ تو میں کسی دوکان سے موم بتی اور دیا سلائی خرید لاتا ہوں۔"

وہ یہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ اولڈ ڈیتھ نے جیب سے ایک دیا سلائی نکال کر اس شمع کو روشن کیا جو دروازہ کے قریب ایک چھوٹی الماری پر رکھی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں رینفرڈ نے معلوم کیا کہ یہ ایک چھوٹا سا تاریک کمرہ ہے جس میں کسی طرح کا سامان مطلق نظر نہیں آتا۔ اور اس کے اندر سے دو راستے جاتے ہیں۔ ایک تنگ زینہ کی طرف جو پہلو میں واقع تھا۔ اور دوسرا ایک اور دروازہ کی طرف جو اس دروازہ کے عین بالمقابل تھا۔ جس میں سے یہ دونوں تھوڑی دیر پیشتر اندر داخل ہوئے۔

عام طور پر جب کوئی شخص چوری کا مال لے کر فروخت کی غرض سے اس مکان پر آتا تو وہ ایک تار کو کھینچا کرتا تھا جس کا سرا باہر دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اس پر مکان کے اندر ایک گھنٹی بجتی۔ کسی نامعلوم ذریعہ سے باہر کا دروازہ کھل جاتا۔ اور چور اس چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ کو احتیاط سے بند کر دیتا۔ اس کے بعد وہ اندرونی یا دوسرے دروازہ پر جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے آہستگی سے دستک دیتا۔ اس سے اس دروازہ میں ایک چھوٹا سا رخنہ از خود پیدا ہو جاتا۔ لیکن کوئی آدمی سامنے نظر نہ

آتا تھا۔ چور اپنے مال کا بنڈل یا پارسل اس رخنہ کے اندر داخل کر دیتا۔ اور وہ رخنہ پھر بند ہو جاتا۔ چند منٹ کے عرصہ میں یا بعض اوقات اگر مال کے معائنہ میں زیادہ عرصہ لگ جائے۔ تو نسبتاً زیادہ دیر بعد وہ رخنہ پھر کھلتا۔ لیکن صرف اس قدر کہ اس کے اندر سے کاغذ کا ایک ٹکڑا باہر پھینکا جا سکے۔ جس کے اوپر اُس مال کی زیادہ سے زیادہ قیمت جو پیش کی جا سکتی ہو درج ہوتی تھی۔ اگر وہ چور اس کاغذ کے پرزہ کو فوراً ہی پھر اندر داخل کر دے تو نقدی کی وہ رقم جو اُس پرزہ کاغذ پر درج ہوتی۔ اس رخنہ کی راہ سے باہر ڈال دی جاتی۔ باہر کا دروازہ پھر کسی نامعلوم ذریعہ سے کھل جاتا۔ اور چور کے رخصت ہو جانے پر از خود بند ہو جاتا تھا۔ لیکن اگر چور اُس کاغذ کو واپس نہ کرے۔ تو اس کے معنی یہ سمجھے جاتے تھے۔ کہ پیش کردہ رقم اُسے منظور نہیں۔ اس پر اس رخنہ کی راہ سے اُس کا بنڈل باہر نکال دیا جاتا اور وہ اُسے لیکر چل دیتا تھا۔

یہ ساری کیفیت اولڈ ڈیتھ نے رین فورڈ کے مجبور کرنے پر بیان کی۔ اور خاتمہ پر کہنے لگا "تم دیکھ سکتے ہو۔ اس طرح پر جو لوگ یہاں چوری کا مال فروخت کرنے آتے ہیں۔ وہ کبھی اس بات کو نہیں جان سکتے کہ ان کا مال لینے والا کون ہے؟"

رہزن نے پوچھا "آخر اس جگہ کا منتظم کون ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ تم ایک ہی وقت میں ہر جگہ موجود نہیں رہ سکتے۔"

اولڈ ڈیتھ نے جواب دیا "میرا ایک نہایت وفادار اور معتمد آدمی اس جگہ کا منتظم ہے جو کئی سال سے میری ملازمت میں ہے۔"

رین فورڈ نے کہا "مگر یہ ضرور ہے کہ جو لوگ یہاں پر چوری کا مال فروخت کرنے آتے ہیں۔ وہ جانتے ہوں یہ مکان کس کا ہے۔"

بوڑھے نے خوفناک ہنسی ہنس کر کہا "بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ مقام ٹڈ مارش کے نام سے منسوب ہے۔ اور لندن کے کسی نہایت مشہور چور کو بھی اس بات کا علم نہیں کہ میرا اس جگہ سے ذرا بھی تعلق ہے۔ تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ ٹڈ مارش اس شخص کا نام ہے جو اس جگہ کا انتظام کرتا ہے۔ اگر مجھے کسی معاملہ کو ذاتی طور پر طے کرنا ہو۔ تو میں لوگوں سے سرائوں شراب خانوں یا اپنے گہرے دوستوں کے مکانوں پر مل لیتا ہوں۔ جیسے تم سے جس کے مکان پر ملا کرتا تھا ... مگر تم اوپر چلے آؤ۔ یہاں کھڑے رہنے سے کیا فائدہ ہے؟"

اتنا کہہ کر اولڈ ڈیتھ زینہ پر چڑھنے لگا۔ اور شام رین بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ دونوں ایک معمولی سے کمرہ میں داخل ہوئے۔ جہاں ایک عمر رسیدہ شخص جس کی صورت اولڈ ڈیتھ کے برابر ہی کروہ تھی۔ گو وہ بظاہر اتنا طویل القامت نہ تھا۔ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔

اس سے مخاطب ہو کر اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "ڈاڈ مارش گھبراؤ نہیں۔ میں ہوں"۔

"تم ہو" شخص مذکور نے گھبرا کر بستر سے اٹھتے اور رین فورڈ کی طرف مشتبہ نظر سے دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

بوز کہنے لگا "ڈڈی میں اور میرا دوست مسٹر رین فورڈ بس آپ دونوں ہیں"۔

ڈڈ مارش اب زیادہ مصالحت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "اس صورت میں مضائقہ نہیں مسٹر رین فورڈ تمہاری شہرت اس چاردیواری کے اندر بھی میرے کانوں تک پہنچ چکی ہے۔ بیٹھئے رم کی بوتل حاضر ہے"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے میز پر رکھی ہوئی بوتل اور گلاس کی طرف اشارہ کیا۔

رین فورڈ حسب معمول بے تکلفی اور لاپروائی کے لہجہ میں کہنے لگا "سردی کا اثر خارج کرنے اور تمہارا جام صحت پینے کے لئے مجھے اس میں انکار نہیں"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے تھوڑی سی شراب گلاس میں ڈال کر پی۔ اس کی تقلید اولڈ ڈیتھ نے بھی کی۔ اور مسٹر ڈڈ مارش کو بھی ایک دو گھونٹ پینے پر مجبور کیا گیا۔

اب بوز ڈڈ مارش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "بس تم سو جاؤ۔ ہم تمہاری نیند خراب نہیں کرنا چاہتے"۔

مسٹر ڈڈ مارش نے ایک ہلکی غراہٹ کے ذریعہ اس انتظام پر اظہار پسندیدگی کیا۔ اور پھر چارپائی پر لیٹ گیا۔

اولڈ ڈیتھ رین فورڈ کو ساتھ لے کر پہلے اسی منزل کے پاس والے کمروں میں اور پھر بالاخانہ پر گیا۔ لیکن یہ سب کمرے خالی تھے۔ دیواریں مرور زمانہ سے سیاہ ہو چکی تھیں۔ چھت کی رنگت ایسی تھی۔ گویا اس پر سیاہ رنگ کیا گیا ہو۔ کھڑکیوں کے شیشوں پر اتنی گرد جمی تھی۔ کہ دن کے وقت بھی ان کے اندر بہت کم روشنی داخل ہوتی تھی۔ فرش پر سنوں کوڑا کرکٹ جمع تھا۔ اس کے علاوہ ان کمروں سے اس قسم کی تیز بو آرہی تھی۔ جس سے کمزور طبیعت شخص کو غشیان کی نوبت پیدا ہوتی تھی۔

شام رین یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوا کہ سب کمرے خالی پڑے ہیں۔ وہ دل میں سوچتا تھا کہ اولڈ ڈیچہ کے گودام میں ہزاروں کا مال جمع ہوگا۔ کیونکہ لندن بھر کے تین چوتھائی چور اپنا مال اس کے ہاں فروخت کی غرض سے لاتے تھے۔ لیکن جب اسے وہاں ایک چیتھڑا تک نظر نہ آیا۔ تو اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ کمروں کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برسوں سے کسی نے ان کے اندر قدم نہیں رکھا۔ اولڈ ڈیچہ سے مخاطب ہو کر وہ مذاقیہ لہجہ میں کہنے لگا "یہ شاید تمہارے مکان کا استقبالی حصہ ہے گودام تو یقیناً نہیں"

اولڈ ڈیچہ کہنے لگا "بس یہی سب کچھ ہے۔ بات یہ ہے۔ جو مال آتا ہے اسے فوراً ہی بھیج دیا جاتا ہے"

رین فورڈ نے پوچھا "کہاں کو؟"

"چھوٹے دوکانداروں کے پاس یا براعظم یورپ کو" اولڈ ڈیچہ نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھی کی طرف اس نظر سے دیکھا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس بیان سے اس کا اطمینان ہو گیا یا نہیں۔

رہزن نے کہا "مانا کہ جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہے لیکن مجھے وہ تمہارے سیکڑوں ملازم نظر نہیں آتے۔ جو ہر روز خریدے ہوئے مال کو ادھر ادھر لیے آتے ہوں۔ اور یہ تو ظاہر ہے ہالینڈ اور فرانس کو ہر گھنٹہ جہازوں کی آمدورفت نہیں ہوتی"

اولڈ ڈیچہ گھبرا کر کہنے لگا "شام اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟"

رہزن نے سختی کے لہجہ میں کہا "میرا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو مگر دیکھو میں پھر کہے دیتا ہوں۔ ہم دونوں اس مکان میں تنہا ہیں۔ کیونکہ تمہارے اس بڈھے کو جسے ہم پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ میں ناچیز سمجھتا ہوں۔ اور بخدا اگر تم نے میرے ساتھ کچھ بھی دھوکہ بازی کی تو میں اس پستول کے سرے سے تمہارا مغز پاش پاش کر دوں گا"

اولڈ ڈیچہ اپنے ساتھی کے پرزور لہجہ سے خوف زدہ ہو کر کانپتا ہوا کہنے لگا "پھر تم مجھ سے اور کیا چاہتے ہو؟"

وہ بولا "میں تمہارا گودام دیکھنا چاہتا ہوں اور بس۔ اس میں تمہاری طرف سے جتنی دیر ہوگی اسی قدر تمہارے حق میں برا ہے"

اولڈ ڈیچہ نے پھر بھی ایک لمحہ کے لیے تامل کیا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ رین فورڈ کے لہجہ میں

عزم صمیم کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور وہ بے صبری سے اپنا پاؤں فرش زمین پر مار رہا ہے نیز یہ کہ اُس نے اپنا پستول خوفناک طریق پر اونچا اٹھا لیا ہے۔ اس نے جان لیا کہ بحالت مجبوری مصیبت سے بچنے کو جو کچھ یہ کہتا ہے اُس کے مطابق کرنا ہوگا۔

شمع کو سر کے برابر اونچا اٹھا کر تاکہ راستہ میں اچھی طرح روشنی رہے۔ وہ چپ چاپ اسی تنگ شکستہ اور ڈھلوان زینہ کے راستہ پھر نیچے اترنے لگا۔ تام رین بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔

اُس چوڑی ڈیوڑھی میں دوبارہ پہنچکر جس کے متعلق ہم بیان کرچکے ہیں کہ وہاں چوری کا مال خریدا جاتا تھا۔ اولڈ ڈیتھ نے اس دروازہ کو جس کے اندر مال خریدنے کا رخنہ تھا کھولا۔ اور رین فورڈ کو ساتھ لئے ایک چھوٹے سے عقبی کمرہ میں داخل ہوا۔ جو بعینہٖ ہر دفتر کی صورت رکھتا تھا۔ اُس کے اندر ایک ڈسک۔ ایک اونچا سٹول۔ ایک ہشت روزہ چابی کا کلاک ویسا ہی جیسا اچھے گھروں کے باورچی خانہ میں پایا جاتا ہے اور جس کا چوبی حصہ تابوت کے برابر بڑا تھا لگا ہوا تھا۔ ڈسک پر کاغذ قلم دوات موجود تھی۔ ایک بہت بڑی حساب کی کتاب نہایت میلی گویا برسوں سے اُسے کوئی ایسا شخص کھولتا رہا ہو جسے صابن کے نام سے خوف آتا ہے۔ پڑی تھی۔ رین فورڈ نے پوچھا "کیا یہ ڈڈمارش کا دفتر ہے؟"

اولڈ ڈیتھ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ صرف اثبات کے طور پر سر ہلا دیا۔

رینبرن نے اس رجسٹر کو کھولا۔ اس میں پوشیدہ کاروبار کے اندراج موجود تھے۔

یہاں پر ہم نمونے کے طور پر اس کی بعض رقوم پیش کرتے ہیں۔ اور یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ ان میں سے بعض کے ساتھ جو نمبر موجود ہیں۔ وہ ان چوروں۔ نقب زنوں یا فاحشہ عورتوں کے نمبر تھے۔ جو اولڈ ڈیتھ نے اُن شخصوں سے منسوب کر رکھے تھے جن کا اس سے لین دین تھا۔ سارے اندراج چوروں کی مخصوص زبان میں تھے۔ لیکن ناظرین کی آسائش کے لئے ہم ان کا ترجمہ درج کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں:-

نمبر ۱۳:۔ دو دھاری دار رومال۔ ایک سفید زمین کا رومال۔ ایک سبز جس کے اوپر سفید چتیاں تھیں۔ ایک نیلا جس کے اوپر سفید چتیاں تھیں۔ تین چاندی کے چمچے۔ ایک گھڑی اور ایک چھوٹی پاکٹ بک۔ ایک پونڈہ اسٹرلنگ۔

ایک جیکٹ جس نے ملاحوں کی سی جاکٹ پہنی ہوئی تھی:- آرٹ ساخت کے کپڑے سے

کا تھان۔ چھ تکیوں کے غلاف۔ تین چادریں۔ ایک سُرخ رومال ۸ شلنگ۔

ایک اجنبی جو دیا سلائی فروخت کرنے والا معلوم ہوتا تھا:۔ ایک سبز رومال۔ ایک آسمانی رنگ کا رومال۔ ایک سفید چھینٹ دار زرد رومال۔ ایک سادہ زرد رومال۔ چھ پتلونیں۔ ایک واسکٹ ایک بڑی پاکٹ بک۔ ۱۳ شلنگ ۶ پنس۔

نمبر ۴:۔ ایک مفلر۔ چھ زنانہ بوٹ۔ ایک زنانہ بیگ۔ ۱۲ شلنگ۔

نمبر ۵۳:۔ ایک گھڑی اور زنجیر۔ ایک پونڈ ۱۲ شلنگ ۶ پنس۔

ایک اجنبی جس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ سوکھتے ہوئے کپڑے چرانے کا عادی ہے:۔ بارہ قمیصیں۔ ۶ شلنگ۔

ایک اجنبی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گاڑیوں سے ٹرنک اڑاتا ہے:۔ ایک سوتی تھیلا۔ ایک سونے کی گھڑی ۶ چمچے اور بیگ کے اندر بند کپڑے۔ دو پونڈ ۱۵ شلنگ۔

ایک اجنبی صورت سے پرانی چھتریاں خریدنے والا چور معلوم ہوتا تھا:۔ سفید بالائی کوٹ ۳ شلنگ ۶ پنس۔

ایک اجنبی جو عطائی ڈاکٹر معلوم ہوتا تھا:۔ تین دس دس پونڈ کے نوٹ بھنوانے کو لایا بارہ پونڈ۔ ۱ شلنگ ۶ پنس۔

ایک اجنبی جو چٹھیوں کے ذریعہ خیرات مانگنے والا نظر آتا تھا:۔ سونے کی انگوٹھی ۸ شلنگ ۶ پنس۔

ایک معمولی عورت:۔ پانچ پونڈ کا نوٹ بھنوانے لائی۔ دو پونڈ ۲ شلنگ ۶ پنس۔

ان رقوم کو دیکھ کر شام رین کہنے لگا "رجسٹر کیا ہے۔ اچھا خاصہ خفیہ پولیس کا روزنامچہ ہے" اولڈ ڈیتھ خوفناک طریق پر مسکرایا۔ اور رین فورڈ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "مگر کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو۔ وہ لوگ جو اپنے نمبروں سے مشہور ہیں۔ ۔ کیونکہ میں ان اندراجات کا مطلب اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ مقام دراصل تمہاری ملکیت ہے؟"

بونز کہنے لگا "بالکل نہیں۔ بات یہ ہے کہ لوگوں میں یہ مقام ٹڈ مارش کی بیٹھک کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ سیکڑوں آدمیوں میں سے جو عام طور پر یہاں آتے ہیں۔ ایک بھی ٹڈ مارش کو اس کی صورت سے نہیں پہچانتا"

شام رین نے پوچھا "لیکن وہ خود ان شخصوں کو جو نمبروں سے مشہور ہیں۔ کیونکر شناخت کرتا ہے؟"

اولڈ ڈیتھ نے ایک چھوٹے سے سوراخ کی طرف اشارہ کیا جو رٹ کے واسطے کے

ہٹ پیدا ہوئی۔ اور پھر

برابر اس لکڑی کے تختے میں بنا ہوا تھا۔ جو دونوں کمروں کے درمیان حائل تھا۔ اس سوراخ کے اوپر اندر کی طرف لکڑی کا ایک چھوٹا سا متحرک ٹکڑا لگا ہوا تھا۔ یعنی اس طرف جدھر ٹڈمارش کا دفتر واقع تھا۔ گویا ٹڈمارش ضرورت کے وقت اس لکڑی کو ہٹا کر آنے والے کو بآسانی دیکھ سکتا تھا۔

رین فورڈ کہنے لگا "اب معاملہ زیادہ واضح ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن میرے دوست پہلے تم مجھے اپنے رہنے کا خاص حصہ اور وہ کمرے دکھاؤ۔ جن میں تمہارا مال رہتا ہے"

اس کے ساتھ ہی رین فورڈ نے اپنا دایاں ہاتھ اس جیب کی طرف بڑھایا۔ جس میں وہ اس پستول کو رکھ چکا تھا۔ جس سے تھوڑی دیر پیشتر اس نے اولڈ ڈیچ کو دھمکی دی تھی۔ اس پُرمعنی اشارہ کو دیکھ کر مسٹر بنجمن یونز نے ایک گہری آہ کھینچی۔ وہ اس وقت اس شخص کی طرف سے جسے وہ اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن جو خود اس پر مختار ہو چکا تھا۔ جبر کا اظہار دیکھ کر دل ہی دل میں سخت پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

اس کے بعد جب اس نے شمع کو اس میز سے جہاں اس نے اسے اس غرض سے رکھا تھا۔ کہ اس کی روشنی میں رہزن رجسٹر کے اندراج کو اچھی طرح دیکھ لے اٹھایا تو اس کے خوفناک چہرہ پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے دل میں یکایک کوئی تسکین بخش خیال پیدا ہو گیا ہے۔

اس اثنا میں ٹام رین بڑی لاپروائی سے سیٹی بجاتا رہا۔ لیکن ہرچند کہ وہ بظاہر اولڈ ڈیچ کی طرف متوجہ نہ تھا۔ تاہم خوشی اور اطمینان کی وہ عارضی جھلک جو اس خوفناک بڈھے کے چہرہ پر نمودار ہوئی۔ اور جو صرف ایک لمحہ کے لئے رہی۔ اس کی تیز نگاہ سے بچ نہ سکی۔

یکایک اولڈ ڈیچ اس کلاک کی طرف بڑھا۔ جو افسردہ کن ہم آہنگی کے ساتھ برابر ٹک ٹک کئے جاتا تھا۔ اور اس کنجی پر ہاتھ رکھ کر جس کی مدد سے کلاک کا چوبی ڈھکنا کھولا جا سکتا تھا۔ اس نے پھر ایک بار رین فورڈ سے مخاطب ہو کر کہا "کیا تم آج ہی رات اس مکان کے سب حصے دیکھنے پر تلے ہوئے ہو؟"

"ہاں میرا یہی ارادہ ہے" ٹام رین نے اصرار کے لہجہ میں کہا۔

اولڈ ڈیچ نے کلاک کا چوبی خول کھولا۔ اور اس کے اندر ایک کمانی دبائی۔ اس کے

ساتھ ہی اس قسم کی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی۔ جیسے کسی کارخانہ میں بڑے بڑے پہیوں کے حرکت کرنے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ پھر رین فورڈ کے دیکھتے دیکھتے وہ دیوار جس کے اوپر کلاک لگا ہوا تھا۔ بڑی آہستگی کے ساتھ ایک طرف کو ہٹ گئی۔ اور اسے اپنے سامنے فرش میں ایک غار نظر آیا۔

ایک منٹ کے عرصہ میں وہ گڑگڑاہٹ بند ہو گئی۔ اور متحرک دیوار اپنی جگہ سے ہٹ کر رک گئی۔ شام رین نے دیکھا کہ دیوار کے ہٹنے سے جو شگاف پیدا ہوا۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ ایک کافی موٹا اور تومند شخص اس کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ اپنے چہرہ پر شیطانی مسکراہٹ کے آثار پیدا کر کے اولڈ ڈیتھ نے پوچھا "اتروں؟" اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ سمجھتا ہے رین فورڈ کو میرے پیچھے آنے کی جرأت نہ ہو گی۔

لیکن اگر واقعی اس کا یہ خیال تھا۔ تو اسے سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ رین نے بڑی لاپروائی سے کہا "ہاں بے شک اور دیکھو ذرا جلدی کرو۔ رات بہت جا چکی ہے۔ اور میں نے ابھی تک اس مقام کا کوئی بھی قابل ذکر حصہ نہیں دیکھا۔"

اولڈ ڈیتھ نے اور کچھ نہ کہا بلکہ ثابت قدمی سے ایک آہنی زینہ پر جو اس غار کے اندر موجود تھا۔ اترنے لگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں شمع تھی۔ اور دوسرے سے اس نے اس رسے کو مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ جو سہارے کی غرض سے اس زینہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ شام رین بھی بے تامل اس کے پیچھے پیچھے اترتا گیا۔ آخرکار یہ دونوں ایک لمبے تنگ مسقف راستہ میں پہنچے۔ جو دونوں طرف سے بند تھا۔ اور جس کے اندر اتنی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ کہ شمع کی دھندلی روشنی میں یہ معلوم کرنا سخت مشکل تھا۔ اس کا انجام کہاں ہوتا ہے۔

اولڈ ڈیتھ بولا "ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ میں دروازہ بند کر لوں۔ یہ ایک ایسی احتیاط ہے جسے میں کبھی نظر انداز نہیں کرتا۔"

"بہت ٹھیک،" شام نے بڑے سکون کے ساتھ کہا۔ اگرچہ وہ بظاہر لاپروائی کے ساتھ کچھ گنگنا رہا تھا۔ مگر حقیقت میں اپنے ساتھی کی ہر ایک نقل و حرکت کو بڑے غور سے دیکھتا جاتا تھا۔

نیچے اتر کر اولڈ ڈیتھ نے ایک موٹے سے تار کو جو اس مسقف راستہ کی چھت سے لٹک رہا تھا۔ زور سے کھینچا۔ اس کے ساتھ ہی پھر وہی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی۔ اور پھر

ایک بار وہ چوبی دیوار حرکت میں آئی۔ دیکھتے دیکھتے وہ شگاف جس کے اندر یہ دونوں اس زمین دوز گلی میں اُترے تھے بند ہو گیا۔

باب ۳۰ اولڈ ڈیتھ کا گودام

ناظرین نے اب تک جو کچھ پڑھا۔ اُس کی بنا پر ان کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔ کہ ٹامس رین فورڈ بہت بے خوف اور ہر قسم کے خطرات میں اوسان بحال رکھنے والا جری آدمی تھا۔ اس کی بجائے کوئی اور ہوتا۔ تو اپنے آپ کو اس طرح زمین کے اندر ایک تیرہ و تار حصہ مکان میں بند پا کر مارے خوف کے چیخ اُٹھتا۔ اور عجب نہیں۔ اُسے غش آجاتا۔ مگر ٹامس رین فورڈ اتنا تھڑ دلا نہ تھا۔ اس نے اولڈ ڈیتھ کے مکان کا یہ ہیبت ناک راز دیکھا مگر کیا مجال اس کے چہرہ پر خوف کا کوئی اثر ظاہر ہوا ہو۔ یا بدن میں ذرا بھی لرزہ آیا ہو۔ ہر چند کہ وہ اس تاریک اور خوفناک تہ خانہ کی صحیح نوعیت سے بالکل بے خبر نہ تھا جس میں اولڈ ڈیتھ لے اسے ڈالا۔ اور وہ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ میرا ساتھی اتنا بدمعاش اور اس قدر بد خصلت ہے کہ ذاتی حفاظت کے لئے کسی انتہائی غدارانہ فعل سے بھی اسے دریغ نہیں۔ تاہم اُس کے استقلال اور ثابت قدمی میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ اور وہ اس بوڑھے شیطان کے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم لاپروائی کے ساتھ سیٹی بجاتا ہر قسم کے خطرات سے بے فکر اس مستقل مزاجی کے ساتھ چلتا رہا۔ کہ اولڈ ڈیتھ بھی اپنے دل میں اس کی جسارت پر عش عش کئے بغیر نہ رہ سکا۔

لیکن اس لاپروائی کے باوجود رین فورڈ اپنے ساتھی کی کسی نقل و حرکت سے بے خبر نہ تھا۔ ہر چند کہ وہ بظاہر بڑی بےفکری سے قدم اٹھاتا تھا۔ مگر حقیقت میں بڑی احتیاط کے ساتھ اولڈ ڈیتھ کے قدم پر قدم رکھتا چلتا تھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ اس تاریکی میں کوئی ایسا دام فریب نہ ہو۔ ۔ کوئی ایسا خطرناک مقام پوشیدہ نہ ہو۔ کہ اُس پر قدم رکھنا یقینی موت کے منہ میں جانے کے برابر سمجھا جائے۔

اس مسقف برآمدہ کے دوسرے سرے سے ہوا بڑی تیزی کے ساتھ آرہی تھی جس کی وجہ سے شمع جھلملانے لگی۔ اُسے گل ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اولڈ ڈیتھ نے ایک

ہاتھ کا سایہ کر لیا۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا آگے آگے چلنے لگا۔

یہ زمین دوز راستہ قریباً دس فٹ چوڑا اور چھ فٹ اونچا تھا۔ دونوں طرف دیواریں بنی ہوئی تھیں۔ اوپر کھردرے پتھروں کی گنبدی چھت اور نیچے بھی پتھروں کا ہی فرش تھا۔ پہلوؤں میں اور سر کے اوپر چھت پر نمی کی وجہ سے سبز کائی اگی ہوئی تھی۔ شمع کی دھندلی روشنی میں رین فورڈ نے جو کچھ دیکھا۔ اس کی بنا پر اس کے لئے یہ جاننا مشکل نہ تھا۔ کہ یہ جگہ یقیناً عرصہ دراز کی بنی ہوئی ہے۔

دیواروں میں جا بجا چھوٹے چھوٹے رخنے بنے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک کے اندر اُسے مسیح مصلوب کی تصویر شکستہ حالت میں پڑی نظر آئی۔ اسے دیکھ کر رہزن کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ خوفناک تہ خانہ غالباً کسی قدیم خانقاہ کا ایک حصہ ہے۔ عالم خیال میں اُس نے سمجھا۔ کہ اس وقت میں غالباً اس مقام پر قدم اٹھا رہا ہوں۔ جہاں شاید کسی زمانہ میں قدیم پاپائی مظالم کے اثر میں آئے ہوئے لوگوں کو زیر حراست رکھ کر فاقہ کشی سے دم توڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔

اولڈ ڈیتھ اور شام رین اس مسقف برآمدہ میں قریباً ساٹھ گز کا فاصلہ طے کر چکے تھے۔ کہ اولڈ ڈیتھ یکایک رک گیا۔ رہزن نے دیکھا کہ سامنے ایک بہت بڑا آہنی دروازہ حائل ہے۔ مضبوط بنانے کی غرض سے اس میں بڑی بڑی آہنی میخیں لگائی گئی تھیں۔

یہاں رُک کر اولڈ ڈیتھ یکایک رین فورڈ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا "تم عنقریب میرے مقام خلوت میں داخل ہونے والے ہو۔ اور میں پھر ایک بار تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی میرے پاس کیا ضمانت ہے۔ تم مجھ سے غداری نہ کرو گے؟"

شام نے جواب دیا۔ "وہی جو میرے پاس تمہارے متعلق ہے۔"

اولڈ ڈیتھ ذرا دیر خاموش رہا۔ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس کا کچھ جواب دینا چاہتا ہے۔ مگر کچھ سوچ کر اور بظاہر اس بحث کو بے سود سمجھ کر اس نے اس دروازہ کو کھول دیا۔

دروازہ اندر کی طرف کھلتا تھا۔ اور اندر پتھر کا ایک گول زینہ بنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر اب یہ دونوں آدمی آگے پیچھے چڑھنے لگے۔ رین فورڈ نے زینہ پر قدم رکھنے سے پہلے دروازہ کو بحفاظت اندر سے بند کر لیا تھا۔

قریباً چالیس سیڑھیاں چڑھ کر اولڈ ڈیتھ نے جو آگے چل رہا تھا۔ شمع کو دیوار سے کے

اندر بنے ہوئے ایک رخنہ میں رکھ دیا۔ اور زور سے ایک چور دروازہ کھولا جس سے ہوا کی رو تیزی کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ لیکن اس نے شمع کو محفوظ رکھنے کے لئے جو احتیاط کر لی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ بجھ نہ سکی۔

یکایک اولڈ ڈیجہ کہنے لگا "بہتر ہوتا۔ میں اس شمع کی بجائے لالٹین لے آتا لیکن خیر مضائقہ نہیں۔ تم چلے آؤ۔"

ریئن فورڈ نے کہا "تم بدستور آگے آگے چلو۔ اور شمع میرے ہاتھ میں رہنے دو۔"

بوڑھا جلدی سے کہنے لگا "نہیں یہ مجھی کو دے دو۔" اور اس کے ساتھ ہی اس نے شمع لینے کو اپنا استخوانی ہاتھ رہزن کی طرف بڑھایا۔

لیکن ریئن فورڈ نے خیال کی تیزی کے ساتھ جھک کر پستول کا سرا بڑے زور سے مارا۔ اور شمع اپنے ہاتھ میں لے لی۔

اولڈ ڈیجہ چوٹ کھائے ہوئے مقام کو سہلاتا غصہ کے لہجہ میں پوچھنے لگا "بھلا یہ کیا وحشت تھی؟"

رہزن نے سختی کے لہجہ میں جواب دیا "مجھے شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ تم کوئی فریب کرنا چاہتے ہو۔ مگر یاد رکھو میں ہر طرح مسلح ہوں۔ تمہاری طرف سے ذرا سا غدارانہ سلوک بھی ہوا۔ تو میں جھٹ فیر کر دوں گا۔"

اولڈ ڈیجہ ابھی تک اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ شام رین کو ناراض دیکھ کر وہ چاپلوسی کے لہجہ میں کہنے لگا "شام میرے دوست تم ناحق ان شبہات کو اپنے دل میں جگہ دے رہے ہو۔"

شام بولا "شاید ایسا ہو۔ اور اگر ہو تو خوشی کی بات ہے۔ لیکن تم آگے بڑھنے کی فکر کرو۔"

اولڈ ڈیجہ لڑکھڑاتا ہوا چند سیڑھیوں پر چڑھا۔ اور ریئن فورڈ ایک ہاتھ میں پستول دوسرے میں شمع لئے پیچھے پیچھے قدم اٹھاتا گیا۔

چور دروازہ سے گذر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں جو خوابگاہ کی طرح آراستہ تھا پہنچ گئے۔ اولڈ ڈیجہ نے اوپر چڑھ کر چور دروازہ کو بند کر لیا۔ اور اس کے اوپر ایک چھوٹا سا قالین بچھا دیا۔

ریئن فورڈ نے پوچھا "کیا یہی تمہارے رہنے کی جگہ ہے؟"

بڑھے نے اثبات کے طور پر سر ہلایا۔

"اور تمہارے گودام بھی سیہیں واقع ہیں؟" اس نے نیم سوالی نیم یقینی لہجہ میں کہا۔ "کیونکہ اس بات کو میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم ایک اور ہی مکان میں پہنچ گئے ہیں۔ زمین دوز راستہ کی سمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ یہ مکان رٹیڈ لائن سٹریٹ میں واقع ہے۔"

اولڈ ڈیتھ کہنے لگا "تم لندن سے خوب واقف ہو۔"

رین ورڈ نے جواب دیا "ہاں۔"

"حالانکہ تمہاری عمر کا بڑا حصہ دیہات میں بسر ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے" ٹام نے کہا "مگر اب تم مجھے اپنی جائے سکونت کے سارے اسرار سے آگاہ کرنے کی فکر کرو۔" اتنا کہہ کر رہزن کمرہ کے ایک پہلو میں سے ہوئے دروازہ کے قریب پہنچا۔ مگر اولڈ ڈیتھ نے جھٹ آگے بڑھ کر اسے روکا اور ایک اور دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا "اس طرف ٹام اس طرف۔ اس حصہ میں کوئی قابل دید چیز موجود نہیں۔"

اس دروازہ کی طرف جانے کی وجہ سے اولڈ ڈیتھ کے چہرہ پر اضطراب کے جو آثار نمودار ہوئے انہیں ٹام نے دیکھ لیا تھا۔ تاہم وہ لاپروائی سے کہنے لگا "خیر جدھر تم چاہتے ہو ادھر ہی سہی۔ میرے آگے آگے چلو۔"

یونز نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ رہزن کو ساتھ لئے ایک وسیع ہال میں پہنچا جس کے چاروں طرف الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ اور ان میں مختلف قسم کا بیشمار سامان پڑا نظر آتا تھا۔ کچھ چینی کے برتن شمعدان۔ چاندی کے بنے ہوئے یا نکل پلیٹ مگر سب بڑی احتیاط کے ساتھ کاغذ میں لپٹے ہوئے ریشمی رومالوں کے بنڈل۔ سوتی کپڑوں کے تھان۔ چرمی اور سوتی دستی بیگ۔ ہر قسم کے ظروف۔ ریشمی کپڑے اور سوتی ساڑے۔ مخملی قمیصیں۔ مہنگے اور سستے ہر قسم کے شال۔ زنانہ گلوبند۔ زنانہ جوتے اور مردانہ بوٹ۔ آئینے۔ جھاڑ۔ فانوس۔ لمپ اور تصویریں۔ سماوار اور بیش قیمت گلدان۔ پائپ اور کپڑے رکھنے کی الماریاں۔ چاقو۔ قینچیاں۔ چھریاں۔ چھاپہ کے کاغذوں کے بے شمار بنڈل۔ زین اور ساز کا سامان۔ غرض یہ کہ دنیا بھر کی چیزیں جن کا تذکرہ شاید اس داستان کے کئی صفحوں میں ختم ہو۔ اس ہال میں موجود تھیں۔

رین فورڈ اس مقام کے مختلف حصوں کا معائنہ کرتے ہوئے بھی اولڈ ڈیچہ کی ہر ایک حرکت کا بغور مشاہدہ کر رہا تھا۔ سارے سامان کو دیکھ کر وہ کہنے لگا "میرے دوست تمہارا گودام خوب پُر نظر آتا ہے!"

اولڈ ڈیچہ نے کہا "شکر ہے تمہارا اطمینان ہو گیا!"

رین فورڈ بولا "ابھی پورے طور سے نہیں ہوا۔ کیونکہ تم نے ابھی مجھے وہ کمرہ نہیں دکھایا جس میں تم جواہرات اور زیورات رکھتے ہو۔"

"کیسے جواہرات" بوڑھے نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا۔

ٹام رین کہنے لگا "میرے دوست سب کچھ جانتے ہوئے انجان بننے کی کوشش نہ کرو۔ یقیناً تم ان چیزوں کو جنہیں زیادہ احتیاط سے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس سامان سے جدا رکھتے ہو۔"

اولڈ ڈیچہ نے ایک لمحہ کے لئے ٹام رین پر انتہا درجہ کی متجسس نظر ڈالی۔ گویا وہ ان باتوں کو جو اس کی روح کے اندر تھیں۔ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ مگر رہزن سب کچھ سمجھتا ہوا ایک تصویر کو بغور دیکھنے میں محو رہا۔ اس سے اولڈ ڈیچہ کا قدرے اطمینان ہو گیا۔

ذرا وقفہ کے بعد رین فورڈ پھر کہنے لگا "دیکھو یوں وقت ضائع کرنا لاحاصل ہے۔ جو کچھ دکھانا ہے خود دکھا دو۔ تو بہت اچھا ہے۔ ورنہ اس بات کا یقین رکھو کہ میں تمہارے مکان کا ایک ایک گوشہ دیکھے بغیر یہاں سے نہ جاؤں گا۔"

اولڈ ڈیچہ ایک اور دروازہ کی طرف جو اُس دروازہ کے بالمقابل تھا۔ جس پر یہ پہلے داخل ہوئے تھے بڑھا۔ اور رین فورڈ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ یہ ایک نسبتاً چھوٹا کمرہ تھا۔ جس میں سابقہ کمرہ کی طرح بے شمار الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ ان الماریوں میں چھوٹے بڑے کیس اور ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ جن میں سے بہت سے کاغذ میں لپیٹے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر ٹام رین نے پوچھا "غالباً ان کے اندر گھڑیاں اور چاندی کے ظروف ہیں؟"

اولڈ ڈیچہ نے جواب دیا "ہاں کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ تم ان میں سے کوئی چیز دیکھنا چاہتے ہو؟"

وہ بولا "نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ میں اس بارہ میں رفع استعجاب ضروری

نہیں سمجھتا!"

مگر جبکہ وہ اس کمرہ میں سرسری نظر ڈال رہا تھا۔ یکایک اُس کی نگاہ ایک آہنی پٹی کی طرف کھچ گئی۔ جو دیوار کے اندر لگی ہوئی تھی۔

اولڈ ڈیتھ مضطرب ہو کر کہنے لگا "کیوں اب تو تم نے سب کچھ دیکھ لیا؟ ... رات بہت جا چکی ہے ..."

"یوں کہنا چاہیے کہ سویرا ہو گیا ہے۔" رہزن نے مسکرا کر کہا۔ لیکن پھر اپنے لہجہ کو سنجیدگی میں بدل کر وہ بولا "بہرحال اس کام کے لئے جو مجھے درپیش ہے۔ ابھی کافی وقت ہے۔"

اولڈ ڈیتھ نے سخت بے چینی سے اُس کی طرف دیکھا۔ کچھ عرصہ سے وہ سوچ رہا تھا کہ ریڈ فورڈ اپنے دل میں ضرور کوئی فاسد ارادہ رکھتا ہے۔ اور محض اس مکان کو دیکھنے کی غرض سے نہیں آیا۔ اب اس فقرہ سے اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو گئے۔ اور وہ سوچنے لگا آخر اس کا مقصد کیا ہے؟ کیا رہزن کے بھیس میں یہ کوئی اور شخص تو نہیں؟ کیا یہ میرا راز تو فاش نہیں کرنا چاہتا؟

یہ سارے خیالات اولڈ ڈیتھ کے دماغ میں غیر معمولی تیزی کے ساتھ پیدا ہوئے۔ اور اگرچہ اس نے اپنے دل میں اُس واحد شخص سے جس نے دنیا میں اول مرتبہ اُس پر جبر کیا۔ انتقام لینے کی ایک خوفناک تجویز سوچ رکھی تھی۔ تاہم اب اسے یہ اندیشہ پیدا ہونے لگا۔ کہ مبادا میری تجویز ناکام ثابت ہو۔ وہ جانتا تھا۔ ریڈ فورڈ نہایت بے خوف اور دلیر آدمی ہے۔ اور وہ کسی قسم کے خطرات کی پروا نہیں کرتا۔ ان حالات میں اپنے آپ کو اُس کے قابو میں دیکھ کر اولڈ ڈیتھ کے دل میں بے اختیار کپکپی پیدا ہونے لگی۔ اس لئے نہیں کہ خود اس میں جرأت کم تھی۔ یا وہ غداری اور دھوکا دہی کے میدان میں کافی ماہر نہ تھا۔ نہیں۔ مشکل صرف طاقت جسمانی کی تھی۔ وہ ڈرتا تھا کہ اگر معاملہ ذاتی مقابلہ کی حد تک پہنچا تو میں کسی طرح بھی رہزن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

غرض یہ پہلا موقعہ تھا کہ عمر رسیدہ بدمعاش کو اپنے دل میں اپنی سلامتی کا خوف محسوس ہوا۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے۔ اگر وہ خطرہ کے وقت کھڑکی کھول کر کسی کو مدد کے لئے آواز دیتا۔ تو اُس کا مطلب یہ ہوتا کہ عام لوگ مکان میں داخل ہو کر اُس کے اسرار سے واقف ہو جاتے۔ دوسری طرف خاموش رہنے کی حالت میں موت کا نظارہ بھی کچھ کم

خوفناک نہ تھا۔
وہ اپنی خیالات کی الجھن میں تھا۔ کہ رین فورڈ جس کے چہرہ پر خشونت کے آثار ظہور تھے اور جس کی صورت سے اس قسم کا عزم صمیم ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اولڈ ڈیتھ کے بدن میں پہلے سے بھی زیادہ کپکپی پیدا ہوگئی۔ دوبارہ کہنے لگا "ہاں ابھی اُس کام کے لئے جو مجھے درپیش ہے کافی وقت ہے"
"تمہارا کیا مطلب ہے؟ ... کیا بات ہے کہ ..." اولڈ ڈیتھ نے لکنت آمیز لہجہ میں پوچھا۔
"بیٹھ جاؤ۔ اس سامنے نشست پر بیٹھ جاؤ" رہزن نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرکے گرجتے ہوئے کہا "دیکھو میں پھر کہتا ہوں بیٹھ جاؤ۔ ورنہ یہ پستول ..."
"اچھا میں بیٹھ جاتا ہوں" بوڑھے نے اس خوفناک ہتھیار کی نشست اپنے دل کی طرف بندھی ہوئی دیکھ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھ گیا "لیکن میں درخواست کرتا ہوں۔ کم از کم مجھے یہ تو بتادو۔ کیا میں نے تمہیں اپنے طرز عمل سے کسی طرح ناراضگی کا موقعہ دیا ہے؟ یا ..."
"اس کو اس کو جانے دو" رین فورڈ نے ایسے تحکمانہ لہجہ میں کہا کہ عمر رسیدہ بدمعاش کی طاقت گویائی سلب ہوگئی۔ پھر وہ کہنے لگا "میری باتوں کو غور سے سنو۔ مجھے اب ایک ایسا کام سرانجام دینا ہے۔ جس میں سوائے زبردست جسمانی طاقت رکھنے والے شخص کے کوئی مانع نہیں آسکتا۔ مگر پہلے ضروری ہے۔ میں تمہاری مشکیں کس لوں۔ تاکہ میں اس بارہ میں مطمئن ہو جاؤں کہ تم مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچا سکو گے"
اولڈ ڈیتھ کا منہ بند تھا۔ وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔ اور اُس شخص کی طرف جس کی ساری حرکات نہایت پراسرار اور خوفناک تھیں۔ اس طرح دیکھتا رہا۔ گویا اُس کی طاقت گویائی کے ساتھ طاقت بینائی بھی جاتی رہی ہو۔
ایک طرف میز کے اوپر کپڑے کے چند تھان پڑے تھے۔ رین فورڈ نے اُن میں سے ایک کی رسی کھولی۔ اور اس کی مدد سے بڑی تیزی کے ساتھ اولڈ ڈیتھ جو کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے بازو اور ٹانگیں اسی کرسی کے ساتھ کس دیں۔ اس عرصہ میں برابر اُسے خوفناک دھمکیاں دیتا رہا۔ بدنصیب بڈھے کی ذہنی حالت اس وقت جو کچھ تھی۔ اُس کا اندا

اس کے کراہنے کی آواز یا اضطراب آمیز تشنجی حرکات سے ہوتا تھا۔ رسی کا ایک سرا آتشدان کی آہنی سلاخوں کے ساتھ مضبوط کس کر تاکہ اولڈ ڈیتھ کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا بھی کرسی کو ادھر ادھر نہ ہلا سکے۔ رین فورڈ اس کے سامنے رکھی ہوئی میز کے پاس آ گے کو جھک کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سے مخاطب ہو کر ایک طویل تقریر شروع کی۔

باب ۱۳ اولڈ ڈیتھ کے اسرار

نظارہ عجیب اور حیرت خیز تھا۔

اس مختصر کمرہ میں جس کی کھڑکیاں مضبوط بند تھیں۔ شمع کی دھندلی روشنی میں دو مجرم جن کے طبائع میں اختلاف عظیم تھا۔ ایک دوسرے کے سامنے موجود تھے۔ ایک کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا اور اس کی مدد سے آتشدان سے بندھا ہوا دوسرا اپنے چہرہ پر عزم صمیم کے آثار لئے ہوئے بھاری شاہ بلوط کی میز کے اوپر جھکا ہوا۔

اولڈ ڈیتھ کا چہرہ یوں تو ہمیشہ نہایت مکروہ اور خوفناک تھا۔ مگر اس وقت خوف و ہیبت اندیشہ نے اسے اور بھی زیادہ بھیانک بنا دیا۔ اس کے بالمقابل رہزن کے چہرہ پر جو فاتحانہ آثار نمودار تھے۔ ان کی بدولت اس کا چہرہ کسی قدر خشونت آمیز لیکن بہت خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ اولڈ ڈیتھ کی چمکیلی آنکھیں گھچے دار بھووں کے نیچے آگ کی دبی ہوئی چنگاریوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اور اس کے چہرہ پر رنج و فکر۔ غصہ اور انتقام۔ کینہ اور مجبوری کے مشترکہ آثار نمودار تھے۔

فتحگار رین فورڈ نے اس پر نفرت اور حقارت کی نظر ڈال کر سختی کے لہجہ میں کہا "آج اس واقعہ کو تیس سال دس مہینے کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ایک شخص بنجمن یونز نے اپنی سوتیلی بہن آگنیسیا کو ایک امیر کے ہاتھ زر نقد کے عوض بیچا۔ اور اس نے بہت سا روپیہ دے کر اس کا جوہر عصمت خریدا۔ . . "

ان الفاظ کے رین فورڈ کی زبان سے نکلنے کے بعد چند منٹ تک اس کمرہ میں موت کی سی خاموشی چھائی رہی۔ مگر اس کے بعد اولڈ ڈیتھ کے منہ سے غصہ اور استعجاب کا مشترکہ اثر رکھنے والی چیخ کی سی وحشیانہ آواز نکلی۔ اسے سُنکر رہزن نے جس کے اطوار و الفاظ سے یکساں سنجیدگی نمودار تھی اور بھی سختی سے کہا "بدمعاش خاموش!

یقیناً تم میری زبان سے یہ الفاظ سن کر متعجب ہوئے ہو۔ کیونکہ اس کا تمہیں خواب میں بھی خیال نہیں تھا۔ کہ تمہارا یہ راز مجھے معلوم ہے۔"

"بخدا تم کون ہو! اور تمہیں یہ راز کیونکر معلوم ہوا!" اولڈ ڈیتھ نے ذہنی اضطراب اور وحشیانہ جوش کی حالت میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔

رہزن نے جواب دیا "میں عنقریب تمہیں بتاؤں گا۔ میں کون ہوں۔ اور اس بات سے بھی مطلع کروں گا۔ کہ میں نے آج تمہیں یہاں لانے پر کس لئے مجبور کیا . . ."

"تو کیا تمہارے یہاں آنے کا منشا صرف میری جائے سکونت سے واقف ہونا نہ تھا؟" اولڈ ڈیتھ یہ محسوس کر کے کہ رہزن کس طرح بتدریج مجھ پر غالب آیا ہے۔ بے چینی سے کہنے لگا۔ فی الحقیقت یہی شبہ نصف گھنٹہ سے اُس کے اپنے دل میں پیدا ہو چکا تھا۔

رین فورڈ نے نفرت کے لہجہ میں کہا "بیوقوف تم اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ میرے لئے تمہاری جائے سکونت سے خبردار ہوتا یا تمہاری لوٹ کے گواہوں کو دیکھنا سوائے اُس صورت کے کس حالت میں مفید ہو سکتا تھا۔ کہ میں اپنے دل میں کوئی خاص ارادہ لیکر یہاں آتا؟ تمہارا میری جائے سکونت سے واقف ہو جانا میرے لئے چنداں اضطراب انگیز نہ تھا۔ کیونکہ میں چاہتا تو چند گھنٹوں کے عرصہ میں اس جگہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مکان بدل لیتا۔ البتہ اس ذریعہ سے مجھے اس بات کا بہانہ مل گیا۔ کہ تمہیں مجبور کروں۔ تم مجھے اپنے ساتھ اس مکان پر لے آؤ۔ کیونکہ میں جانتا تھا۔ اگر میں نے پہلے تمہیں یہاں آنے کے متعلق اپنے دلی ارادہ سے واقف کر دیا۔ تو تم اس ارادہ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کر گذرو گے۔ اور اس کے لئے ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو جاؤ گے۔"

اولڈ ڈیتھ کے دل پر رین فورڈ کی طرف سے ایک وہم آمیز خوف طاری ہو گیا۔ اور وہ پھر حیرت زدہ ہو کر کہنے لگا "آخر تم کون ہو۔ یہ تو مجھے بتا دو؟"

رین فورڈ بولا "جیسا میں نے پہلے بیان کیا۔ قریباً اکتیس سال کا عرصہ گذرا۔ تم نے اپنی سوتیلی بہن آکٹیویا مینیزز کو ایک امیر کے ہاتھ فروخت کر کے اس عظیم دولت کی بنیاد قائم کی۔ جو اس ناپاک روپیہ کی مدد سے تم نے رفتہ رفتہ جمع کی ہے۔ ہاں وہ خوفناک فعل ظہور میں لایا گیا۔ اور انگلستان کے ایک امیر کبیر نے اس جوان لو

کو روپیہ کی مدد سے خرید کر اس کی عصمت ریزی کی۔ اے قابل نفرت شخص میں جانتا ہوں جب یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ تو اس بیچاری کی عمر صرف سولہ سال کی تھی جس شخص کے ہاتھ وہ تمہاری دساطت سے بکی۔ بلحاظ عمر اس کا دادا بننے کے لائق تھا۔ اور وہ محبت چاہنے اپنے طبقہ کے ایک ہم عمر جوان سے تھی۔ تمہاری شیطنت کی بدولت تباہ ہو گئی۔ کچلی گئی۔ آخرکار وہ غریب شکستہ دل ہو کر مری۔ اور اپنے پیچھے ایک بچہ چھوڑ گئی جس کی حفاظت کا تم نے عہد کیا۔"

اولڈ ڈیچ ان فقروں کو سن کر اس طرح کانپا۔ گویا یکایک اس کے سامنے کوئی خوفناک روح نمودار ہو گئی ہو۔ کیونکہ ہرچند وہ مسلمہ بدمعاش تھا۔ تاہم اس واقعہ کے ذکر نے زمانہ گذشتہ کے واقعات کی ایسی تلخ یاد اس کے دل میں پیدا کی جو سخت رنج دہ تھی۔

رین فورڈ نے اپنی ملامت آمیز نگاہیں بدستور اس بڈھے کے چہرہ پر گاڑ کر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "بدنصیب لڑکی نے حالت نزع میں تمہارا قصور معاف کر دیا۔ اس لئے کہ تم نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ جو خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے اس کی تلافی اس بچہ کی نگہداشت کے ذریعہ کروں گا۔ جسے وہ تمہاری حفاظت میں چھوڑ مری۔۔۔"

"اور کون کہتا ہے۔ میں نے اپنے اس وعدہ کو حرف بحرف پورا نہیں کیا؟" اولڈ ڈیچ نے کہا۔ اور اس عرصہ میں وہ رین فورڈ کے جواب سے بے خبر مارے خوف کے کانپتا رہا۔

رین فورڈ نے جس کی نگاہوں سے آتشیں شرارے نکل رہے تھے۔ عمر رسیدہ بدمعاش کی طرف جو کرسی پر بےبسی سے بیٹھا ہوا تھا۔ دیکھ کر آہستگی اور تلخی کے لہجہ میں کہا "وہ کون کہتا ہے کہ تم نے اپنے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا! مجھے غالباً تم نہیں شاید معلوم نہیں کہ اس بارہ میں تمہاری مخالفت میں بہت زبردست شہادت موجود ہے۔"

"کہاں؟ کس طرح؟" اولڈ ڈیچ نے گھبرا کر پوچھا۔

رین فورڈ کہنے لگا "میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں جس امیر نے تمہاری سوتیلی بہن کو خریدا۔ اس نے اس بچہ کے گذارہ کے لئے ایک معقول رقم وقف کر دی تھی۔ مگر

تم نے ...."

"میں نے اس وقت تک ... کہ وہ بچہ مر گیا۔ ..اس کے متعلق ... اپنا فرض بہت اچھی طرح ادا کیا۔" اولڈ ڈیتھ نے رکتے رکتے کہا۔

"پاجی! دروغ گو! رین فورڈ نے گرج کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے بے بس زیر حراست بڈھے کی طرف دھمکی آمیز انداز سے پستول اٹھایا۔ "کیا تم نے اُس بچے کو جپسیوں کے ہاتھ فروخت نہیں کر دیا تھا؟"

"رحم! رحم!" اولڈ ڈیتھ نے کانپتے ہوئے کہا "تمام خدا کے لئے مجھے جان سے نہ مارنا۔ دیکھو میں بے بس ہوں۔ مجھ پر رحم کرو۔ میری جان بچالو۔"

رین فورڈ نے اپنے پستول کو اس طرح اٹھایا تھا۔ گویا وہ اس کا سر اولڈ ڈیتھ کی پیشانی پر مار کر اس کا سر پھوڑ دے گا۔ مگر اپنے غصہ پر قابو پا کر اس نے پستول کو پھر جیب میں رکھ لیا کیونکہ سخت جبکہ وہ سخت غصہ کی حالت میں تھا۔ ڈرتا تھا۔ مباد اپستول ہاتھ میں ہونے سے بے اختیاری کی حالت میں چل جائے۔

"رحم! ... تم پر!" رین فورڈ نے سخت نفرت اور حقارت آمیز لہجہ میں کہا "ظالم کیا تم نے اس بدنصیب بچہ پر رحم کیا؟ جس وقت آکٹیویا میئرز بستر مرگ پر پڑی تھی۔ تو وہ امیر جس کے ہاتھ تم نے اسے فروخت کیا۔ اس سے ملنے آیا۔ وہ اُس سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور ایک ہزار پونڈ اُس نے اس غرض سے تمہارے حوالہ کئے کہ اُس بچے کی پرورش کی جائے ... "

اولڈ ڈیتھ کے دل میں کایک ایک خوفناک شبہ پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "رحم تمہیں ان سب واقعات کا کیونکر علم ہوا؟ اگر تم ... سچ سچ ..."

رین فورڈ اولڈ ڈیتھ کے سامنے سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "اے نابکار دیکھ میں ہی وہ بچہ ہوں جس سے تو نے حسن سلوک کا وعدہ کر کے انتہا درجہ کی بدسلوکی کی۔ میں ہی وہ اولاد ہوں۔ جو اس امیر اور تیری سوتیلی بہن آکٹیویا کے تعلق سے پیدا ہوئی تھی۔"

اولڈ ڈیتھ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ رہنری کی قہر آلود نگاہیں اُس کے دل و جگر کو چھلنی کر رہی ہوں۔ وہ سوائے اس کے اور کچھ نہ دیکھ سکا۔ وہ جسم

کروا مجھ پر رحم کرو!"

"میری طرف دیکھ!" رہزن نے پھر گرج کر کہا "اس شخص کی آنکھوں سے آنکھیں ملا۔ جسے جب وہ بچہ تھا۔ تو نے اس غرض سے جپسیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ کہ وہ روپیہ جو اس کی پرورش کے لئے مخصوص تھا۔ باسانی اپنے قبضہ میں رکھ سکے۔ ظالم تو نے مجھے جو تیری اپنی بہن کا بچہ تھا۔ بے دریغ اجنبیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور اس طرح میرے وجود سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ بجائے خود اپنے لئے نفع بخش بنایا۔ آہ! نابکار اگر تو اس وقت مجھ سے یہ غدارانہ بدسلوکی نہ کرتا۔ اگر اس وقت تیری حرص و ہوا اس حد انتہا کو نہ پہنچ جاتی۔ تو یقیناً میں آج ایک دیانت دار آدمی ہوتا لیکن نہیں!" رین فورڈ نے تلخی کے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ اُس کی پلکوں پر آنسو کا ایک قطرہ نمودار ہوا "نہیں! کیونکہ میں جانتا ہوں۔ اگر میں تیرے پاس رہتا۔ تو شاید اس سے بھی جیسا اب ہوں۔ ہزار گنا بڑا گنہگار اور مجرم بن جاتا!"

رہزن کے حکم سے اولڈ ڈیتھ نے پھر اپنا سر اٹھایا۔ تو رین فورڈ نے دیکھا۔ کہ اس کے چہرہ پر مختلف جذبات نے کچھ ایسے خوفناک اثرات پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ وہ اپنے دل میں محسوس کرنے لگا۔ اس کہن سال مجرم اور گنہگار پر ان اثرات کا پیدا ہونا ہی یہ معنی رکھتا ہے کہ میں اس سے ایک حد تک بدلہ لے چکا۔

اپنی جان کی سلامتی کے لئے پہلے سے بھی زیادہ خوف زدہ ہو کر اولڈ ڈیتھ نے کانپتے ہوئے پوچھا "تو آخر تم مجھ سے کیا سلوک کرنا چاہتے ہو؟"

رہزن نے جواب دیا "اطمینان رکھو۔ میں تمہیں نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔ خصوصاً اس لئے کہ میرے اور تمہارے درمیان رشتہ قائم ہے۔ لیکن میں اُس طریق زندگی سے جو میں نے آج تک اختیار کئے رکھا۔ اب تنگ آ چکا ہوں۔ اور میرا منشا یہ ہے کہ یہاں سے جا کر کسی بعید ملک میں آباد ہو جاؤں۔ جہاں میری بدنامی میرا پیچھا نہ کر سکے۔ ہر چند کہ بظاہر میں خوش لاپروا اور بے فکر نظر آتا ہوں۔ مگر بارہا ایسے موقعے پیش آتے ہیں۔ کہ مجھے خود اپنی ذات سے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ ایک رہزن . . . ایک لٹیرے کی حیثیت میں کئی بار مجھ سے ایسے افعال بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جنہیں سوچ کر میں خود اپنے دل میں ندامت محسوس کرتا ہوں۔ اس گفتگو سے جس میں اُس خوفناک جرم کا ذکر آ گیا ہے۔ جو تو نے میرا

بدنصیب ماں کی راحت وناموس کے خلاف کیا۔ مجھے خود اپنی زندگی کا ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جو مجھے بہت رنج دینے والا ہے۔ خدا جانتا ہے۔ اس سے میرے ضمیر کو کتنا رنج پہنچتا ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر رین فورڈ تین بار اس کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلا۔ بظاہر وہ اس وقت اولڈڈیچ کی موجودگی کو بھی نظرانداز کرچکا تھا۔ اولڈڈیچ بھی اسے اس حالت میں دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ کیونکہ اس کی طرف سے ایسے اضطراب اور پریشانی کا اظہار بہت کم دیکھنے میں آتا تھا۔

وہ یکایک چلتے چلتے رک گیا۔ اور پھر اولڈڈیچ کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا "ہماری پریشانیاں سوائے اس کے اپنے اندر کوئی فائدہ نہیں رکھتیں۔ کہ ان کی بدولت ہم زمانہ آئندہ میں اپنی زندگی کی اصلاح کا انتظام کریں۔ بہرحال اب وقت آگیا ہے۔ کہ تم نے میرے ساتھ جتنی بدسلوکیاں کیں۔ ان سب کا تم سے بدلہ لوں۔۔۔"

اولڈڈیچ نے رنج وکرب کی حالت میں ایک آہ کھینچی۔ اسے مضطرب دیکھ کر رینفرڈ نے کہا "اپنی زندگی کے متعلق تم ہر طرح بے خطر رہو۔ میں قاتل نہیں ہوں۔۔۔ آج تک کبھی میں نے اپنے ہاتھوں کو خون سے نہیں رنگا۔ اور نہ آئندہ کبھی ایسا کرنے کا ارادہ ہے مگر اس روپیہ کی بازیابی کے ذریعہ جو میرا اپنا تھا۔ اور اس کا سود۔ بلکہ سود در سود لے کر میں تمہارے جیسے سنگدل بدبخت کو ایک ایسا سبق سکھانا چاہتا ہوں۔ کہ زمانہ دیکھے کس طرح حرص وہوا کے معبد میں انسانی جانوں کے [illegible] کا انجام خود اس پرستار کے لئے نہایت خوفناک ثابت ہوتا ہے۔ او شیطان! سب سے میرے یا اُن بدنصیب لوگوں کے درمیان بھی جن کی مجرمانہ حرکات کی بدولت تیرے گودام مال و دولت سے پُر ہیں رشتہ داری کے تعلقات کچھ تو اثر رکھتے ہیں۔ بے شمار آدمی ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ہر قسم کے افعال پر آمادہ ہوگئے۔ مگر خطاوار مجرم اور گنہگار رہتے ہوئے بھی انہوں نے اس عہد کو فراموش نہیں کیا۔ جو انہوں نے اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کی حالت نزع میں کیا تھا۔ لیکن تو۔۔۔ او سنگدل۔ تو اتنا ظالم اور جابر ہے۔ کہ تو نے اس بے کس بچے کو بھی جو اس تعلق کا نتیجہ تھا۔ جو روپیہ حاصل کرکے خود تو نے پیدا کرایا۔ باوجود ہر طرح کے وعدوں کے اپنی نظروں سے دور کردیا! خیر اب کہ تیری سزا دہی کا وقت

آگیا ہے ۔ میں اس جذبے ہی کو تیری سزا کا ذریعہ بناتا ہوں جس کے زیر اثر تو نے میری ماں کو ایک امیر کے ہاتھ اور خود مجھے ایک حبشی کے ہاتھ فروخت کیا!"

تاآنکہ گرین فورڈ اولڈ نیچ کے قریب پہنچا ۔ اور تحکمانہ لہجے میں کہنے لگا: "بتا اس پیٹی کی کنجی کہاں ہے؟"

"کنجی!" اولڈ نیچ نے دوہرا کر کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا چہرہ مارے خوف کے زرد ہو گیا ۔

ریبرن نے کہا "ہاں کنجی" اور جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے اپنا ہاتھ اولڈ نیچ کے خاکستری کوٹ کی جیب میں ڈال دیا ۔

"نہیں! نہیں! یہ کیا اندھیر ہے! میں ہرگز تمہیں اپنی دولت پر قبضہ نہ کرنے دوں گا" اولڈ نیچ نے جو کرسی پر جکڑا ہوا تھا ۔ تشنجی حرکات کرتے ہوئے بزور چلا کر کہا ۔

"خاموش!" ٹام ریبرن نے گرج کر کہا "ایسا نہ ہو میں تم پر اپنا ہاتھ اٹھا بیٹھوں ۔ ۔ ۔ بالکل خاموش! ۔ ۔ ۔ آہ کنجی موجود ہے! اب تم چاہے جتنا شور مچاتے رہو ۔ جو تمہارے جی میں آئے کہا کرو ۔ مجھے اس کی پروا نہیں ۔"

"بدمعاش! تم کیا کرنے لگے ہو!" اولڈ نیچ نے چلا کر کہا ۔ اور اس کے ساتھ اس کی آنکھوں میں خوفناک نفرت ۔ انتہائی بغض اور خونخوار کینہ کی وجہ سے اس بھوکے شیر کی آنکھوں کی سی چمک پیدا ہو گئی ۔ جو شکاری کے جال میں پھنس گیا ہو ۔ اور جیسے تھوڑے سے فاصلہ پر ایک شاندار ہرن نظر آتا ہو سخت پیچ و تاب کھاتا ہوا وہ کہنے لگا "تم کیا کرنے لگے ہو! کیا تمہارا ارادہ مجھے لوٹنے اور میری ساری دولت پر قبضہ کرنے کا ہے! یہی میرے ان احسانوں کا بدلہ ہے ۔ جو میں آجتک تم پر کرتا رہا ہوں ۔ ذرا سوچو ۔ میں نے تمہیں کیسے کیسے اچھے موقعے بہم پہنچائے ۔ ۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے تو ۔ ۔ ۔ خدا کی قسم میں تم سے بدلہ لے کے چھوڑوں گا ۔ ۔ ۔ میں تمہیں پھانسی پر لٹکوا دوں گا! میں ایسا خوفناک انتقام لوں گا کہ دنیا دیکھے گی! ۔ ۔ ۔ اس لئے جاؤ ۔ اس پیٹی کو ہاتھ نہ لگاؤ ۔ ۔ ۔ تمہارا ستیاناس ہو ۔ ۔ ۔ تم کھڑے کھڑے مر جاؤ ۔ ۔ ۔ ۔ او ٹام ۔ پیارے ٹام ۔ دیکھو مجھے اس بے دردی سے نہ لوٹو ۔ ۔ ۔ میں منت کرتا ہوں ۔ تم مجھے مایوسی کی حد انتہا تک پہنچا رہے ہو ۔ ۔ ۔ میں دل شکستہ ہو کر مر جاؤں گا ۔ اور میرا خون تمہاری گردن پر ہو گا ۔ ۔ ۔ ٹام میری بات سنو ۔ ۔ ۔ ہائے

ظالم ایک نہیں سنتا۔۔۔اُف! اُس نے پیٹی کھول لی۔۔۔او بدمعاش۔۔۔لو اچھا!۔۔۔"

اولڈ ڈیتھ نے اُسے دھمکیاں دیں۔ منت بھی کی۔ اور گڑگڑایا بھی۔ آخر اس کی آواز میں انتہائی غضب کی اُس چیخ کا اثر پیدا ہو گیا۔ جو دوزخی فرشتوں کے منہ سے کسی قابل عذاب ہستی کو دیکھ کر نکلتی ہے۔

مگر رین فورڈ نے اپنے دشمن کی منت سماجت۔ غصہ اور اظہار جوش کی بالکل پروا نہ کی۔ اولڈ ڈیتھ کے اس آخری جوش کی بدولت اس کی ساری قوت زائل ہو گئی تھی۔ اس طرح رُک رُک کر دم لیتے ہوئے گویا کوئی اس کا گلا گھونٹ رہا ہو۔ وہ اس کرسی پر آگے کو جھک گیا۔ جس کے ساتھ اسے مضبوط رسیوں کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ وہ بے بس تھا۔ مگر اس کی تشنجی حرکات۔ اس کی خوفناک چمکدار آنکھوں۔ اس کے خشک ہونٹوں اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا۔ کہ وہ تمام رین کے جبر کو کس سختی سے محسوس کر رہا ہے!

رین فورڈ نے پیٹی کھول لی۔ اور اب وہ اس کی مختلف درازیں اور ان کے اندر رکھی ہوئی پاکٹ بکیں بغور دیکھ رہا تھا۔ پیٹی میں سونے کے سکوں کا بے شمار انبار تھا۔ اور پاکٹ بکیں بنک نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ دونوں کی مجموعی قیمت کا تخمینہ بہت مشکل تھا لیکن ان کی مالیت ہر حال میں کئی ہزار پونڈ سے کم نہ تھی۔

رین نے پانچ ہزار پونڈ اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ اور کہنے لگا "میں اس رقم سے دیانت داری کی زندگی کا آغاز کر سکوں گا۔ اس کہن سال بدمعاش کو بالکل تباہ کرنا بھی صحیح نہیں"

اُس نے پیٹی کو ضروری کاغذات کی تلاش کے لئے پھر زیادہ غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ایک دراز میں جسے وہ پہلے نظرانداز کر گیا تھا۔ اسے ایک چھوٹی سی چرمی تھیلی نظر آئی۔ جس میں خطوں کا ایک بنڈل موجود تھا۔ اس بنڈل کے اوپر فیتہ بندھا ہوا تھا جس کی رنگت مرور زمانہ سے اتنی بگڑ گئی تھی۔ کہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ وہ رنگت ابتدا میں کیا تھی۔ کاغذات کو صرف ایک نظر دیکھنے سے تمام رین کے سینہ میں خوشی اور رنج کے ایسے مشترک احساسات پیدا ہوئے۔ کہ اس نے انہیں اپنے قبضہ میں لے لینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ خطوں کو اسی چرمی تھیلی میں ڈال کر اُس نے اس تھیلی کو

بنک نوٹوں سے بھی زیادہ احتیاط کے ساتھ جیب میں ڈال لیا۔
پیٹی سے اپنے مطلب کی چیزیں نکال لینے کے بعد اُس نے پھر اُسے احتیاط سے بند اور مقفل کر دیا۔ اور کنجی کو میز پر رکھ کر اولڈ ڈیچ سے کہنے لگا "میں اب یہاں سے رخصت ہوتا ہوں۔ کیا تمہارے سوا اس مکان میں کوئی اور بھی رہتا ہے؟"
اولڈ ڈیچ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا مگر خوفناک یاس آمیز طریق پر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ وہ شخص جو لندن بھر کے چوروں کا استاد اور مکروفریب میں معلم الملکوت سے بھی اونچا درجہ رکھتا تھا۔ اپنی دولت کو اس طرح بے دردی سے لٹتا دیکھ کر فرط غضب سے نیم بیہوشی کی سی حالت کو پہنچ چکا تھا۔ اُس کے دماغ میں خوفناک اور وحشت آمیز خیالات کا اتنا ہجوم تھا کہ ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکلا!
حقیقت یہ ہے کہ اس اہم رات کے واقعات اولڈ ڈیچ سے بہت زیادہ قوی ذہن اور مضبوط دماغ رکھنے والے شخص کو بھی نیم دیوانہ کر دینے کے لئے کافی تھے۔ اول سے آخر تک سارے واقعات بگولے کی طرح غیر معمولی تیزی کے ساتھ پیش آئے۔ اور وہ سب خود اس کی ذات کے لئے اتنے ضرررساں ثابت ہوئے۔ کہ رفتہ رفتہ اسے معلوم ہونے لگا۔ جو کچھ ہو رہا ہے حقیقت نہیں ایک خوفناک خواب ہے۔ اس کی حالت اس گنہگار شخص کی سی تھی۔ جو موسم سرما کی طویل سرد راتوں میں خود اپنے افعال بد کے زیر اثر بحالت تنہائی عالم خیال میں طرح طرح کے خوفناک مناظر دیکھنے لگتا ہے۔
لاکس فیلڈس کی مہم کی ناکامی۔ شام ریمن کے متعلق اپنی غداری کا افشا چارلی کے اغوا کی ناکام کوشش ٹوبی جنس اور جیکیب کی موجودگی میں اپنی بے عزتی۔ وہ مجبوری جس کی وجہ سے اپنی جائے سکونت اور گودام کے اسرار شام ریمن پر ظاہر کرتے پڑے۔ اس راز کا افشا کہ رتبران ہی وہ بچہ ہے۔ جسے میں نے جیسپیوں کے حوالہ کر کے اپنے نزدیک اس کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس کے متعلق سیکڑوں واقعات کی تلخ یاد اور آخر کار اس کے اپنی دولت کے بڑے حصہ اور قیمتی کاغذات پر قابض ہونے کا رنج ان سارے واقعات کا مجموعہ جو اس غیر معمولی تیزی کے ساتھ یکے بعد دیگرے ظہور میں آئے۔ کہ بادی النظر میں واحد صدمہ عظیم معلوم ہوتے تھے۔ اس عمر رسیدہ بدمعاش کے لئے اس قدر جانکاہ ثابت ہوا کہ اس کے سارے قویٰ معطل ہو گئے۔

یکایک ریجن فورڈ نے پھر پوچھا" میں تم سے سوال کرتا ہوں۔ کیا تمہارے سوا اس مکان میں کوئی اور بھی رہتا ہے؟ میرا سوال تمہاری اپنی بہتری کے لئے ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اور رہتا ہے۔ تو میں تمہیں اسی طرح کرسی پر بندھا ہوا چھوڑ جاؤں۔ اگر نہیں رہتا۔ تو جاتے وقت تمہارے دوست "نارتھ" سے اشارتاً کہتا جاؤں۔ کہ وہ تھوڑی دیر میں آکر تمہیں اس قید سے رہا کردے۔ اس انتظام سے مجھے تمہارے تعاقب سے بچ نکلنے کو کافی وقت مل جائے گا۔"

یہ الفاظ اولڈ ڈیتھ کے کانوں میں اس طرح پہنچے۔ گویا وہ خواب یا سکتہ کی حالت میں ہو۔ بیدار ہو کر کہنے لگا" نہیں اس مکان میں میرے سوا کوئی اور نہیں رہتا۔"

"تو پھر الوداع!" شام نے کہا۔ اور شمع ہاتھ میں لے کر وہ کمرہ سے باہر نکلا۔ اولڈ ڈیتھ رہائی کے لئے بار بار منتیں کر رہا تھا۔ مگر اس نے اس کی بات پر بالکل توجہ نہ دی۔

خوابگاہ میں داخل ہو کر جو اس عمودی زینہ کے اوپر واقع تھی جس کے راستہ تہ خانہ تک جا سکتے تھے۔ ریجن کو چور دروازہ کھولنے سے پہلے دو باتوں کا خیال آیا۔ ایک یہ کہ آتی دفعہ اولڈ ڈیتھ زینہ سے اوپر آنے کے موقعہ پر اس کے لئے بے چین تھا۔ کہ شمع اس کے اپنے ہاتھ میں رہے۔ اس نے سوچا۔ شاید اس کا ارادہ شمع کو عمداً گل کر کے یہ ظاہر کرنے کا تھا۔ کہ وہ اتفاقیہ طور پر بجھ گئی ہے۔ مگر اس معاملہ کے باقی پہلوؤں کو یعنی یہ کہ وہ اس ذریعہ سے کس قسم کی غداری کرنا چاہتا تھا۔ یا اسے کس بات کو چھپانا منظور تھا وہ پھر بھی نہ سمجھ سکا۔

دوسری بات جو ریجن فورڈ کو یاد آئی وہ یہ تھی۔ کہ اس خوابگاہ کے اندر بنے ہوئے دو دروازوں میں سے جب میں پہلے کے قریب پہنچا۔ تو اولڈ ڈیتھ نے غیر معمولی اضطراب کا اظہار کیا تھا۔ اس کی وجہ کیا تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ اس نے سوچا۔ شاید وہ اسی لئے شمع کو گل کرنا چاہتا تھا۔ کہ میں اس کمرہ میں دو دروازوں کی موجودگی کو دیکھ نہ لوں۔ پھر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا" بہرحال یہاں سے جانے سے پہلے مجھے یہ ضرور دیکھ لینا چاہیئے۔ وہ دوسرا دروازہ کس طرف کو نکلتا ہے۔"

دروازہ غیر مقفل تھا۔ اور اسے امید بھی یہی تھی۔ کہ وہ غیر مقفل ہوگا۔ کیونکہ اگر اس میں قفل لگا ہوتا۔ تو اولڈ ڈیتھ اس کے قریب جانے پر اتنی بے چینی کا اظہار نہ کرتا۔ بڑی

احتیاط سے قدم اٹھاتا اس بات کا خیال رکھتا ہوا کہ کہیں دفعتہً شمع گل نہ ہو جائے۔ اور اس بارہ میں بھی محتاط کہ اس مکان میں اولڈ ڈیتھ کے علاوہ اور لوگ نہ رہتے ہوں۔ اور وہ بیدار نہ ہو جائیں۔ رین فورڈ اس دروازہ میں داخل ہو کر ایک فراخ کمرہ میں پہنچا جس کے سامان کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کسی کیمیاگر کی تجربہ گاہ ہے۔ ایک فراخ میلو ملی میز پر کئی برقی مورچے رکھے ہوئے تھے۔ اور برق کا بہت سا اور سامان اور متفرق چیزیں جو بجلی کے تجربات میں کام آتی ہیں۔ مثلاً شیشہ کے ٹکڑے۔ انبرگن جھک موم۔ ریشم۔ روئی۔ مصری۔ مختلف قسم کے تیلوں کی بھری شیشیاں بعض دھاتوں کے سفوف۔ کئی معمولی پتھر۔ دھاتیں اور نیم دھاتیں۔ لیڈن جار۔ مورچے۔ برقی طاقت خارج کرنے کے آلات وغیرہ پڑے تھے۔ میز کے نیچے مٹی کے ایک بہت بڑے برتن میں کئی خرگوشوں۔ مینڈکوں اور چوہوں کی کھال اتری ہوئی لاشیں پڑی تھیں جن کی صورت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کی کھالیں حال ہی میں اتاری گئی ہیں۔ کیونکہ نہ صرف ان سے سخت بدبو آتی تھی۔ بلکہ خون کے قطرے بھی ان پر نمودار تھے۔

پاس ہی ایک الماری میں پچاس کے قریب آدمیوں اور بندروں کے سروں کے ولائتی مٹی کے بنے ہوئے نمونے موجود تھے۔ ان تمام سروں کے نیچے گلے کے قریب سیاہ حروف کندہ تھے۔ جن سے معلوم ہوتا تھا۔ ان سروں کو کن اشخاص کے سروں کے نمونہ پر تیار کیا گیا۔ رینرن نے ان میں سے چند کتبوں کو پڑھا۔ لکھا تھا۔

آرتھر تھسل وڈ

بغاوت کے جرم میں قتل کیا گیا۔ ۱۸۲۰ء

ڈیوڈ ہوگرٹ

قتل کے جرم میں سزائے موت دی گئی ۱۸۲۱ء

جارج بیگنن

مشہور گرہ کٹ ۱۸۱۹ء میں

ہنری فانٹلرائے

جعلسازی کے جرم میں پھانسی پر لٹکا گیا۔ نومبر ۱۸۲۴ء

جان تھرل

قتل کے جرم میں سزائے موت دی گئی ۱۸۲۴ء

ولیم پروبرٹ

گھوڑے چرانے کے جرم میں سزائے موت دیگئی ۱۸۲۵ء

ان کے علاوہ بعض اور مشہور مجرموں کے سروں کے نمونے موجود تھے۔ لیکن ہم زیادہ تفصیل غیر ضروری سمجھتے ہیں۔

ہرچند کہ شام رین بہت دلیر بالکل بے خوف اور جری آدمی تھا۔ مگر اُس لمبی قطار میں ان سروں کو دیکھ کر اور اُن کے کتبوں کو پڑھ کر وہ بھی اپنے دل میں اس خیال کو نہ روک سکا۔ کیا کسی دن میرے سر کا نمونہ بھی ان کے پہلو میں موجود ہوگا؟ اس خیال کے دل میں آتے ہی اُس کے بدن میں کپکپی پیدا ہوگئی۔ اور آخر ان مایوسی بخش خیالات کو دل سے دور کرنے کے لئے اس نے اپنا منہ دوسری طرف کو پھیر لیا۔ کمرہ کے اس حصہ میں اسے ایک الماری جس کا دروازہ نیم وا تھا نظر آئی۔ اور وہ اسے زیادہ غور سے دیکھنے کی غرض سے قریب پہنچا۔

مگر قلم اس خوف کے اظہار سے قاصر اور الفاظ اس تعجب کے بیان سے عاجز ہیں جو اس شخص پر اس وقت طاری ہوا۔ جب اُسے اس الماری کے اندر چار انسانی سر.. مٹی کے بنے ہوئے نہیں بلکہ سچ مچ کے انسانی سر.. گردن سے کٹے ہوئے موجود نظر آئے۔ جو کھلی مگر بالکل بے حرکت آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور ان کی آنکھوں کی تپلیوں پر اس کی شمع کی روشنی نے غیر معمولی چمک پیدا کر دی تھی۔

ایک لمحہ کے لئے اس نظارہ کو دیکھ کر شام رین جیسے بہادر کا دل بھی دہل گیا۔ حیران تھا۔ یہ کیا مقام ہے۔ اور یہ کٹے ہوئے انسانی سر کیا معنی رکھتے ہیں۔ لیکن فوراً ہی خوف پر غالب آکر اپنے بیجا اندیشوں سے شرمسار وہ ان سروں کے زیادہ قریب پہنچا۔ اسے خیال آیا۔ شاید مجھے نظر کا دھوکا ہوا ہے۔ یہ سر غالباً موم کے بنے ہوئے ہوں گے۔ مگر ان کی شباہت سچ مچ کے انسانی سروں سے بالکل ملتی تھی۔ ویسی ہی جلد وہی آثار اور ویسا ہی رنگ روپ۔ سخت تعجب کی حالت میں اس نے اپنا ہاتھ ان سروں میں سے ایک کے رخسار کے ساتھ لگایا۔ اور اس کے ساتھ ہی زور سے کانپ کر اپنا ہاتھ پیچھے کو کھینچ لیا۔ کیونکہ یہ سر مومی نہیں۔ بلکہ حقیقی انسانی سر تھے۔ ان کی جلد لاش

کی طرح سرد تھی۔ اور اُن کے چھونے سے اسے وہی احساس ہوا۔ جو لاش کو چھونے سے ہوتا ہے۔ اور جو کسی اور چیز سے ہرگز پیدا نہیں ہوتا۔

اس قدر حوصلہ ور ہونے کے باوجود ان بے بس مردہ سروں سے خوف زدہ ہو کر رین فورڈ نے کانپتے ہوئے ادھر اُدھر نظر ڈالی۔ اسے ایسا معلوم ہوا کہ ان سروں میں زندگی کی شعاع اب تک باقی ہے۔ اسے اُن کی آنکھیں پُر نور اور لب متحرک نظر آئے لیکن فوراً ہی اپنی کمزوری پر غالب آکر اس نے ان سروں کو پھر ایک بار غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ حقیقی انسانی سر ہیں۔ مگر اُن کے جاندار ہونے کی نسبت اسے جو شبہ ہوا۔ وہ محض نظر کا دھوکا تھا

پھر جب اُس نے اُن کو اور بھی زیادہ غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ انہیں عرصہ دراز تک سڑاند سے محفوظ رکھنے کے لئے مصالح میں تیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ الماری کے اندر بعض ادویہ کی تیز بو آ رہی تھی۔ ان سروں کی آنکھیں بھی حقیقی نہیں۔ بلکہ شیشے کی تھیں یہی وجہ تھی کہ شمع کی روشنی میں ان کے اندر غیر معمولی چمک نظر آنے لگی تھی۔

رینرن ابھی اس خوفناک نظارہ کو دیکھ ہی رہا تھا۔ کہ کمرہ کے آخری سرے پر ایک دروازہ بڑی آہستگی سے کھلا۔ اور ایک شخص ڈھیلا ڈریسنگ گون پہنے لیمپ ہاتھ میں لئے کمرہ کی دہلیز پر نمودار ہوا۔ مگر رین فورڈ کو دیکھتے ہی اس کے منہ سے خوف اور تعجب کا کلمہ نکلا۔ وہ دفعتاً الٹے پاؤں پیچھے پھرا۔ اور اس نے اس دروازہ کو باہر سے بند اور مقفل کر لیا۔ باوجود اس طرح تیزی کے ساتھ پسپا ہونے کے وہ اتنی دیر تک وہیں رکا رہا تھا۔ کہ رین فورڈ نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھ لیا۔ اور اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اُسے یاد آیا۔ کہ یہ شخص ڈاکٹر لیسلز کے سوا کوئی اور نہ تھا!

اپنے دل سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا "کیا یہ ممکن ہے ایک ایسا عزت دار طبیب اولاڈیتھ جیسے بدمعاش کے ساتھ سازش رکھتا ہو!"

تھوڑی دیر کے لئے بے حس و حرکت وہ اپنی جگہ پر کھڑا۔ اس دروازہ کی طرف دیکھتا رہا۔ جس کی راہ سے طبیب موصوف اس کمرہ میں داخل ہوا۔ اور فوراً ہی واپس چلا گیا تھا۔ پھر اُسے خیال آیا۔ ایسا نہ ہو۔ وہ جا کر جیمن بونز کو کرسی پر جکڑا ہوا دیکھ لے

اس صورت میں نہ صرف وہ اسے فوراً ہی آزاد کر دے گا۔ بلکہ دونوں مل کر میری تلاش شروع کر دیں گے۔ پس اس نے یہی مناسب جانا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ذاتی طور پر اولڈ ڈیتھ یا اس ڈاکٹر یا ان دونوں سے خائف تھا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے دل میں ڈرتا تھا۔ نامعلوم اس مکان میں اور کیا کیا خطرات پوشیدہ ہیں۔ اور خبر نہیں مجھے اُن میں سے کونسا خطرہ پیش آ جائے وہ اس مکان کے اس حصہ میں جو ٹرنمل سٹریٹ میں واقع تھا۔ اور اس حصہ میں بھی جہاں وہ اسب موجود تھا۔ اور جسے وہ ریڈلائن سٹریٹ کا حصہ سمجھتا تھا۔ اس قدر اسرار دیکھ چکا تھا۔ کہ اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ کوئی معمولی مکان نہیں ہے۔ اور اس بات سے بھی وہ باخبر تھا۔ کہ اگر میں بدقسمتی سے اولڈ ڈیتھ کے قابو میں آ گیا۔ تو اس کی طرف سے مجھے کسی رحم کی امید نہیں۔ ان حالات میں ہمارے ناظرین اس بیان کو اُس رہزن کی فطری بہادری کے منافی نہ سمجھیں۔ کہ اب وہ حتے الامکان جلد اس خطرناک اور اس پراسرار مکان سے رخصت ہونا چاہتا تھا۔ قدرتی طور پر اُسے خیال آیا۔ کہ تہخانے کے علاوہ اس مکان سے باہر جانے کا کوئی اور آسان ذریعہ بھی ہوگا۔ اس نے دل میں سوچا تہخانے کا راستہ درحقیقت ٹرنمل سٹریٹ میں حاصل کردہ چوری کے مال کو خفیہ طور پر ریڈلائن سٹریٹ والے حصہ میں پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ یا یہ کہ اولڈ ڈیتھ خطرہ کے موقعہ پر اس راستہ سے اپنی خوابگاہ سے نکل کر بآسانی فرار ہو سکتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے قرین قیاس نہ سمجھتا تھا۔ کہ اس مکان سے نکلنے کا راستہ تہخانہ کے سوا کوئی اور نہیں۔ کیونکہ جس مکان کا کوئی دروازہ نہ ہو۔ یا جس کا دروازہ کبھی کھولا نہ جائے۔ اسے ہمسائے بہت جلد شک وشبہ کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

زمین دوز راستہ کی سمت سے اندازہ کر کے وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جس کمرہ میں اس وقت موجود ہوں۔ وہ مکان کے عقبی حصہ میں واقع ہے۔ اور جہاں میں نے اولڈ ڈیتھ کو چھوڑا۔ وہ سامنے والے حصہ میں ہے۔ اس کا بھی اسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ یہ حصہ مکان پہلی منزل پر نہیں بلکہ بالائی منزل پر ہے۔ چونکہ تجسس یہ تھا۔ اولڈ ڈیتھ کی خوابگاہ اور گودام یہ سب مکان کے عقبی حصہ میں واقع تھے۔ اور

ان کمروں سے نچلی منزل کی طرف جانے کا کوئی زینہ نہ تھا۔ اس لئے تھوڑے سے استدلال کی بدولت رین فوراً پر واضح ہو گیا۔ کہ اترنے کا زینہ مکان کے اس سامنے والے حصہ میں واقع ہوگا۔ جس کے کمروں کی کھڑکیاں بازار کی طرف کھلتی ہیں۔ لیکن چونکہ اس حصہ میں اسے ڈاکٹر یا اولڈ ڈیتھ کے مل جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ یا تو مکان کے عقبی حصہ سے کوئی راہ فرار تلاش کی جائے۔ یا بصورت دیگر تہ خانے کا راستہ ہی اختیار کر لیا جائے۔

ہمیں ان تفصیلات کے بیان میں بہت وقت صرف کرنا پڑا ہے۔ مگر ٹام رین نے یہ تمام استدلال اور آخری فیصلہ چند ہی منٹ کے عرصہ میں کر لیا تھا۔ پھر فوراً اپنے قصد پر عمل کرنے کا ارادہ کر کے اس نے شمع میز پر رکھ دی۔ اور ایک کھڑکی کھولی۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا۔ کہ اس میں لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی ہیں۔ اور ان سلاخوں کو محض بدنی طاقت سے کسی آلہ کی مدد کے بغیر توڑنا غیر ممکن تھا۔ چونکہ اس وقت کوئی آلہ پاس نہ تھا۔ اور نہ بآسانی کہیں سے مل سکتا تھا۔ اس لئے اس نے آخری فیصلہ یہ کیا کہ تہ خانے کی راہ سے واپس چلوں۔ یہ سوچکر شمع کو دوبارہ ہاتھ میں لیا۔ اور اولڈ ڈیتھ کی خوابگاہ میں داخل ہوا۔ پھر اس نے چور دروازہ اٹھایا۔ اور عمودی زینہ پر اتر کر اس دروازہ کو بہ احتیاط اندر سے بند کر لیا۔ لیکن وہ دس ہی قدم نیچے اترا تھا کہ پاؤں پھسل گیا۔ وہ گرا اور سنبھلنے کی کوشش میں شمع بھی گل ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی اُسے چور دروازہ کے اوپر کسی کے قدموں کی چاپ اور گفتگو کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن وہ ان آوازوں سے یہ معلوم نہ کر سکا کہ بولنے والا کون ہے۔

اپنے دل کو مضبوط کرنے کی غرض سے وہ کہنے لگا: "ٹام رین! اس وقت ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے!" چنانچہ بڑے استقلال کے ساتھ قدم اٹھاتا وہ زینہ کے باقی حصہ سے نیچے اترنے لگا۔ لیکن تاریکی اتنی کثیف تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا!

باب ۳۲ رین فورڈ تہ خانہ میں

تام رین بحفاظت زینے سے نیچے اتر گیا۔ اور چونکہ اولڈ ڈیتھ کے ہمراہ آتی دفعہ تہ خانہ سے گذرتے وقت اس نے اس مقام کا نقشہ پورے طور پر ذہن نشین کر لیا تھا اس لئے اب باوجود انتہا درجہ کی تاریکی کے جس میں سے وہ گذر رہا تھا۔ اُسے تہ خانہ کو عبور کرنے میں دقت پیش نہ آئی۔

چند منٹ چل کر اسے اپنے سامنے ایک دیوار حائل معلوم ہوئی۔ وہ ٹٹولنے کی غرض سے اپنے بازو آگے کو پھیلا کر چل رہا تھا۔ بازوؤں کے اس دیوار سے مس ہوتے ہی وہ یہ سمجھ کر رک گیا۔ کہ میں تہ خانہ کے اس سرے پر پہنچ گیا ہوں جس سے گذر کر مکان کے حصہ ٹرن مل سٹریٹ میں پہنچنے کا راستہ ہے۔ اُس نے تاریکی میں ادھر ادھر ہاتھ پھیلا کر اس تار کو تلاش کیا جس کی مدد سے دیوار متحرک ہو کر رخنہ نمودار ہوتا تھا۔ یہ تار اس مسقف برآمدہ کی چھت سے گذر کر کسی پوشیدہ کل کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ تام رین نے اُسے زور سے کھینچا۔ مگر نہ گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ نہ دیوار نے حرکت کی۔

اس وقت عجیب و غریب واقعات سے پُر اس خوفناک رات کو اُس دلیر رہزن کے دل میں بھی اول مرتبہ خوف کا حقیقی احساس پیدا ہوا۔ اور وہ اُن عظیم خطرات کو سوچ کر جن میں وہ محصور ہو چکا تھا۔ مارے خوف کے کانپ اٹھا۔

اُس نے پھر ایک مرتبہ تار کو بڑے زور سے کھینچا۔ تار چھت کے قریب کسی مقام پر ٹوٹ گئی۔ اور ٹوٹا ہوا ٹکڑا اس کے قدموں میں آ گرا۔

”الٰہی اب فقط تیرا ہی آسرا ہے“! رین فورڈ نے سخت مضطرب ہو کر ناہموار پتھریلے فرش پر بے صبری سے پاؤں مار کر کہا۔

یکایک اسے خیال آیا۔ شاید ایک تار اس رخنہ کو کھولنے کے لئے الگ ہو اور دوسری اسے بند کرنے کے لئے الگ۔ اس خیال سے اس نے اس دوسری فرض کردہ تار کو دونوں ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کیا۔ لیکن تھوڑی ہی جستجو کے بعد اسے معلوم ہو گیا۔ کہ اس تار کا حقیقت میں کچھ وجود نہیں۔ اس نے بہتیرا تلاش

کیا۔ مگر وہ تار کہیں نظر نہ آئی

اب اس نے گھبرا کر اس مختصر زینہ پر جو رخنہ تک پہنچانے کے لئے بنا ہوا تھا۔ قدم رکھے۔ اور اس گھڑی کو جو رخنے کے سامنے حائل تھی۔ زور سے اس کی جگہ سے گرا دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بھاری کل اس مضبوطی کے ساتھ دیوار میں لگی ہوئی تھی۔ گویا اسی کا ایک حصہ ہو۔

لمحہ بہ لمحہ شام رین کے دل میں مایوسی کی ہیبت بڑھتی جا رہی تھی۔ اب اس کے دل میں ایک اور خوفناک خیال پیدا ہوا۔ کہ اولڈ ڈیتھ اور ڈاکٹر دونوں تھوڑی دیر میں ریڈ لائن سٹریٹ کے دروازہ سے گذر کر ٹرنمل سٹریٹ والے حصہ مکان میں آ کر مجھ سے باہر نکلنے کی اس راہ کو اگر وہ پہلے ہی کافی طور پر مسدود نہیں ہے۔ اور بھی زیادہ محفوظ طریقہ پر بند کر دیں گے!

حیران تھا کہ اب کیا کرے ... کدھر جائے ...

کئی بار اس نے اس بھاری کلاک کو اس کی جگہ سے گرانے کی بزور کوشش کی۔ آدمی بڑا تنومند اور طاقتور تھا۔ مگر کلاک ایسی مضبوطی سے جڑا ہوا تھا کہ اُسے گرانے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ اور جب وہ اپنی حالت پر غور کرنے کے لئے ذرا رکا۔ تو اُسے کلاک کے ٹک ٹک کرنے کی آواز صاف طور پر سنائی دینے لگی۔

کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر آخر اُس نے یہی سوچا کہ جس طرح ممکن ہو۔ مجھے پھر اس تہ خانہ کی دوسری سمت میں جا کر اس چور دروازہ کو دھکیل کر کھولنے کی ہی کوشش کرنی چاہیئے۔ جس میں سے اولڈ ڈیتھ کی خوابگاہ تک پہنچنے کا راستہ تھا۔ پستول کی جوڑی اُس کے پاس تھی۔ اور اُن کی موجودگی میں وہ ہر قسم کے خطرات کے مقابلہ کو تیار تھا۔

مگر سوال یہ تھا کہ اگر وہ چور دروازہ بھی دوسری طرف سے بند ہو۔ تو پھر کیا ہوگا؟

"نہیں" اُس نے اپنے دل میں سوچا "جہاں تک میرا خیال ہے اس ... ب دیکھ آیں ہوں ... چور دروازہ کو جس سے
کے دوسری جانب کوئی زنجیر نہ تھا ... مدد اکھاڑنے پر آمادہ ہوا ہے۔
سے بند کیا جا سکے" اس شعار؟ اس مضبوط آہنی زینہ کی مدد سے پہلے بزور اس چور دروازہ
پھر ایک بار اس تاریک سقف ... پستولوں کو نکال سکے۔ اس نے مضبوط بازوؤں

ہاتھوں میں پستول لے کر غور سے سننے لگا۔
اوپر کامل خاموشی اور سناٹا تھا۔ کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ کسی کے قدموں کی چاپ بھی اس کے کانوں تک نہ پہنچی۔
اس نے آہستگی سے بڑی احتیاط کے ساتھ چور دروازہ کی نچلی چٹخنی اتاری۔ اور اسے اوپر کی طرف اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر دروازہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔
یہ سوچکر کہ شاید کسی نے اس کے اوپر کوئی بھاری میز یا کرسی رکھ دی ہے۔ اس نے اور زیادہ زور دے کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن دروازہ اس طرح بے حرکت رہا گویا وہ اس مضبوط فرش کا ایک حصہ ہو۔ جس کے اندر وہ لگا ہوا تھا۔
ریں فورڈ نے دونوں پستول اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔ تاکہ دونوں ہاتھوں اور سر کی مدد سے پورا زور لگا کر اس دروازہ کو کھولے۔ جس کے کھلنے پر ہی اس کی آزادی کا دارومدار تھا مگر دروازہ نے نہ ہلنا تھا نہ ہلا۔
سخت اضطراب کی حالت میں رہزن نے اپنے نچلے ہونٹ کو اس زور سے کاٹا کہ اس میں سے خون بہنے کے قریب ہو گیا۔ اب اس کا سکون جواب دینے لگا تھا۔
اس تاریک تہ خانہ کی گہرائی میں اس نے اپنے آپ کو یہ کہہ کر سخت ملامت کرنی شروع کی۔ کہ میں نے جو راہ فرار ڈاکٹر لیسلز کے تجربہ گاہ میں داخل ہونے کے بعد سوچی تھی۔ تا حق اسے ترک کر کے اس خطرہ میں پڑنا منظور کیا۔ اس خوفناک تہ خانہ میں اترنے سے تو بہتر تھا۔ میں خطرات کے باوجود سامنے والے کمروں میں سے کسی ایک کی راہ سے ریڈلائن سٹریٹ میں ہو کر نکل جاتا۔
لیکن بعد از وقت پشیمانی ہمیشہ بے سود ہوتی ہے۔ اب وقت عمل کا تھا۔ ملامت سے بہتری کی صورت پیدا ہونا غیر ممکن تھا۔
سوال یہ تھا۔ اس خوفناک مقام سے نکلنے کی کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ کیونکہ
ہوئی۔ تو یہ ظاہر تھا کہ اسے یہیں تڑپ
ے اس کی ہرگز امید نہ تھی کہ اس

مگر تدبیر اختیار کرنے کا فیصلہ آسان تھا۔ اور اس پر عمل کرنا مشکل۔ کونسی تدبیر تھی جس کی مدد سے وہ اس خوفناک سرنگ سے جہاں وہ بہ حالات نا ہر زندہ دفن ہو چکا تھا۔ راہ نجات حاصل کر سکتا تھا۔

تہ خانہ کے نیچے پتھروں کا مضبوط فرش دونوں طرف پتھر کی دیواریں اور سر کے اوپر بھی پتھروں کی چھت دروازوں میں سے ایک کو اس پُراسرار بھاری کلاک نے روکا ہوا تھا۔ اور دوسرے کو چور دروازہ تھے جیسے کسی نے بظاہر اوپر کی طرف سے مقفل کر دیا تھا۔

ان عظیم رکاوٹوں کی موجودگی میں اس قیدِ تنہا تہ خانہ سے نکلنے کی کیا صورت تھی؟

پھر ہتھیار جو اس کے پاس موجود تھے۔ وہ بھی اس کام میں کچھ مدد نہ دے سکتے تھے۔ کیونکہ اپنے دو مضبوط ہاتھوں، پستولوں کی ایک جوڑی۔ اور ایک تیز چاقو کے سوا اس کے پاس کوئی ہتھیار موجود نہ تھا۔

یکا یک خیال کی تیزی کے ساتھ اس کے دل میں ایک نئی تجویز پیدا ہوئی۔ اُسے یاد آیا۔ تہ خانہ کے دوسرے سرے پر جہاں کلاک لگا ہوا ہے۔ آہنی زینہ موجود ہے۔ جو دیوار میں لگا ہوا نہیں۔ بلکہ قابلِ حرکت ہے۔ کیا یہ ٹھیک نہ ہوگا۔ میں اسے لا کر اس کی مدد سے اس چور دروازہ کو توڑنے کی کوشش کروں؟

اس تجویز سے خوش ہو کر اس نے پھر ایک بار تہ خانہ کو عبور کیا۔ اور اس کے سرے پر پہنچکر شوق سے اس آہنی زینہ پر ہاتھ رکھا۔ بے شک اس کا خیال صحیح تھا۔ کیونکہ یہ زینہ حفاظت کی غرض سے دیوار میں لگے ہوئے آہنی حلقوں میں اٹکا ہوا تھا۔ مگر دیوار کے ساتھ جڑا ہوا نہ تھا۔ اور ہر چند کہ یہ بہت بھاری تھا، تاہم انتہائی مایوسی کے بعد امید پیدا ہونے کی وجہ سے رین فورڈ کے اندر ایک شیر کی سی طاقت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے اسے ایسی آسانی کے ساتھ اٹھا لیا۔ گویا یہ لکڑی کا بنا ہوا ہو۔

پہلے اس بوجھ کو لیکر عمودی زینہ پر چڑھنا اسے دشوار نظر آتا تھا۔ مگر چند منٹ کی کوشش سے یہ کام بھی اطمینان بخش طریق پر ہو گیا۔ اور اب دیکھو رین فورڈ اس چور دروازہ کو جس سے گذر کر الزبتھ کی خوابگاہ تک پہنچنے کا راستہ تھا۔ بزورِ اکھاڑ نے پر آمادہ ہوا ہے۔

ایسی حالت میں کھڑا ہو کر وہ اس مضبوط آہنی زینہ کی مدد سے پہلے بزور اس چور دروازہ کو توڑ دے اور پھر اگر ضرورت ہو تو فوراً اپنے پستولوں کو نکال سکے۔ اس نے مضبوط بازوؤں

اور مضبوط تر دل کے ساتھ اس کام کو شروع کیا۔ اُس نے بڑے زور کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے اُس زینہ کو اٹھاکر چوردروازہ پر ٹکر لگائی۔ بس ایک ہی صدمہ کافی تھا۔ فوراً چوردروازہ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی رین فورڈ نے پستول ہاتھ میں لے لیا۔ آہنی زینہ کو چھوڑ دیا اور شکستہ چوردروازہ کو پرے ہٹاکر عمودی زینہ کے باقی حصہ پر چڑھ گیا۔

چوردروازہ کے اوپر کسی نے قالین بچھا دی تھی۔ اُسے پرے ہٹاکر جب وہ باہر نکلا تو اسے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ کہ کوئی ایسا اس تہخانہ سے نکلنے میں مزاحم نہیں ہے۔ جس کی نسبت کچھ عرصہ پیشتر یہ اندیشہ اس کے دل میں جاگزین ہوگیا تھا۔ کہ شاید یہی زندگی میں میری قبر بنے۔ اس نے تیزی کے ساتھ کمرہ میں اودھر اودھر نظر ڈالی لیکن وہاں نہ تو اولڈ ڈیتھ۔ نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی اور متنفس دکھائی دیا۔

کامل سکون اختیار کر کے اس نے چوردروازہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ کیونکہ وہ جاننا چاہتا تھا۔ اسے کس طریق پراوپر سے بند کیا گیا۔ اُس نے غور سے دیکھا۔ تو اسے ایک آہنی سلاخ فرش کے اندر ایسے طریق پر لگی ہوئی نظر آئی۔ کہ جب وہ چوردروازہ کے پہلو میں داخل ہو جاتی۔ تو وہ بڑی مضبوطی کے ساتھ جم جاتا تھا۔ اور یہ سلاخ ایسے طریق پر لگی ہوئی تھی کہ بادی النظر میں دکھائی نہ دیتی تھی۔ معمولی طور پر یہ سلاخ چوبی سوراخ کے اندر محفوظ رہتی تھی۔ اور بوقت ضرورت ایک پیچ کو دبانے سے چوردروازہ کو مضبوطی کے ساتھ کس کر فرش کا حصہ بنا دیتی تھی سلاخ بجائے خود نہایت مضبوط تھی۔ لیکن رین فورڈ نے چوردروازہ کو جس زور کے ساتھ آہنی زینہ کی ٹکر لگائی۔ اُس سے وہ اپنی جگہ سے اکھڑ گئی۔

اب یہ بات رین فورڈ پر ظاہر ہوگئی۔ کہ کسی شخص نے عمداً چوردروازہ کو بند اور اس سلاخ کی بدولت مقفل کیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ سلاخ محض اتفاقیہ طور پر سوراخ میں داخل ہوگئی۔ تو بہرحال چوردروازے کے اوپر قالین کا از خود بچھ جانا غیر ممکن تھا۔ اس کے علاوہ رین فورڈ جس وقت تہخانہ میں اُترا۔ تو اسے اولڈ ڈیتھ کے کمرہ خواب میں آوازیں اور پاؤں کی چاپ بھی سنائی دی تھی۔ ان حالات میں اُسے خیال آیا کہ جن شخصوں نے اس چوردروازہ کو بند کیا۔ وہ اودھر سے فارغ

ہو کر ٹرن مل سٹریٹ کی راہ فرار کو بند کرتے چلے گئے ہوں گے۔ اور اس کا انہیں پختہ یقین ہو گیا ہوگا کہ اس چور دروازہ کو بہر حال کوئی شخص نہیں کھول سکتا۔

ان خیالات کے باوجود ٹام رین نے دور اندیشی کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور یہ سوچکر کہ شاید دشمن کہیں گھات میں ہو۔ اس نے پستولوں کو ایسے طریق پر ہاتھ میں لئے رکھا کہ بوقت ضرورت ان سے کام لیا جا سکے۔ اس کے بعد وہ تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن دیکھا کہ اس کا دروازہ بند ہے۔ پاؤں سے زور کی ٹھوکر لگا کر اس نے اسے کھول لیا۔ لیکن اندر داخل ہو کر اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی کوئی مزاحمت کرنے والا موجود نہیں۔ تجربہ گاہ سے گذر کر وہ اس دروازہ کے قریب پہنچا۔ جس میں اس نے ڈاکٹر لسیلز کو غیر معمولی تیزی کے ساتھ نمودار اور غائب ہوتے دیکھا تھا۔ اس دروازہ کو کھولنے کے لئے بھی اُسے طاقت سے کام لینے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی کھلا تھا۔

اب وہ ایک برآمدہ میں داخل ہوا۔ جس کے آگے زینہ تھا۔ وہ تیزی کے ساتھ زینہ سے نیچے اترا۔ اور ایک ہال میں پہنچا۔ جس میں سے بازار کی طرف دروازہ کھلتا تھا۔

اب راہ فرار اس کے سامنے موجود تھی۔ مگر یکایک اس کے دل میں یہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ کیا اولڈ ڈیچ کو جسے میں بڑی مضبوطی کے ساتھ کرسی پر جکڑ آیا تھا کسی نے رہا کر دیا ہے۔ یا نہیں۔ ان خطرات کو جن سے وہ تھوڑی دیر پیشتر بمشکل بچکر نکلا تھا۔ فراموش کر کے وہ ایک بار پھر زینہ پر چڑھ گیا۔

مکان کا یہ حصہ میلا اور اس قسم کا تھا۔ گویا مدت سے کسی نے اسے صاف نہیں کیا۔ بظاہر حالات اس میں مدت سے کوئی کرایہ دار آباد نہیں ہوا تھا۔ صدر دروازہ کے اوپر روشندان بند تھا۔ جس کی وجہ سے ہال میں کم و بیش تاریکی تھی۔ گو کسی قدر دھندلی روشنی اس بند روشندان کے راستہ بھی ہال کے اندر داخل ہوتی تھی۔ زینہ کی دیواروں پر پھٹا ہوا کاغذ رفتہ رفتہ جھڑتا جا رہا تھا۔ اور جہاں کہیں ہاتھ لگتا یا کلائی پہنچتی۔ ہر جگہ مٹی اور کوڑا کرکٹ جمع نظر آتا تھا۔

پھر ایک مرتبہ بالائی منزل میں پہنچکر ٹام رین نے اس دروازہ کو کھولنا چاہا۔ جو اُس دروازہ کے بالمقابل تھا۔ جس کی راہ سے وہ تجربہ گاہ سے نکلا تھا۔ لیکن معلوم ہوا

کو بند ہے۔ اس نے اسے زور سے دھکا دے کر کھول لیا اور جیسا کہ امید تھی۔ وہ اس کمرہ میں پہنچ گیا جس میں وہ اولڈ ڈیمیٹ کو بندھا ہوا چھوڑ گیا تھا۔ کیونکہ جیسا ناظرین کو یاد ہوگا اس کمرہ سے دو دروازے نکلتے تھے۔

اور اب اسے یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ اولڈ ڈیمیٹ بدستور اسی کرسی پر جکڑا ہوا موجود ہے۔ نہ وہ اپنی جگہ سے ہلا۔ اور نہ کسی نے اس کی رسیاں کھولیں۔ اس وقت اُس عمر رسیدہ بدمعاش کا سر چھاتی کے اوپر سامنے کی طرف جھکا ہوا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر رینرلڈ کے دل میں خوف کا احساس پیدا ہوا۔ اب وہ تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔ لیکن جس وقت اس نے اس کے خط و خال کو دیکھا۔ تو خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ اس بھیانک نظارہ نے جو اسے کرسی پر نظر آیا۔ شام رینلڈ پر سکتہ کی سی حالت طاری کر دی۔ کیونکہ اولڈ ڈیمیٹ کا چہرہ خوفناک طریق پر بدنما اور قریباً سیاہ نظر آتا تھا۔ آنکھیں حلقوں سے باہر نکلی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ اور نچلا جبڑا کھلا ہوا تھا۔

"بخدا یہ تو مر چکا ہے!" رین فورڈ نے تھوڑی دیر اس کی صورت پر غور کرنے کے بعد کہا۔ "اور کچھ شک نہیں کہ میں ہی اس کی موت کا موجب ثابت ہوا ہوں!"

عین اس وقت کسی نے اندرونی کمرہ کا دروازہ بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ کھولا اور رینرلڈ اس قدرتی رجحان کے زیر اثر جو ایسے حالات میں پیدا ہونا لازمی تھا۔ اس دروازہ کی راہ سے جو برآمدہ کی طرف کھلتا تھا۔ اور جس میں سے وہ تھوڑی دیر پیشتر یہاں داخل ہوا تھا۔ تیزی سے باہر نکل گیا۔ وہ اس تیزی اور بے چینی کے ساتھ اولڈ ڈیمیٹ کے کمرہ سے نکلا۔ کہ اس نے اس شخص کی صورت نہیں دیکھی۔ جو دروازہ کھول کر کمرہ میں داخل ہونے لگا تھا۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ اس شخص نے بھی میری صورت دیکھی ہے یا نہیں۔

سخت اضطراب کی حالت میں تین تین چار چار سیڑھیاں ایک دم اُتر کر وہ صدر دروازہ کے قریب پہنچا۔ اور اس وقت تک اس کے دم میں دم نہ آیا۔ حتیٰ کہ وہ دوڑ کر کھلے بازار میں پہنچ گیا۔

شام رینلڈ بہت بےخوف اور حوصلہ مند شخص تھا۔ مگر اس خیال نے اس کے دل میں سخت خوف طاری کر دیا۔ کہ شاید میں ہی بلا ارادہ اولڈ ڈیمیٹ کی موت کا موجب

ثابت ہوا ہوں۔ اس خوف نے اس کے قوائے ذہنی وجسمانی کو کچھ عرصہ تک معطل رکھا اُس نے اس غیر معمولی اضطراب کی حالت میں مکان سے باہر نکل کر مکان کی ظاہری صورت دیکھنے کے لئے بھی تامل نہیں کیا۔ بلکہ جس قدر تیزی کے ساتھ ممکن تھا۔ وہ اس مکان سے دور پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ جس میں نہایت قلیل عرصہ میں اُس نے کئی عجیب وغریب نظارے دیکھے۔ اور بیشمار تکلیفیں برداشت کی تھیں۔

ایک بجا تھا۔ جب وہ اولڈ ڈیتھ کے ہمراہ ٹرنل سٹریٹ والے مکان میں داخل ہوا۔ اوراب جس وقت رین فورڈ نے سمتھ فیلڈ مارکٹ میں قدم رکھا تو سینٹ پال کے گرجا نے تین بجائے۔

اسی طرح دو رہتی کے مختصر عرصہ میں انسان کتنے عجیب وغریب نظارے دیکھتا ہے!

باب ۳۴ پارسا خاتون

ہمارے ناظرین میں سے جو لوگ صدر مقام عالم کے حصہ ویسٹ اینڈ سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہوں نے یقیناً اس بات کو کئی بار محسوس کیا ہوگا کہ اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کی عالیشان عمارتوں پر ہر وقت ایک قسم کا مایوسانہ اثر طاری رہتا ہے۔

ہر مکانات کے دھندلے بیرونی حصے ۔ سیاہ رنگت کے بھاری دروازے کھڑکیاں جن کے باہر سیاہ پردے تنے ہوئے ہیں۔ اور وہ خاموشی اور سناٹا جو ہر وقت اس بازار میں قایم رہتا ہے۔ ہر راہرو کے دل پر عجیب افسردہ کن اثر پیدا کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔

اس بازار میں کوئی چہل پہل یا رونق موسم گرما کے نہایت خوشگوار دن کو بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اس کی صورت بہترین حالات میں بھی افسردہ کن اور جیل خانے کی طرح مایوسی بخش ہی رہتی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بازار پرانی طرز کے امیروں کا آخری مسکن ہے۔ ان امیروں کا جو قدیم تعصبات اور نخوت آمیز خیالات کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اور

جو دن بدن عوام کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے حلقۂ اثر کو کم ہوتے دیکھ کر ان روایتی تعصبات کو اور بھی مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

خدا کرے اس موروثی امیر طبقہ کا بہت جلد خاتمہ ہو۔ جو دنیاوی تہذیب و تمدن کی راہ ترقی میں ایک عظیم رکاوٹ حائل کرتا ہے۔

اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کے ان تاریک مکانات میں سے ایک میں بیالیس سال عمر کی ایک عورت مسز سلنگسبی رہا کرتی تھی۔ جو مصنوعی طریقوں پر اپنے حسن شباب کو برقرار رکھنے کی کوششوں کی بدولت بظاہر پانچ چھ سال کم عمر کی معلوم ہوتی تھی۔

اُس کے بال اب تک سیاہ تھے۔ اور وہ پیرس سے تازہ ترین فیشن کی نفیس ٹوپیاں منگا کر پہنا کرتی تھی۔ اس کے نقشہ میں [illegible] شباب اور بڑھاپے کے ایسے مشترکہ آثار نمایاں تھے۔ جنہیں دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ نزاکت شباب کی تعریف کرے یا اُس حلم کی جو عمر رسیدہ شخصوں سے مخصوص ہے۔

اس کی رنگت صاف اور سپید تھی۔ اور اگرچہ آنکھوں کے قریب حلقے پڑنے لگے تھے۔ مگر غازہ کے مسلسل استعمال سے انہیں دور کرنے کی کوششیں جاری تھیں۔ دانت مکمل شفاف اور ہموار تھے۔ اور صورت کسی حد تک قدرت کی مدد سے مگر زیادہ تر کمالات خیاطی کی بدولت نہایت دلکش نظر آتی تھی۔ سینہ اُبھرا ہوا تھا۔ اور چونکہ وہ لباس بالعموم اونچا پہنتی تھی۔ اس لئے باوجود کبر سنی کی طرف قدم بڑھانے کے نوجوان لیڈی معلوم ہوتی تھی۔

یہ مسز مارتھا سلنگسبی ایڈیلا سی مارنز کے عاشق مسٹر کلیرنس ولیرز کی پھوپھی تھی۔ بہت چھوٹی عمر میں اُس کے والدین نے روپیہ کے لالچ سے اُس کی شادی ایک ایسے شخص کے ساتھ کر دی تھی جس کی عمر اُس سے کم و بیش دوگنی ہوگی۔ شخص مذکور نے ہندوستان میں اپنی صحت کو برباد کر کے بہت سی دولت فراہم کی۔ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد مسٹر سلنگسبی کو حالات کے زیر اثر کلکتہ واپس جانا پڑا۔ اور وہ اپنی جوان بیوی کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ وہاں پر یہ دونوں قریباً آٹھ سال تک رہے۔ مسٹر سلنگسبی کا سارا سرمایہ ایک عظیم اینگلو انڈین تجارتی اور بینکنگ کمپنی میں لگا ہوا تھا۔ اس کمپنی کے یکا یک مشکلات میں مبتلا ہو جانے کی وجہ سے اُس کا وہ سرمایہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور وہ دل شکستہ ہو کر مر گیا۔ حسن اتفاق سے کلکتہ میں

سلنگسبی کی سر ہنری کورٹنی سے ملاقات ہو گئی۔ جو عرصہ دراز تک ہندوستان کی کونسل ممبر رہ چکا تھا۔ یہ شخص خطاب یافتہ بیرونٹ تھا۔ اور اب ملازمت ترک کر کے عنقریب انگلستان کو واپس جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس کی عمر پچاس سے اوپر تھی۔ وہ رنڈوا تھا۔ اور اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ جب اسے مسز سلنگسبی کی مصیبت کی خبر ایک ایسے شخص کی زبانی پہنچی۔ جو دونوں کا دوست تھا تو سر ہنری نے مسز سلنگسبی سے یہ تجویز پیش کی۔ کہ آپ میرے ہاں آ جائیے۔ اور وہیں سکونت رکھئے۔ تاکہ جہاں تک ممکن ہو۔ آپ کی موجودگی میں میرے بچے اپنی ماں کے انتقال کا رنج بھول جائیں۔ اس درخواست کو شکریہ کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔ اور مسز سلنگسبی جس کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ بیرونٹ کے ساتھ انگلستان چلی آئی۔

لندن آنے کے بعد کئی سال تک وہ سر ہنری کورٹنی کے کنبہ میں ہی رہی۔ وہاں پر اس سے ایک قریبی رشتہ دار کی حیثیت میں سلوک ہوتا تھا۔ کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ اس گھرانے میں وہ کوئی غیر یا کم حیثیت عورت ہے۔ لیکن جب سر ہنری کی اولاد اتنی بڑی ہو گئی کہ لڑکیاں لڑکے سب سکول جانے لگے۔ تو مسز سلنگسبی اس گھر سے اس مکان میں اٹھ آئی۔ جو اولڈ برلنگٹن سٹریٹ میں واقع تھا۔ اور جس میں ہم اس وقت اسے موجود دیکھتے ہیں۔ افواہ مشہور تھی کہ اسے یکایک خلاف امید اس دولت کا کچھ حصہ مل گیا ہے۔ جو کلکتہ کا بنک کے ٹوٹنے سے اس کے ہاتھ سے جاتی رہی تھی۔ اور جس کے ضائع ہونے سے اس کا شوہر دل شکستہ ہو کر مرا تھا۔ لوگ کہتے تھے۔ اس عظیم دولت کا کچھ حصہ دوبارہ مل جانے کی وجہ سے ہی وہ اس قابل ہو گئی ہے۔ کہ ایک ایسا عمدہ مکان کرایہ پر لے کر اس میں رہے۔ بہر حال وہ اپنی رقوم اخراجات بڑی باقاعدگی سے ادا کرتی تھی۔ اور اس کے علاوہ بہت سے خیراتی کاموں میں بھی نمایاں حصہ لیتی تھی۔ اس کے متعلق کبھی کسی کو بدگمانی کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے مذہبی فرائض کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ پورا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ اس قسم کی علیحدگی کی زندگی بسر کیا کرتی۔ محتاجوں کے امداد کے لئے اسی طرح ہر وقت تیار رہتی۔ بنی نوع انسان کی بہتری کے سب کاموں میں ایسی فیاضی سے حصہ لیتی۔ اور مشنری اور بائبل سوسائٹیوں کی ایسی پرشوق مربی تھی۔ کہ ہمسایہ وغیرہ کے سب لوگ اسے ان تمام خوبیوں کا مجموعہ سمجھتے تھے۔ جو کسی نیک دل عیسائی

کے اندر موجود ہونی چاہئیں۔

خود اُس کے اور خاندان کورٹنی کے درمیان اب تک گہری محبت قایم چلی آتی تھی۔ جب کبھی سرہنری کے لڑکے لڑکیاں چھٹیوں کے دن بسر کرنے گھر واپس آتے۔ تو وہ ضرور ایک ہفتہ مسز سلنگسبی کے ہاں رہا کرتے۔ اور وہ اسے ماں کے برابر ہی قابل عزت سمجھتے تھے۔ سرہنری بھی جب کبھی دوستوں سے اُس کا ذکر کرتا۔ تو تعریفی لفظوں میں کہا کرتا تھا۔ کہ مسز سلنگسبی نے میرے بچوں کے ساتھ ہمیشہ مادرانہ شفقت کا سلوک کیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ سرہنری کے دوست اور رشتہ دار ان تعریفی کلمات کو اوروں کے کانوں تک پہنچانے۔ اور رفتہ رفتہ مسز سلنگسبی کی شہرت یہاں تک بڑھی۔ کہ لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ میں وہ ہر جگہ نہایت نیک اور اعلےٰ صفات کی عورت کہلانے لگی۔

غرض ان حالات کی بدولت جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔ بیالیس سال کی عمر میں مسز سلنگسبی اُس آزمائش سے ہر طرح محفوظ رہی۔ جس میں سے بہت سی خوبصورت بیواؤں کو گذرنا پڑتا ہے۔ یعنی لوگوں کی بدگوئی کا نشانہ بننا۔ کبھی کسی شخص نے اس کے خلاف ایک لفظ تک زبان سے نہیں نکالا۔ اور نہ اشارتاً یا کنایتاً اس کی کسی برائی کا ذکر کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گوئی اس کے مکان سے اتنی ہی دور رہتی ہے جتنا کسی مقدس جائے عبادت سے شیطان۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ سرہنری کورٹنی کی عمر اب ۶۳ سال کے قریب تھی۔ اور اُس واقعہ کو جس کی بدولت مسز سلنگسبی اس کے کنبہ میں شامل ہوئی۔ تیرہ سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ باوجود اس کبر سنی کے سرہنری ایک وجیہ آدمی تھا۔ اس کی کاٹھی اتنی مضبوط تھی۔ کہ عمر کا بڑا حصہ بسر کرنے کے باوجود وہ ہر طرح تنومند اور مضبوط نظر آتا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ اُسے دانت اور بال مصنوعی استعمال کرنے پڑتے تھے لیکن بہترین صناعوں کی امداد نے ان مصنوعات کو ایسی عمدہ صورت دے دی تھی۔ کہ بہت کم لوگوں کو ان کی بناوٹ پر شبہ ہوتا تھا۔ یہ شخص بہت خوش اطوار قابل اور ذہین گفتگو میں دل خوش کن اور ہر لحاظ سے ایک مہذب اور با اخلاق آدمی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ اُسے سوسائٹی فیشن کا نہایت چمکدار ستارہ۔ دربار شاہی کا منظور نظر افسر اور اونچے طبقہ کے لوگوں میں ایک ہردلعزیز مہمان سمجھتے تھے۔

گزشتہ چند ابواب میں جس دن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے اگلے روز سہ پہر کے تین بجے کا وقت تھا۔ اور مسز بار بتا سلنگسبی اپنی شاندار نشست گاہ میں اُن چندوں کی فہرست کا معائنہ کر رہی تھی، جو وہ مختلف مذہبی اور بنی نوع انسان کی بہتری چاہنے والی سوسائٹیوں کو دیا کرتی تھی۔

اڈیلائس اور روزامنڈ دونوں اس کے پہلوؤں میں بیٹھی تھیں۔ اور اسے اس کام میں بڑے پر محبت طریق پر مدد دے رہی تھیں۔ روزامنڈ کے ہاتھ میں ایک یادداشت کی کتاب تھی، جس میں سے وہ مختلف سوسائٹیوں کے نام پڑھتی جاتی تھی۔ مسز سلنگسبی نے اپنے سامنے نقدی کا کیس کھول کر رکھا ہوا تھا۔ اور اڈیلائس اس کے کہنے پر ایک اور کاپی میں مختلف اندراج کرتی جاتی تھی۔

اس وقت یہ دونوں حسین لڑکیاں اس خوبصورت عورت کی بیٹیاں معلوم ہوتی تھیں۔ جو اُن کے درمیان بیٹھی تھی۔ اور تینوں کے چہروں پر کچھ ایسی شیرینی اتنی حیا اور رونق نظر آتی تھی کہ کوئی مصور ان تینوں کی تصویر اتار کر اس پر یہ عنوان قائم کر دیتا کہ "خیرات فیاضی اور رحم کو ہدایت کر رہی ہے" تو یقیناً وہ تصویر نہایت مقبول ہوتی۔

اڈیلائس اپنی یادداشت کی کتاب میں ایک اندراج کر چکی تھی۔ کہ مسز سلنگسبی نے کہا "پیاری روزامنڈ اب اس سے آگے کونسی رقم درج ہے؟"

نوجوان دوشیزہ نے اپنی کاپی سے عبارت پڑھ کر کہا "یتیم بچوں کے بلا فیس سکول کی ایسوسی ایشن جسے آپ نے پچھلے سال دس پونڈ چندہ دیا تھا"

مسز سلنگسبی بڑی ملائمت کے لہجہ میں اپنی روپہلی آواز سے کہنے لگی "اس مرتبہ سے دن کے موقعہ پر میرا ارادہ اسے پندرہ پونڈ دینے کا ہے۔ کوئی فرض اتنا خوشگوار اور مقدس نہیں ہو سکتا۔ جتنا ان غریب بچوں کی مذہبی تعلیم میں مدد دینے کا ہے جو اپنے قدرتی محافظوں کی حفاظت سے محروم ہو گئے ہوں۔ اس کے علاوہ کمیٹی کو جب کبھی میں نے کوئی مفید مشورہ پیش کیا۔ وہ ہمیشہ اس پر بڑے شوق سے عمل کرنے کو آمادہ تھی۔ ان حالات میں یہ مناسب ہے۔ کہ میں اس کے چندہ کی مقدار بڑھا دوں۔ کچھ عرصہ پہلے تک کمیٹی کے سکول میں یہ طریقہ تھا کہ انجیل کے ایک سبق کے ساتھ صرف

تین پاڑے سکھائے جاتے تھے۔ میرے نزدیک یہ طریقہ نامناسب تھا۔ اس لئے میں نے اصلاحی مشورہ پیش کیا۔ اور اب یہ انتظام ہوگیا ہے۔ کہ انجیل کے تین سبقوں کے ساتھ صرف ایک پہاڑہ سکھایا جاتا ہے۔ تم نے پندرہ پونڈ چندہ لکھ لیا؟" اس نے ایڈیلائس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

اس نے اثبات میں جواب دیا۔ مسز سلنگسبی نے یہ رقم گلابی کاغذ کے ایک خوشنما تختہ میں لپیٹ لی۔ اور اس کاغذ پر پنسل سے رقم ملفوف لکھ کر اسے ان پڑیوں میں رکھ دیا۔ جو اس کے سامنے بندھی پڑی تھیں۔

اس کے بعد روزنامچہ سے اگلا اندراج پڑھا۔ "غریب مصنفوں کا امدادی فنڈ جسے پچھلے سال آپ نے پانچ پونڈ چندہ دیا تھا۔"

مسز سلنگسبی کہنے لگی "خیر اب کے میں صرف دو پونڈ دوں گی۔ سچ پوچھو تو مصنف اور اخبار نویس سیاسی اور اخلاقی طریق پر جلد جلد ملک کو برباد کر رہے ہیں۔ وہ عوام کی حمایت میں اور امرا کے خلاف مضامین لکھتے ہیں۔ اور تم جانتی ہو۔ یہ نہایت معیوب طریقہ ہے۔ میں چونکہ عیسائیت کی ملائمت اور درگذر کی سپرٹ پر چلنا پسند کرتی ہوں۔ اس لئے کسی کی نسبت سخت الفاظ کہنا برا سمجھتی ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جس قسم کے حملے یہ لوگ ہمارے ملکی آئین۔ مقدس کلیسیا۔ امرا کے حقوق اور دولتمندوں کے فرائض پر کرتے ہیں . . . حالانکہ یہ انسٹی ٹیوشن ہمارے اسلاف کی دانائی کے مطابق ہر لحاظ سے مکمل ہیں . . . انہیں دیکھ کر کسی نہایت بردبار شخص کے دل میں بھی اضطراب پیدا ہونا قدرتی ہے۔ تم میرا مطلب سمجھتی ہو؟"

ایڈیلائس نے جواب دیا "ہاں میڈم میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔" اور امر واقعہ یہ ہے کہ وہ غریب مسز سلنگسبی کے الفاظ کے زیر اثر تمام آزاد خیال مصنفوں اور اخبار نویسوں کو مجسم شیطان سمجھنے لگی تھی۔ اور خیال کرتی تھی۔ کہ وہ اتنے برے ہیں کہ سوسائٹی کو ضرور ان کے اثر سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر مسز سلنگسبی نے کہا "اس کے علاوہ غریب مصنفوں کے امدادی فنڈ کی طرف سے نہ کوئی کارروائی کی رپورٹ چھپتی ہے۔ اور نہ چندہ دینے والوں کی فہرست شائع کی جاتی ہے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر میں خیال

کرتی ہوں کہ ایک عیسائی اور محب وطن انگریز عورت کی حیثیت میں جو اپنے خویش و خواص ملک کے بہترین انسٹیٹیوشنوں کو ہر لحاظ سے مکمل سمجھتی ہو۔ میں چاہتی ہوں۔ اس سوسائٹی کو کچھ بھی چندہ نہ دوں۔ جو درحقیقت ملحدوں اور جمہور پسندوں کو تیار کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس لئے پیاری روزامنڈ تم اس اندراج کو قلم زن ہی کر دو۔ بس اب میرا اطمینان ہو گیا۔ بتاؤ اگلی رقم کیا ہے؟"

لڑکی نے کہا "مصیبت زدہ دوکاندار عورتوں کی مددگار سوسائٹی۔ ۔ ۔"

مسنر سلنگسبی کے چہرہ کا اطمینان بخش انداز پھر ایک بار سختی میں بدل گیا۔ اور وہ کہنے لگی "یہ بھی ایک ایسی سوسائٹی ہے جس کی امداد سے دست کشی ضروری معلوم ہوتی ہے تم ابھی کم عمر اور ناتجربہ کار ہو۔ اس لئے میرے ارادہ کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ عورتیں جن کی امداد کے لئے یہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ بہت شریر النفس ہیں۔ ان حالات میں تم سمجھ سکتی ہو۔ کہ میرا فیصلہ کہاں تک مبنی بر انصاف ہے۔ یہ عورتیں اپنی مفلسی کو اور بھی زیادہ اپنے گناہوں کا ذریعہ بناتی ہیں۔ ذرا غور کرو یہ کس قدر ناقابل معافی اور گناہ آمیز طریق عمل ہے۔ اس لئے پیاری روزامنڈ اس نام کو بھی قلمزن کر دو۔ بتاؤ اس سے آگے کیا لکھا ہے؟"

وہ بولی "جزیرہ جنوب میں انجیل کی اشاعت کرنے والی سوسائٹی۔ میڈم آپ نے پچھلے سال تیس پونڈ چندہ دیا تھا"

"بیشک یہ ایک بڑا اچھا انسٹی ٹیوشن ہے" مسنر سلنگسبی نے عابدانہ انداز سے اوپر کی طرف نظر اٹھا کر کہا "چنانچہ آج شام کو میرا ارادہ نہیں ساتھ لے کر اس سوسائٹی کے دفتر میں جانے کا ہے۔ جہاں پر مسٹر جوشواشیپ شینکس اس مشن کی کیفیت بیان کریں گے جس سے وہ حال ہی میں واپس آئے ہیں۔ بیشک اس سوسائٹی کے متعلق میں اپنے چندہ کی رقم میں پانچ پونڈ کا اضافہ ضروری سمجھتی ہوں"

چنانچہ ایڈیلیڈس نے کتاب میں ۳۵ پونڈ کی رقم درج کر لی۔ اور مسنر سلنگسبی نے یہ رقم بدستور لگائی کاغذ میں لپیٹ کر باقی پڑیوں میں شامل کر لی۔

اس کے بعد روزامنڈ نے اپنی یادداشت کی کاپی سے اگلی رقم پڑھی۔ وہ کہنے لگی "ننگے وحشیوں کو لباس مہیا کرنے والی ایسوسی ایشن جسے آپ نے پچھلے سال؟

مسز سلنگسبی قطع کلام کرکے کہنے لگی "عزیز لڑکی اس ایسوسی ایشن کا ذکر جانے دو۔ میں آئندہ اس سوسائٹی کی امداد میں کسی طرح کا حصہ لینا نہیں چاہتی۔ اس کے نام میں ہی ایسا لفظ موجود ہے جسے کوئی مہذب شخص سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ مجھے خود اس بات سے حیرت ہے کہ میں کیونکر کبھی اس سوسائٹی کو مالی اور اخلاقی مدد دینے پر آمادہ ہوئی۔ اس کے علاوہ میری رائے میں اس انسٹی ٹیوشن کا مقصد بھی چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ میں نے ہندوستان میں دیکھا تھا ادنےٰ طبقہ کے لوگ دیہات میں نیم برہنہ حالت میں پھرا کرتے تھے۔ انسان رفتہ رفتہ ان باتوں کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے۔ کہ پھر اسے یہ نظارے دیکھ کر تکلیف نہیں ہوتی۔ بہر حال اس ایسوسی ایشن کا نام سراسر معیوب ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر وحشی لوگ ننگے پھریں تو اس میں کسی کا کیا ہرج ہے۔ اس لئے پیاری روز امنڈ تم اس رقم کو بھی کاپی سے قلمزن کر دو۔"

وہ کہنے لگی "میڈم میں نے اسے کاٹ دیا ہے۔ اس سے اگلا اندراج . . ."

فقرہ اس کی زبان پر ہی تھا کہ کسی نے صدر دروازہ پر اس زور سے دستک دی کہ سارا مکان گونج اٹھا۔ چند منٹ کے عرصہ میں خادمہ نے اطلاع دی۔ مسٹر ہنری کورٹنی تشریف لائے ہیں۔

باب ۳۴ گربہ مسکین

جب ہیرونٹ صاحب کمرہ میں تشریف لائے۔ تو ان کے چہرہ پر اطمینان بخش مسکراہٹ نمودار تھی۔ انہوں نے تینوں عورتوں کو ایک خاص انداز سے سلام کیا۔

ہیرونٹ کو دیکھ کر اڈیلائس اور روز امنڈ اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ مگر وہ کہنے لگا "خواتین بیٹھ جایئے۔ مسز سلنگسبی تمہاری صحت کے متعلق کچھ پوچھنا غیر ضروری ہی ہوگا۔ کیونکہ آج صبح تم بہت خوش و خرم اور دلفریب نظر آتی ہو۔"

اس لیڈی نے ملامت آمیز لہجہ میں جواب دیا "مسٹر ہنری آپ جانتے ہیں۔ میں خوشامد سے کبھی خوش نہیں ہوتی۔"

بیرونٹ کہنے لگا" میڈم میں اپنے الفاظ کے لئے ہزار بار معافی چاہتا ہوں۔ مگر تم جانتی ہو۔ ہماری برسوں کی ملاقات ہے۔ ہماری دوستی کا رشتہ حال میں قائم نہیں ہوا۔ ان حالات میں یقیناً مجھے اس بات کا حق حاصل ہے کہ اس بھائی کی طرح جو اپنی بہن کو آزادی کے ساتھ مخاطب کرسکتا ہے۔ تمہارے ساتھ بے تکلفی سے کام لے سکوں۔ گو اس سے اس عزت اور احترام میں جو تمہارے متعلق میرے دل میں ہے ہرگز فرق نہیں آسکتا۔ . . خواتین" اس نے ایڈیلائس اور روزامنڈ کی طرف متوجہ ہوکر کہا" یہ نیک نہاد عورت . . . یہ فرشتہ خصلت خاتون میرے بچوں کے ساتھ ہمیشہ مادرانہ سلوک کرتی رہی ہے۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔"

مسز سلنگسبی شرگمیں طریق پر اپنے سکون کو بدستور قائم رکھ کر کہنے لگی" سر ہنری آپ اس واقعہ کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ میں نے کیا۔ وہ میرا فرض منصبی تھا۔"

یہ سنکر ایڈیلائس اور روزامنڈ نے ایک دوسرے کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا۔ جن سے پایا جاتا تھا کہ وہ کہہ رہی ہیں۔ کتنی قابل عزت عورت ہے۔ ہم ابھی سے اس کے ساتھ اتنی محبت کرنے لگی ہیں۔ گویا وہ ہماری اپنی ماں ہو۔

اتنے میں سر ہنری جو روزامنڈ کو خصوصیت کے ساتھ تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اور باوجود بڑی کوشش کے اپنے جذبات کو چھپائے نہ چھپا سکا کہنے لگا "معاف کیجئے۔ میں ایک ایسے کام میں حارج ہوا۔ جو معمولی سرسری گفتگو سے بہت زیادہ اہمیت رکھنے والا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ آپ کسی نہایت مفید اور نیک کام میں مصروف تھیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ مسز سلنگسبی ایک ایسی نیک نہاد خاتون ہے جس کی صحبت میں ایک منٹ بھی بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے بغیر نہیں گذرتا۔"

مسز سلنگسبی بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگی" سر ہنری اس عالم فانی کے نجات دہندہ کے صلیب پر جان دینے کے مقدس دن کی سالگرہ قریب آرہی ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے۔ میں ہر سال اس موقعہ پر اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ امداد اُن مذہبی اشخاص کی بہتری چاہنے والے انسٹی ٹیوشنوں کو دیا کرتی ہوں۔ جو ایسی امداد کے

خواستگار ہوں۔"
بیرونٹ بولا "میڈم میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ ان عابدانہ کاموں میں کس قدر سرگرمی سے حصہ لیتی ہیں۔ اور حقیقت میں میرے آنے کا منشا" اُس نے کیا یک ان جوان لڑکیوں کی طرف نظر ڈالکر کہا "یہ ہے کہ میں ایک خیرات کے معاملہ میں تمہیں اپنا ذریعہ بنانا چاہتا ہوں۔ اس معاملہ کی تفصیلات اس قدر طویل اور پرپیچ وہ ہیں کہ ۔ ۔ ۔"
مسز سلنگسبی قطع کلام کر کے کہنے لگی "سر ہنری میں آپ کا مطلب سمجھتی ہوں۔ اور میں اس امر کا اعتراف کرتی ہوں کہ آپکے دل میں ان لوگوں کی بھتری کا نہایت زبردست احساس ہے۔ جو دنیا کے تاریک پہلو پر نظر ڈالنے کے عادی نہیں ہیں۔ میں اس امر کو ہر طرح آپ کے شان فیاضی کے شایاں سمجھتی ہوں۔ ایڈیلائس اور پیاری روزمنڈ تم مہربانی سے تھوڑی دیر کے لئے دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ۔ ۔"
یہ درخواست اس نے اس قدر نرمی اور ملائمت کے ساتھ کی۔ اور اس کے ساتھ ہی چہرہ پر حلم کے ایسے آثار نمودار کئے۔ کہ دونوں لڑکیاں جن سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے۔ مجبور ہوئیں کہ مسز سلنگسبی سے بغلگیر ہو کر دوسرے کمرہ میں چلی جائیں۔
جب ان کے جانے پر کمرہ کا دروازہ بند ہوا۔ تو سر ہنری نے اپنی کرسی مسز سلنگسبی کی کرسی کے قریب سرکالی۔ اور اپنا بازو اُس کی کمر کے گرد ڈالکر شہوانی جذبات سے پُر ایک بوسہ اس کے لبوں پر دیا۔ پھر اُس کے کان میں کہنے لگا "مارتھا آج تو تم غیر معمولی طور پر حسین نظر آتی ہو۔"
مسز سلنگسبی کی آنکھوں میں اس وقت اشتیاق آمیز جذبات کی چمک پیدا ہوگئی تھی۔ وہ بولی "سچ کہتے ہو؟ میں تو سمجھتی ہوں۔ کچھ عرصہ سے تم میری نسبت بہت زیادہ سرد مہری برتنے لگے ہو۔"
بیرونٹ نے اس مکار اور بظاہر عابدہ و پاکباز خاتون کے لباس کو ٹٹولتے ہوئے کہا "میری جان اس شبہ کو پاس بھی نہ آنے دو۔ اگر ہم دونوں میں سے کسی کو وجہ شکایت ہو سکتی ہے تو وہ میں ہوں کیونکہ ۔ ۔ ۔"
"ہنری انہ برائے خدا مجھے ملامت نہ کرو۔" مسز سلنگسبی نے کہا اور اُس نے ایک لمحہ کے لئے بھی گستاخ بیرونٹ کے ناجرم ہاتھ کو روکنے کی کوشش نہ کی بلکہ کہنے لگی

"آخری مرتبہ حل کر جانے میں مجھے جو دشواری پیدا ہوئی۔ اس سے میں اس قدر خوف زدہ ہوئی ہوں۔ ۔ ۔"

"مارتھا کیسی فضول باتیں کرتی ہو" بیرونٹ نے قطع کلام کر کے کہا "تم اس تشویش میں ناحق پڑتی ہو۔ اگر خدانخواستہ معاملات نے اس انتہا تک صورت اختیار کی۔ تو اس دقت کو بآسانی سے طے کیا جا سکتا ہے۔ تم دنیا سے کہہ سکتی ہو کہ میں ایک خیراتی مشن پر چند ہفتوں کے لئے دیہات میں جا رہی ہوں۔ ہا! ہا! کتنا معقول عذر ہے!"

گنہگار حسینہ کہنے لگی "یہ صحیح ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب میں سوچتی ہوں کبھی ایسا نہ ہو۔ میرا راز فاش ہو جائے۔ تو میں کانپ اٹھتی ہوں۔ ذرا غور کرو۔ آج تک ہم نے اس معاملہ میں کتنی مکمل رازداری سے کام لیا ہے۔ ۔ ۔"

"اور دنیا کو ہم دونوں کے متعلق کیسی عظیم غلط فہمی ہوئی ہے" بیرونٹ نے ہنس کر فقرہ کو مکمل کرتے ہوئے کہا "درحقیقت لوگوں کو اندھا بنانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان بظاہر عابدانہ صورت اختیار کرے۔ اور مذہبی معاملات میں نمایاں حصہ لے۔ اگر تمہارے متعلق کبھی کسی نے ذرا بدگوئی کی تو تم جانتی ہو۔ وہ بے شمار لغو سوسائٹیاں جن کی تم مربی ہو۔ فوراً تمہاری مدد کو آمادہ ہو جائیں گی۔ ۔ ۔ مگر ہاں یہ تو کہو۔ آج شام کے لئے تمہاری مصروفیتیں کیا ہیں۔ کیا تم چند گھنٹے اطمینان کی گفتگو کے لئے مخصوص نہیں کر سکتی ہو؟"

اس نے جواب دیا "اے کاش میں ایسا کر سکتی۔ مگر کیا کروں۔ وہ پادری شیپ شینکس آج شام کو عبادت گزار لوگوں کے روبرو کسی لغو معاملہ پر تقریر پر آمادہ ہوا ہے اس موقعہ پر میں اگر موجود نہ ہوئی۔ تو اسے عجیب اور غیر معمولی امر سمجھا جائے گا۔"

بیرونٹ کہنے لگا "یہ درست ہے۔ مگر ہم دونوں کو خلوت میں بیٹھے ایک مدت ہو چکی ہے۔"

مسز سلنگسبی بولی "پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ آئے دن میرے لئے یہ عذر پیش کرنا غیر ممکن ہے۔ کہ میں ایک غریب بیمار عورت کے سرہانے بیٹھی رہی۔ ۔ ۔ ہاں مگر ہنری میں تم سے آج ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔"

بیرونٹ نے دبی زبان میں کہا "وہ کیا؟ اگر میرے بس کی بات ہے تو اسے ضرور پورا کردوں گا۔"

اس وقت اس عمر رسیدہ شخص کے شہوانی جذبات بھی بدرجۂ انتہا بھڑک رہے تھے۔

خاتون نے اپنے بازو اس کی گردن میں ڈال دیئے۔ اور اپنے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے لگا کر کہنے لگی "آج تو مجھے تم سے ایک ہزار پونڈ کا چیک لینا ہے۔"

بیرونٹ نے کہا "ارتھا اب تم بڑی شاہ خرچ ہوتی جا رہی ہو۔ خیر تمہارا سوال مجھے بہرحال پورا کرنا پڑے گا۔"

"ہاں میرے پیارے۔" خاتون نے دبے لفظوں میں کہا "تم ایسے ہی فیاض ہو۔" اور اس کے بعد وہ بیرونٹ کے اصرار پر اس کے ہمراہ دوسرے کمرہ کی طرف چلی گئی۔

اس کے پاؤ گھنٹہ بعد مسز سلنگبی نے گھنٹی بجائی جس کی آواز سنکر ایک حلیم بردبار اطمینان خادم نمودار ہوا۔

اس وقت مسز سلنگبی ایک کرسی پر بڑے پُرسکون انداز سے بیٹھی تھی۔ اور بیرونٹ اس سے موزوں فاصلہ پر تھا۔

خاتون مذکور خادم سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "جیمز تم لنچ کھانے کا سامان لاؤ۔ سر مجھے امید ہے آپ شامپین کا ایک گلاس ضرور نوش کریں گے۔ مجھے معلوم ہے آپ کو اس کا شوق ہے مگر جیمز میرے لئے صرف پانی کا گلاس لانا۔"

"بہت اچھا میڈم۔" اتنا کہکر نوکر کمرہ سے چلا گیا۔

تھوڑی دیر میں وہ واپس آیا۔ تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا قاب تھا۔ اسے میز پر رکھ کر وہ لوٹ گیا۔

کھانے کی چیزوں کو مل کر بڑی رغبت سے کھانے کے بعد دونوں نے ایک ہی گلاس سے شامپین پینا شروع کیا۔ کیونکہ نوکر حسب حکم صرف ایک ہی گلاس لایا تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر مسز سلنگبی نے ایک گلاس پانی کا بھی پیا۔ تاکہ منہ سے شراب کی بو نکل جائے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ انگوری شراب کے مقابلہ میں

پانی کا گلاس اسے بہت تلخ محسوس ہوا۔ پھر ہیرونٹ نے اپنے ساہوکار کے نام اُس کے حق میں ایک ہزار پونڈ کا چیک لکھا۔ ہفتہ آئندہ کی ایک خاص شام کے متعلق کچھ قرار داد ہوئی۔ اور ایک پر لطف ملاقات کے بعد سر ہنری اس سے رخصت ہوا۔

اسے گئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ مسز سلنگسبی کی بڑی خادمہ کمرہ میں داخل ہوئی اور کہنے لگی "میڈم میں آپ سے کچھ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہتی ہوں"۔

مسز سلنگسبی نے دروازہ بند کرنے کا حکم دے کر پوچھا "کیوں میگڈالن کیا معاملہ ہے؟"

وہ کہنے لگی "میڈم معاف کیجئے۔ مجھے آپ کے روبرو اس قسم کا ناگوار ذکر چھیڑنا پڑا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ باورچی خانہ کی خادمہ مجھے کئی دن سے حاملہ نظر آتی ہے"۔

پارسا خاتون اس ذکر کو سنکر بظاہر بہت خوفزدہ ہو گئی۔ اور کہنے لگی "میگڈالن دیکھو کسی کے متعلق ایسا برا کلمہ زبان سے نہ نکالو"۔

لیکن خادمہ اصرار کے لہجہ میں بولی "میڈم مجھے اس کا کامل یقین ہے۔ شبہ تو کئی ہفتوں سے ہو چکا تھا مگر آج اس کا یقین ہو گیا ہے"۔

مسز سلنگسبی بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگی "میگڈالن میری رائے میں یہ ایک بڑا ہی افسوسناک معاملہ ہے۔ جو اس مکان میں ظہور پذیر ہوا۔ جس کے متعلق جب سے میں اس میں سکونت رکھتی ہوں۔ کسی کو بدگوئی کا موقعہ نہیں ملا۔ کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ تمہارا قیاس درست ہے؟"

خادمہ نے کہا "میڈم میں حضرت مسیح کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ بالکل درست ہے"۔

مسز سلنگسبی ہلکی ملامت کے لہجہ میں کہنے لگی "میگڈالن دیکھو یوں قسمیں نہ کھاؤ۔ ان کے بغیر بھی جو کچھ تم اس مصیبت زدہ اور ذلت نصیب لڑکی کی نسبت کہتی ہو۔ میں اسے قابل یقین سمجھتی ہوں۔ میگڈالن تم اسے اس مکان سے فوراً ... اسی وقت کہیں بھیجدو۔ جو کچھ رقم اُس کی واجب الادا ہو۔ وہ اسے ادا کردو۔ اور اُسے کہدو کہ تمہارا سامان تمہارے والدین کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اطلاعی چٹھی اُن کے نام لکھ دی جائے گی۔ جس سے انہیں معلوم ہو کہ میں نے کس لئے اُسے یکا یک موقوف کر دیا"۔

"لیکن میڈم اُس کے والدین زندہ نہیں ہیں۔ وہ ایک یتیم لڑکی ہے"۔

"بہر حال اُس کے دوست تو ہوں گے"۔

"نہیں میڈم میں اسے ایک ورک ہوس سے لائی تھی۔ اور اس موقعہ پر ایک لیڈی نے جو خود آپ کی سہیلی ہیں۔ اور اتوار کے دن ایسے مقامات میں مقدس کتابیں تقسیم کرنے جایا کرتی ہیں۔ اس کی سفارش کی تھی؟"

"میگڈالن فرض اگرچہ ناگوار ہے۔ مگر اسے پورا ضرور کرنا چاہیئے۔ اور وہ فرض یہ ہے کہ اس گنہگار لڑکی کو فوراً گھر سے نکال دیا جائے۔ تم اس کی تنخواہ ادا کردو"

"میڈم اُس کی کوئی رقم واجب الادا نہیں۔ کیونکہ میں نے اسے صاف ستھرے کپڑے خریدنے کے لئے اس کی تنخواہ پیشگی ہی دے دی تھی۔ ۔ ۔"

مسز سلنگسبی قطع کلام کر کے کہنے لگی "اس صورت میں اُسے بغیر کچھ دیئے بھیجدو۔ کیونکہ اس کی کوئی رقم ہمارے ذمہ نہیں نکلتی۔ ایسی حالت میں اُسے ایک شلنگ دینا بھی اس کے گناہ کو مدد دینے کے برابر ہوگا۔ جو اس نے یکایک اختیار کر لیا"

میگڈالن نے جواب دیا "میڈم آپ کے احکام کی تعمیل کی جائے گی" اتنا کہکر وہ ان احکام کو عمل میں لانے کے لئے وہاں سے چلی گئی۔ درحقیقت اسے باورچیانہ کی اس غریب خادمہ سے دیرینہ عداوت تھی۔ کیونکہ بدقسمتی سے اس لڑکی کی اس محتاط خادمہ کے اپنے چاہنے والوں میں سے ایک کے ساتھ محبت ہوگئی تھی۔

اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد مسٹر کلیرنس ولیرز اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کے اس مکان میں داخل ہوا۔

اس نے دیکھا تو اس کی پھوپھی کمرہ میں تنہا بیٹھی تھی۔ آداب بجا لانے کے بعد اس نے اپنی معشوقہ اڈیلائیڈ اور اس کی بہن کی خیر و عافیت پوچھی۔

مسز سلنگسبی نے جواب دیا "کلیرنس وہ ہر طرح سے خوش و خرم اور محفوظ ہیں۔ لیکن انہیں بلانے سے پیشتر ضروری ہے کہ میں تم سے اس بارہ میں کچھ گفتگو کروں کہ ہمارے لئے آئندہ کونسا طرز عمل مناسب ہے۔ اس لئے کلیرنس تم ذرا بیٹھ جاؤ۔ اور توجہ کے ساتھ میری گفتگو سنو"

نوجوان نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور جس قدر توجہ دینا ممکن تھا۔ اس سے کام لیکر گفتگو سننے کو آمادہ ہوا۔ کیونکہ اگرچہ وہ اپنی پھوپھی کی بہت عزت اور محبت کرتا۔ اور حقیقت میں اسے بہترین اخلاق اور نیکی کا نمونہ سمجھتا تھا۔ تاہم ایک عاشق صادق کی

حیثیت میں ایڈیلائس کے پاس جلد تر پہنچنے کے لئے اُس کے اندر بے قراری پیدا ہونا قدرتی تھا۔

مسٹر بلنگسبی سلسلۂ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "کلیرنس میں تمہیں زیادہ عرصہ روکونگی اور حقیقت میں میں تمہاری ہی بھلائی کی گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے میں تمہیں یہ بتاتی ہوں کہ اس روز اس قدر رات گذرے۔ اُن دو ان لڑکیوں کو اپنے مکان میں داخل کرنے کی خاص وجہ میرے لئے اول تو یہ تھی کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ اور دوسرے یہ کہ مجھے امید ہے تمہارا طرزِ عمل دیانت داری پر مبنی ہوگا۔۔"

کلیرنس بولا "پھوپھی جان کیا یہ امر کہ میں ان بے یار و مددگار لڑکیوں کو آپ کی پناہ میں لایا۔ اس بات کی کافی دلیل نہیں۔ کہ میں ان کی نیک نامی کی حفاظت کا پورے طور سے خواہشمند ہوں"

مسٹر بلنگسبی کہنے لگی "بے شک اور میں نے بھی تمہارے دیانت دارانہ ارادوں کی امداد کے لئے ہی انہیں بلا تامل مکان میں داخل کر لیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے اگر میرے وسائل کافی اطمینان بخش ہوتے۔ تو میں آج سے بہت مدت پہلے تمہیں اس قدر مالی امداد مہیا کر دیتی۔ کہ تم روپیہ پر جان دینے والے مسٹر تارنز کے رو برو اس کی بیٹی کے لئے مسٹر فرانسس گرش کے ساتھ کامیاب مقابلہ کر سکتے۔ لیکن اگرچہ میری آمدنی میری ضرورتوں اور چند ایک خیراتی اخراجات کے لئے کافی ہے۔ تاہم۔۔"

کلیرنس قطع کلام کر کے کہنے لگا "میری عزیز پھوپھی آپ بلا وجہ یہ کیفیت جو بالکل غیر ضروری ہے بیان کر رہی ہیں"

وہ کہنے لگی "کلیرنس یہ گفتگو اس لئے ضروری تھی کہ میں کسی بھی حالت میں مس تارنز کے ساتھ تمہارے تعلقات کی نسبت در پردہ کارروائی پر آمادہ نہ ہوتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا۔ کہ کسی طرح اس کام کو اس کے والد کی مرضی کے پورا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بحالت موجودہ تمہارے حق میں صبت سی علامتیں ہیں جنہیں پیش نظر رکھ کر میرے لئے یہ امر چنداں موجب افسوس نہیں۔ کہ میں نے اس عزیز لڑکی اور اس کی بہن کو اپنے ہاں پناہ دی۔ اور ایسا کرتے ہوئے انہیں لندن کے خطرات اور اُن کے والد کے تعاقب سے محفوظ رکھا"

نوجوان گرمجوشی سے کہنے لگا "آپ نے مہربانی کا جو سلوک کیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ بھی میری طرح ہمیشہ آپ کی شکرگذار رہیں گی۔"

مسز سلنگسبی پھر کہنے لگی "ان چند یوم کے عرصہ میں جو انہوں نے میرے ہاں بسر کئے ہیں۔ انہوں نے اپنی بامحبت طبیعت۔ امن پسند عادات۔ دوسروں کو خوش کرنے پر آمادگی اور ایسی ہی سیکڑوں صفات حسنہ کی بدولت اپنے آپ کو میرا منظور نظر بنا لیا ہے۔ اس لئے تمہاری طرح خود اُن کی خاطر میں چاہتی ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ان کی امداد سے دریغ نہ کروں۔ لیکن ذرا غور کرو۔ اگر مسٹر تارز کو معلوم ہو جائے۔ اس کی بیٹیاں ان دنوں کہاں رہتی ہیں۔ تو میری کتنی بدنامی ہو۔ اور لوگ کس قدر چہ میگوئیاں کریں۔"

کلیرنس بولا "یہ بھی جان خدا جانتا ہے۔ میں ہرگز کوئی کارروائی اس قسم کی کرنا نہیں چاہتا جو کسی طرح بھی آپ کی بدنامی کا موجب ہو۔ تاہم . . . "

مسز سلنگسبی کہنے لگی "یہ نہ خیال کرو کہ میں ان کی صحبت کو ناپسند کرتی ہوں۔ یا یہ چاہتی ہوں کہ انہیں اپنے مکان سے کسی دوسری جگہ بھیج دوں۔ میری خواہش فقط یہ ہے۔ کہ تمہاری طرف سے بھی اس قسم کی احتیاط عمل میں آنی چاہئے۔ کہ کوئی شخص جسے مسٹر تارز نے تمہارے پیچھے ان لڑکیوں کے سراغ کی خاطر لگا رکھا ہو۔ اس طرف نہ آجائے۔"

کلیرنس بولا "اطمینان رکھئے۔ میری طرف سے کوئی ایسی ناعاقبت اندیشی ظاہر نہ ہوگی جو ہماری تجاویز کی کامیابی پر حرف لانے والی ہو۔ ہماری منگنی کا اعلان ایک بار پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اگلے اتوار کو پھر سے شائع کر دیا جائے گا۔ شادی کا انتظام سینٹ جارج کے گرجا میں کیا گیا ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں۔ اس کی اطلاع مسٹر تارز کو ہو" پھر وہ مسکرا کر کہنے لگا "بہرحال اس کا تو اسے کبھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہماری شادی کا انتظام ہینوور سکوئر کے ایک فیشن ایبل گرجا میں کیا گیا ہے۔ دو ہفتے میری اڈیلائس کی جائے پناہ کی دریافت کے بغیر اور گذر جانے دیجئے۔ اس کے بعد ہمارا رشتہ مناکحت ناقابل شکست ہو جائے گا۔"

تھوڑا وقفہ کے بعد مسز سلنگسبی نے پوچھا "تمہاری اپنی اس مہربان دوست کے ساتھ پھر بھی ملاقات ہوئی۔ جس نے ان لڑکیوں کے فرار کی رات کو تمہیں بڑے فیاضانہ طریق پر مدد دی تھی؟"

"وہ کپتان سپارکس سے؟" کلیرنس نے کہا "نہیں بس ایک مرتبہ وہ مجھے مسٹر ریڈ کے

ایک شراب خانہ میں ملا تھا۔ جس کا ذکر میں اس سے پہلے بھی آپ سے کر چکا ہوں۔"

مسز سلنگسبی کے چہرہ پر تاریکی کا بادل چھا گیا۔ اور وہ کہنے لگی "دیکھو بیٹا جہاں تک ممکن ہو شراب خانوں سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ کیونکہ میں نے ان کے متعلق جو کچھ سنا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ وہ تباہی کا مسکن ہوتے ہیں۔"

ولیرز نے جواب دیا "پھوپھی جان معزز شراب خانوں پر یہ بات صادق نہیں آتی دراصل میں نے اظہار شکریہ کے طور پر اپنے دوست کپتان کو تحفہ دینے کے لئے پستولوں کی ایک نہایت خوشنما جوڑی خریدی تھی۔ لیکن پھر یاد آیا کہ مجھے اُس کا پتہ معلوم نہیں۔ اس لئے میں چیرنگ کراس کے فوجی دفتر میں گیا۔ وہاں فہرست میں مجھے کپتان سپارکس کا نام کہیں نہ ملا۔ میں نے سوچا شاید وہ بحری فوج میں ہو۔ اس لئے میں امارت بحری کے دفتر میں پہنچا وہاں بھی اس نام کا کوئی شخص معلوم نہ ہوا۔ ان حالات میں جب میری اُس سے ایک شراب خانہ میں یکایک ملاقات ہو گئی۔ تو میں نے اسے خوش نصیبی سمجھا۔ وہ پستولوں کی قبولی سے بزور انکار کرنے لگا۔ کہتا تھا۔ میں نے جو کچھ کیا۔ وہ اسی قدر ہے کہ اگر حالات پیش آتے تو آپ کو بھی میری خاطر اس سے دریغ نہ ہوتا۔ لیکن جب میں نے بہ اصرار اسے ان کی منظوری پر مجبور کیا۔ تو اُس نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور پستول لے لئے۔ بڑا نیک طینت آدمی ہے۔ اور میری دلی خواہش ہے۔ ہمارے تعلقات اسی طرح بنے رہیں وہ بڑے مزے کی باتیں سناتا رہا۔ میں اس سے اتنا خوش ہوں کہ بیان نہیں کر سکتا۔ اور مجھ پر اس کا اتنا احسان ہے کہ اسے ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے"

مسز سلنگسبی کی عادت تھی۔ گفتگو میں کوئی اخلاقی نصیحت ضرور داخل کر دیا کرتی تھی۔ کہنے لگی "بیٹا اس دنیا میں شکر گذاری کا جذبہ بڑی حد تک معدوم ہے"

پھر وہ مسکرا کر بولی "خیر اب اتنی دیر تمہیں صبر پر مجبور کرنے کے بعد میں تمہیں اس کا صلہ بھی دیتی ہوں۔ میرے محسن سر ہنری کورٹنی نے مجھے روپیہ کی کچھ رقم پیشگی دی ہے۔ جس میں سے نصف کی مجھے خیراتی کاموں کے لئے ضرورت ہے۔ لیکن باقی نصف میں اس مطلب کے لئے تمہیں دے سکتی ہوں کہ تم اُس سے اپنی دلہن کے لئے کسی اچھے مکان کا انتظام کر سکو۔ یہ لو چیک موجود ہے۔ باقی روپیہ کل مجھے واپس لا دینا"

کلیرنس اس ظاہری فیاضی سے بہت متاثر ہوا۔ اور کہنے لگا "میری عزیز پھوپھی

کیا آپ نے میری خاطر یہ روپیہ دوستوں سے قرض حاصل کیا ہے؟"

وہ بڑے پُرسکون لہجہ میں کہنے لگی "نہیں۔ سراسر تمہاری امداد کے لئے ہی نہیں بلکہ جیسا تم دیکھ سکتے ہو کسی حد تک اپنے لئے ہی۔ بہرحال اس ذراسی بات کے لئے تم عذرات پیش نہ کرو۔ میری دلی خواہش ہے تم اسے بہترین مصرف میں لاؤ۔"

کلیرنس پھوپی سے بغلگیر ہوا۔ اتنے میں ایڈیلائس اور روزامنڈ کو بھی بلا لیا گیا۔ اور عاشق و معشوق ایک دوسرے کی صحبت میں خوش و خورم ہو گئے۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مسز بلنگسبی نے اپنے بھتیجے کے ساتھ جو سلوک کیا اُس کے متعلق کچھ مزید کیفیت بیان کی جائے۔ تاکہ ناظرین اس خاتون کی حقیقی خصلت کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

حقیقت میں وہ بڑی چالباز اور مکار عورت تھی۔ اور یہ امر واقعہ ہے۔ کہ وہ کبھی کوئی بات بغیر خود غرضی کے نہیں کرتی تھی۔ جو طرز عمل اس نے ظاہر و باطن کے اختلاف کے متعلق اختیار کر رکھا تھا۔ بہت ہی مشکل تھا۔ ہر چند کہ اس کے سینہ میں انتہائی شہوانی جذبات کا زور تھا۔ تاہم بظاہر وہ ایک مسکین۔ حیادار۔ خاموشی پسند۔ نیک عورت بنی رہا کرتی تھی۔ اور اپنی عیاشیوں کو زہد و اتقا کے پردہ میں چھپاتی تھی۔ مسٹر ہنری کورٹنی کا وجود اُس کے لئے ایک سے زیادہ طریقوں پر ضروری تھا۔ نہ صرف ایک آشنا کی حیثیت میں بلکہ خزانچی کے طور پر بھی۔ کیونکہ مالی پہلو سے اُس کا سارا دار و مدار اسی کی امداد پر تھا۔ یہ خبر کہ مجھے اپنے متوفی شوہر کی گم شدہ جائداد کا کچھ حصہ واپس مل گیا ہے۔ سراسر بناوٹ تھی۔ جو ظاہرداری کے لئے اختراع کی گئی۔ باوجود اس کے وہ اپنی پوزیشن کو خطرناک سمجھتی تھی۔ اور اس لئے ہر ممکن طریقہ پر اسے مضبوط بنانا ضروری سمجھتی تھی۔ اپنے بھتیجے سے اُسے حقیقی محبت تھی۔ اور بارہا دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس طبیعت کی عورتیں کسی رشتہ دار کے ساتھ گہری محبت رکھنے والی ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن اگر حقیقت میں اُسے اس کے ساتھ محبت نہ ہوتی۔ تو بھی وہ ظاہرداری کے لئے ضرور ایسا کرتی کیونکہ اُس کا وجود اُس کی اپنی حفاظت کے لئے بھی کچھ کم ضروری نہ تھا۔ درحقیقت اُس نے اُسے اپنے خیراتی کاموں کی شہرت کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ اور خود لوگوں کی نظروں میں زیادہ نیک اور پارسا بننے کے لئے وہ اپنے آپ کو اُن نیک افعال سے

بے خبر ظاہر کرتی تھی۔ وہ اس بارہ میں خاص طور پر خیال رکھتی۔ کہ جو کچھ میری طرف سے مذہب یا انسانیت کی بہتری کے لئے ہو اس کی خبر ضرور کلیرنس کے کانوں تک پہنچ جائے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ وہ بعض اور ذریعوں سے اسے بہت سے ایسے نیک کاموں کی شہرت کا ذریعہ بنا لیتی تھی۔ جن کا حقیقت میں کچھ بھی وجود نہ ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ کلیرنس جہاں کہیں جاتا۔ اپنی پھوپھی کی تعریف کرتا نہ تھکتا تھا۔ اور سچ پوچھئے تو وہ اپنے دل میں اُسے ویسا ہی نیک اور پارسا سمجھتا تھا جتنا کہ وہ اُسے ظاہر کرتا تھا۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار ایک ایسے بیان کی تصدیق کرے جس کی شہرت کا ذریعہ دوست ہوں۔ تو پھر اُس پر کسی کو حرف گیری کا امکان نہیں رہتا اور معاملہ کو اور بھی زیادہ اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس طریقہ پر دنیا کی نظروں میں مسز سلنگسبی اسی رنگ روپ میں پیش ہوتی تھی جس میں کلیرنس بے خبری کی حالت میں اُسے پیش کرتا تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اتنے مداح دوستوں اور رشتہ داروں کی موجودگی میں کسی شخص کو اُس کی بدگوئی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جن لوگوں کی طبیعتیں حد سے زیادہ کینہ توز اور شکی تھیں۔ انہیں بھی اتنی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ سر ہلا کر یا شانوں کو حرکت دے کر اس کے خلاف کچھ کہیں۔ کیونکہ اس کا اپنا بھتیجا اُسے ویسا ہی نیک ظاہر کر رہا تھا جتنا وہ بظاہر تھی۔

قاعدہ کی بات ہے کہ رشتہ دار پس پشت ایک دوسرے کی تعریف نہیں کرتے چنانچہ جب لوگ کلیرنس جیسے بے فکرے نوجوان کو اپنی پھوپھی کا اس قدر مداح دیکھتے۔ تو انہیں اس کی حقیقی خوبیوں کا کامل طور سے یقین ہو جاتا۔ غرض یہ اسباب تھے جو مسز سلنگسبی کو لوگوں کی بدگوئی سے محفوظ رکھنے والے ثابت ہو رہے تھے۔

جب اُس نے اپنے بھتیجے کو اپنے اغراض و مقاصد کے لئے اس قدر ضروری دیکھا۔ تو اُس نے اس کی نظروں میں نہ صرف اپنے آپ کو اور بھی زیادہ مقبول اور ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کی۔ بلکہ اس پر طرح طرح کی عنایات کر کے اس کے دل میں اپنے متعلق کشش پیدا کرنے کی بھی کوشش کرتی رہی۔ چنانچہ کلیرنس کو شکر گذار بنانے کے لئے ہی اس نے ایڈیلائس اور روزامنڈ کو اپنے ہاں پناہ دینا منظور کر لیا۔ اور اسی ذاتی غرض کو پیش نظر رکھ کر اس وقت اُس نے مالی امداد دینے کی تجویز سوچی۔ اُس قسم

کی اہمیت کو دوبالا کرنے کی غرض سے اس نے اپنے بھتیجے کو یہ بتایا کہ جہاں سے مجھے روپیہ ملتا ہے۔ اس میں میں نے تمہاری خاطر یہ رقم پیشگی وصول کر لی ہے۔ حالانکہ آمدنی کے اس ذریعہ کا کچھ بھی وجود نہ تھا۔ اور یہ ظاہر تھا کہ ان حالات میں کلیرنس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کتنی نیک نہاد عورت ہے کہ میرے فائدہ کے لئے خود تکلیف اٹھانا منظور کر لیتی ہے۔

ہمیں یقین ہے۔ اس تفصیل کی کیفیت سے ناظرین اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ اولڈ ڈگشن شریٹ کی یہ بیوہ عورت کس قدر مکار۔ دغاباز اور ریاکار تھی۔ بظاہر سکون اور اطمینان قائم رکھ کر اور اپنے چہرہ پر تقدس کی جھلک لئے ہوئے حقیقت میں وہ اپنے اندر انتہائی شہوانی جذبات اور ذاتی اغراض کا ہجوم رکھتی تھی۔ وہ ایک جیتے جاگتے چلتے پھرتے اور سانس لینے والے دروغ کا مجسمہ تھی۔ اس کا وجود مجسم دروغ تھا۔ لیکن باوجود اس کے وہ اپنی نیکی اور پارسائی کو اس قابل تعریف طریق پر قائم رکھتی۔ کہ اس کی حقیقی خصلت صرف دو شخصوں کو معلوم تھی۔ ایک جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ سرہنری کورٹنی کو دوسرے ایک اور شخص کو جس کا ہم سر دست نام نہیں لینا چاہتے۔

باب ۳۵ مجلس وعظ

سینٹ مارٹنز لین کے ایک مکان کی پہلی منزل کے وسیع کمرہ میں تین چار سو مرد عورتوں کا مجمع تھا۔ کمرہ کے ایک سرے پر ایک چبوترہ بنا ہوا تھا جس کے وسط میں ایک میز کے پیچھے کشادہ کرسی بچھی ہوئی تھی۔ اس چبوترہ پر بیٹھے ہوئے کئی یا تمکین چمکیلے۔ دبلے۔ پتلے آدمی جنہوں نے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ گلے میں سفید رومال باندھے گفتگو کر رہے تھے۔

کمرہ کے باقی حصہ میں ان لوگوں کے لئے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ جن کے پاس اگلی نشستوں کے ٹکٹ موجود تھے۔ جن کے پاس پچھلی نشستوں کے ٹکٹ تھے۔ ان کے لئے سادی بنچیں موجود تھیں۔

کتنی عجیب بات ہے کہ خانہ خدا میں بھی جہاں درحقیقت کوئی قومی یا سوشل امتیاز

نہ ہونا چاہیئے۔ اسی قسم کے اختلافات قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ گرجا کے اندر امیروں کی نشستیں جدا ہوتی ہیں۔ غریبوں کی جدا۔ اور یہی تفریق مذہبی مجالس میں پائی ہے۔ حیرت ہے کہ اس اختلاف کو قائم کرنے والے وہ لوگ ہیں جو دنیا کے سامنے آواز بلند کہتے ہیں۔ ہم ایک ایسے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں۔ جس کی رو سے سب لوگ خدا کی نظروں میں یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ تصنع اور ریاکاری کہیں دیکھی جاسکتی ہے! مترجم

جس کمرہ کا ہم نے ذکر کیا۔ اُس میں موم بتیاں روشن تھیں۔ اور دو آتشدانوں میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ کمرہ گرم تھا۔ کسی طرف سے سرد ہوا کے جھونکے نہیں لگتے تھے۔ اور فرش پر نرم گدے بچھے ہوئے تھے۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے۔ مذہبی رجحان کے لوگ سب سے زیادہ آسائش کے خواہاں ہوتے ہیں۔ چنانچہ جزائر جنوب میں انجیل کی اشاعت کرنے والی سوسائٹی کی جلسہ گاہ میں بھی حاضرین کی آسائش کا پورے طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

اگلی نشستوں کی دوسری قطار میں مسز سلنگسبی اور دونوں مس ٹارز بیٹھی تھیں۔ ان مذکورالذکر نے شناخت سے بچنے کے لئے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھ رکھی تھی۔ مسز سلنگسبی نے دونوں لڑکیوں کو جو اب تک اس وقت کے بعد کہ وہ اپنے والد کے گھر سے فرار ہو کر اس کے مکان میں پناہ گیر ہوئیں۔ اس کے پاس ہی رہتی تھیں اس بات پر مجبور کیا تھا کہ اس عابدانہ اور روح کو تقویت دینے والے جلسہ میں تمہیں بھی ضرور شریک ہونا چاہئے۔

ساڑھے چھ بجے کے قریب دو شخص جنہوں نے سفید جھنڈیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ کمرہ سے گذرے۔ ان کے پیچھے پیچھے ایک ٹھگنے قد کا مضبوط سیاہ رو آدمی چل رہا تھا۔ جو اپنے آپ کو نہایت حلیم اور مسکین ظاہر کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن جس کے بشرہ سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح محسوس کرتا ہے۔ کہ میری بدولت حاضرین میں سنسنی پیدا ہو رہی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس کی آمد سے حاضرین میں سنسنی پیدا ہو گئی۔ کیونکہ مردوں نے تالیاں بجانا اور فرش پر پاؤں مارنا شروع کر دیا۔ اور لیڈیوں نے اس طرح رومال ہلائے گویا یہ کسی فاتح جرنیل کی آمد کا نظارہ ہو جو دشمن کی کئی لاکھ فوج کو شکست دے آیا ہو۔

چبوترہ پر پہنچکر اس نے اُن سیاہ پوش شخصوں سے جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ ہاتھ ملایا۔ اور اس وقت حاضرین کے اندر اور بھی زیادہ سنسنی پیدا ہو گئی۔ بجائے اس کے کہ وہ سمجھتے

تھے کہ اتنی بڑی اہمیت رکھنے والے شخص کا عوام کے روبرو مصافحہ کرنا بھی بہت بڑی بات ہے۔

اس سے فارغ ہو کر شخص مذکور چند قدم پیچھے ہٹا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے بظاہر بڑی سرگرمی سے کمیٹی کے کسی سرکردہ ممبر کے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ پھر ایک شخص نے گنگناتے ہوئے لہجہ میں تجویز پیش کی۔ کہ سوسائٹی کے محترم پریسیڈنٹ مسٹر جونیتھن بگواش کرسی صدارت پر بیٹھیں۔

اس پر حاضرین کی طرف سے پھر چیئرز کا شور بلند ہوا۔ اور وہی سرخ چہرہ والا شخص جو بظاہر بگواش کے عجیب نام سے مشہور تھا اس طرح متعجب ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گویا اسے یہ اعزاز حاصل ہونے پر حیرت تھی اس کے بعد وہ میز کے پیچھے اس کشادہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس قسم کی آواز میں جیسے کوئی پیپہ کے اندر بند ہو کر بولتا ہو اس نے اپنے قابل عزت دوست پادری فاچی ساکنز سے افتتاح جلسہ کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی۔

مسٹر ساکنز ایک بظاہر حلیم آدمی تھا۔ اس نے زبانی کچھ دعا پڑھی جس کے دوران میں اس نے حاضرین کو بتایا۔ کہ بارگاہ عالی میں یہ سوسائٹی دوسری سوسائٹیوں کی نسبت زیادہ مقبول ہے۔ خاتمہ دعا پر صدر اجلاس نے اٹھ کر اس شام کے جلسہ کے مقاصد بیان کرنے شروع کئے۔ حالانکہ یہ مقاصد نہ صرف ہر ایک حاضر جلسہ بلکہ ہر راہ گیر کو جو سینٹ مارٹر لین میں سے گزرتا ہو اور دروازہ پر لگے ہوئے مفصل اشتہار کو پڑھتا آسانی معلوم ہو سکتے تھے۔

مسٹر جونیتھن بگواش نے سب سے پہلے اس بات پر اظہار شکر کیا۔ کہ مجھے اس جلسہ کا صدر تجویز کیا گیا۔ یہ اعزاز میرے لئے اس وجہ سے اور بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کہ بالکل خلاف توقع تھا!" (حالانکہ یہ امر سراسر جھوٹ تھا۔ کیونکہ تین دن پیشتر کمیٹی میں اس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہ جلسہ کا صدر کون ہو۔ مگر مذہبی حلقہ کے لوگوں میں اس قسم کی دروغ بیانی کو ہر طرح جائز سمجھ لیا جاتا ہے) سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا "میں اپنی ناقابلیت سے اچھی طرح واقف ہوں (آوازیں: نہیں نہیں) بے شک میں اپنے آپ کو ہر لحاظ سے ناقابل تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ خداوند خدا اس اہم فرض میں جو مجھ پر ڈالا گیا ہے۔ ہر طرح میرا مددگار ثابت ہوگا (اس پر پادری فاچی ساکنز

نے ایک خوفناک کھوکھلی آواز میں کہا آمین، بہرحال میں خواتین اور اصحاب کا - یا یوں کہنا چاہیے - کہ اپنے عیسائی بھائیوں اور بہنوں کا ان کی عنایات اور ان کی قدردانی کے لئے شکرگذار ہوں کہ انہوں نے اپنے طرزِ عمل سے مجھے کسی قابل سمجھا۔ (چیرز) اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کے ایک بعید حصہ سے کسی شرابی کی آواز آئی - بیٹا شاباش - اب کہہ بھی ڈالو، میرے لیے معزز حضار جلسہ کے روبرو یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس جلسہ کا مقصد ایک محترم بھائی (چیرز) کی زبانی اس ترقی کا حال سننا ہے۔ جو اس سوسائٹی کے کاموں نے حاصل کی - ہمارے وہ محترم بھائی جن کا میں نے ذکر کیا ہے حال میں (چیرز) تکلیف دہ (طویل چیرز) اور خطرناک (زوردار چیرز) مشن سے جس پر وہ جزائر جنوب میں گئے ہوئے تھے واپس آئے ہیں۔ (نہایت زوردار چیرز) اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کے بعید حصہ میں کھڑے ہوئے شرابی کی زبان سے شاباش کا لفظ سنائی دیا۔ میرے خیال میں یہ بتانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ میرا اشارہ اپنے معزز - محترم لائق - قابل قدر مستقل مزاج اور بہ صفت موصوف دوست مسٹر شیپ شینکس کی طرف ہے (چیرز) ان مختصر الفاظ کے ساتھ میں مسٹر شیپ شینکس کو اپنی تقریر کے لیے حضار جلسہ کے روبرو پیش کرتا ہوں" (طویل چیرز)

اتنی تقریر کر کے صاحب صدر جلسہ عرق عرق ہو کر پھر کرسی پر بیٹھ گئے لیکن تھوڑی دیر میں وہ ایک بار پھر اٹھے۔ گرجا کے ملازموں میں سے ایک نے چبوترہ کے عقبی حصہ میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھول دیا جس کے راستہ مسٹر جوشوا شیپ شینکس معتوا حضار کے روبرو پیش ہوئے۔

اس وقت اس کمرہ میں حاضرین کے اندر جو غیر معمولی اشتیاق پایا جاتا تھا اس کی کیفیت بیان کرنے کی کوشش فضول ہوگی۔ مرد بڑے زور سے چیرز دے رہے تھے۔ اور لیڈیوں نے اس زور سے رومال ہلائے کہ کمرہ میں سرد ہوا کا جھکڑ پیدا ہو گیا۔ بعید گوشہ میں بیٹھا ہوا شرابی بھی اس زور کے آوازے کسنے لگا کہ ایک عمر رسیدہ خاتون کو جو اس کے قریب بیٹھی تھی۔ یقیناً غش آجاتا۔ اگرچہ اس نے بعدازاں ایک دوست سے بیان کیا اس کے قریب بیٹھی ہوئی عورت کے پاس حسن اتفاق سے شراب کی ایک چھوٹی شیشی تھی جو اس نے مہربانی سے اس کے حوالہ کر دی۔

مسٹر شیپ شینکس ایک طویل القامت دبلا پتلا سانولے رنگ کا آدمی تھا۔ اس کے

سیاہ بال بڑی صفائی کے ساتھ پیشانی پر برش کئے ہوئے تھے اور تیز بھوری آنکھیں ہر وقت متحرک رہتی تھیں۔ عام طور سے اس کی نگاہ کسی مقام پر نہ جمتی تھی۔ اور اگر جمتی بھی تو سارے کمرہ کے اندر سب سے زیادہ حسین صورت کے چہرہ پر جمتی تھی۔

جب حاضرین میں سکون قائم ہو گیا۔ تو مسٹر بشپ شینکس تقریر کرنے کے لئے اٹھا سب سے پہلے اس نے حاضرین کا اس حقیقی عیسایانہ استقبال کے لئے شکریہ ادا کیا۔ جو انہوں نے کیا تھا۔ اور اس کے بعد اس مضمون پر تقریر شروع کی۔ جس کی نسبت اس نے کہا۔ کہ وہ ہم میں سے ہر شخص کو عزیز ہے۔ اس نے بیان کیا ۱۸۲۳ء میں اس سوسایٹی کی کمیٹی نے ارادہ کیا تھا۔ کہ ایک مشنری کو جزایر بحر جنوب میں ایسی ایشن کے معاہد کو عمل میں لانے کے لئے بھیجا جائے۔ اس کے لئے پالینولونڈ کی منظوری دی گئی تھی اور میں خود ہر قسم کے خطرات سے واقف اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ وحشیوں میں عیسائیت کی روشنی پھیلانے کا کام کتنا دشوار ہوتا ہے۔ یہ جانتا ہوا کہ ممکن ہے۔ وہ لوگ مجھے جان سے مار کر کھا جائیں۔ میں نے ذاتی ایثار سے کام لیکر وہاں جانا منظور کیا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ ایک فرانسیسی جہاز شربرگ سے تحقیقات کی غرض سے جزایر جنوب کی طرف جانیوالا ہے چنانچہ میں اس جہاز پر سوار ہونے کی غرض سے بندرگاہ مذکور میں پہنچا۔ بہت سی دشواریوں اور طوفانوں کے بعد جہاز راس امید میں پہنچا۔ اور وہاں سے جزایر جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ ۱۴ مارچ ۱۸۲۴ء کو یہ جہاز سکیزل لوکو کے خوشنما جزیرہ میں لنگر انداز ہوا۔ اور میں نے صحن پر دو زانو ہو کر خدا کا شکر یہ ادا کیا۔ جس کی عنایت سے میں اس مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں مجھے اپنی خدمات سرانجام دینا تھا۔ مجھ پر غیبی طور سے ایک فرح بخش اثر پیدا ہوا۔ اور میرا دل اس خیال سے بلیوں اچھلنے لگا کہ میں جاہل وحشیوں میں کسی قدر روشنی پھیلانے کا موجب ثابت ہونگا۔ ایک کشتی پانی میں اتاری گئی۔ اور کپتان تیسرا میٹ خزانچی اور میں ہم چاروں ساحل پر پہنچے۔ میں نے اپنے ساتھ انجیل لے لی۔ اور کپتان اور میٹ نے کچھ آئینے۔ بٹن اور کھلونے رکھ لئے۔ غیر پابند مذہب خزانچی کو شراب کی بوتل ساتھ رکھنے کی سوجھی۔

اس پر پادری ساکزر کے منہ سے ایک نوفناک کلمہ تاسف نکلا۔ جسے سنکر بگواش جو اپنی کرسی پر بیٹھا بیٹھا سو گیا تھا۔ چونک کر بیدار ہو گیا۔

مسٹر شیپ شینکس نے اور بھی زیادہ اہمیت کے لہجہ میں کہا "ہاں میرے عیسائی دوستو اس نے اپنے ساتھ شراب کی ایک بوتل لے لی ..."

اس پر اسی بعید گوشہ میں بیٹھے ہوئے شرابی نے پنکار کر کہا "میری رائے میں وہ بیوقوف نہ تھا"

"خاموش! خاموش!" مسٹر گواش نے آنکھیں ملتے ہوئے گلا پھاڑ کر کہا۔

عین اسوقت ایک شخص جو بظاہر کسی غیر ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا خوش پوش چہرہ پر بڑی بڑی مونچھیں۔ کمرہ کے وسط سے نکل کر پلیٹ فارم کیطرف بڑھا۔ وہ ہر بار تین قدم چل کر ایک چشمی عینک کے ذریعہ جو اس نے لگا رکھی تھی مسٹر شیپ شینکس کی صورت کو غور سے دیکھنے لگتا۔ اور معلوم ہوتا تھا اس کے دل میں کوئی خیال پیدا ہوا ہے پہلے وہ اسے غیر یقینی سمجھتا تھا لیکن جوں جوں وہ پلیٹ فارم کے قریب بڑھتا گیا اور جس قدر اس نے مسٹر شیپ شینکس کو زیادہ غور سے دیکھا اسی قدر اس کا شبہ رفع ہوتا گیا۔ اور اس کے خیالات مضبوط ہوتے گئے۔

آخرکار ٹھیک اس وقت جبکہ پادری شیپ شینکس جزیرہ سکوئیڈل اوکو کے متعلق اپنی داستان کا سلسلہ پھر شروع کرنے کو تھے یہ غیر ملکی اجنبی لپک کر پلیٹ فارم پر چڑھ گیا۔ اور پادری صاحب کے بالمقابل کھڑے ہو کر طنز آمیز لہجہ میں کہنے لگا "کیوں موسیو شپ سینگ کہئے مزاج کیسا ہے میں آپ سے ملکر بہت خوش ہوا"

اس اجنبی کو دیکھ کر مسٹر شیپ شینکس پر سخت اضطراب طاری ہو گیا۔ مگر جلد ہی اوسان بحال کر کے اس نے کہا "جناب معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو واقفیت کے معاملہ میں مجھ پر سبقت حاصل ہے۔ لیکن اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے وہاں ... ایبی امیرٹ دفتر میں تشریف لے چلیں۔ تو میں ..."

اجنبی قطع کلام کر کے بولا "موسیو شپ سینگ سبقت تو خود تمہیں مجھ پر حاصل ہے لیکن اطمینان رکھو۔ میں آئندہ اس کا موقع نہ آنے دونگا۔ مگر یہ تو کہو میڈم شپ سینگ اور ننھے شپ سینگ کا جو میرے مکان پر پیدا ہوا تھا کیا حال ہے؟"

اب پادری سالکنز خاموش نہ رہ سکے۔ انہوں نے اٹھ کر اجنبی کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر شیپ شینکس کیطرف اشارہ کر کے بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "جناب آپکو

غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ کی تو اب تک شادی نہیں ہوئی۔ اور نہ آپ کا کوئی بچہ ہے آپ عمر بھر کنوارا رہنے کا عہد کر چکے ہیں۔ اور ہر وقت نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں ...“

”اوہ! خدا کی قسم“ فرانسیسی نے جوش کے لہجہ میں کہا ”اگر ایسا ہے تو پھر یہ شخص میرے مکان پر کیوں آیا۔ اور اس نے مجھے کس لئے فریب دیا؟“

پادری سائکز مسٹر شیپ شینکس جیسے نیک نہاد شخص کے خلاف ایسی فضول تہمت سُن کر بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے گھبرا کر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور ان کے مُنہ سے نکلا ”اُف!“

اس لفظ کی گونج سارے کمرے میں پیدا ہو گئی۔ اور ہر شخص نے اس کی صدائے بازگشت میں حصہ لیا۔ کیونکہ جیسا ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ اس عجیب نظارہ نے ہر ایک آدمی میں غیر معمولی سنسنی پیدا کر دی تھی۔

یہ حالت دیکھ کر فرانسیسی بہت جھلایا۔ اور کہنے لگا ”یوں اوہ۔ اوہ کرنے سے کیا حاصل ہے۔ تم ذرا اس شخص شیپ شینک سے کہو میرے منہ کیطرف دیکھے اور...“

مسٹر نکو اش صدر جلسہ نے گرج کر کہا ”کوئی جا کر ایک سپاہی کو بلا لاؤ“

اس پر کئی آوازیں آئیں ”نہیں فرانسیسی کیساتھ انصاف ہونا چاہیئے“

فرانسیسی بولا ”بیشک ہونا چاہیئے۔ برطانیہ کی پبلک انصاف پسند ہے ضروری ہے کہ مجھ سے انصاف کیا جائے“

جبکہ وہ حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ مسٹر شیپ شینکس غیر معمولی تیزی سے اُسی دروازہ کی راہ سے جو چبوترہ کے پچھلی طرف بنا ہوا تھا چپ چاپ باہر نکل گئے۔

مسٹر نکو اش نے مشوش انداز سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا ”ہمارا محترم بھائی کہاں ہے؟“

مسٹر سائکز بولے ”معلوم ہوتا ہے یکایک اُن کی طبیعت علیل ہو گئی۔ خیر میں جا کر دیکھتا ہوں“

اتنا کہہ کر پادری صاحب بھی عابد مشنری کے پیچھے باہر نکل گئے۔

فرانسیسی نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے کہا۔" میں دراصل شربرگ میں ایک ہوٹل کا مالک ہوں ۱۸۳۳ء کے آغاز میں مسٹر شیپ شینکس وہاں پہنچا۔ اور قریباً دس مہینے میرے ہوٹل میں ٹھیرا۔ جہاں وہ کھلے دل سے روپیہ صرف کرتا رہا۔ کچھ عرصہ گذرنے پر وہ یکایک ہوٹل سے کہیں چلا گیا۔ مگر ایک ماہ کے بعد ایک جوان عورت کو ساتھ لیکر واپس آیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ میری بیوی ہے۔ جس کے بطن سے قریباً گیارہ ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا۔ مسٹر شیپ شینکس وہ عورت اور بچہ میرے ہوٹل میں ۱۸۱۶ء کے وسط تک ٹھیرے۔ اور پھر یکایک کہیں غائب ہو گئے۔ اُن کے نام میرے بل کی بہت بڑی رقم نکلتی تھی۔ لیکن جب اُن کے جانے پر اُن کے کمرہ کی تلاشی لی گئی۔ تو چند ایک ٹرنک پتھروں اور بھوسہ سے پُر ملے۔ کاروبار کے سلسلہ میں میرا لندن میں آنا ہو گیا میں اس راستہ سے گذر رہا تھا کہ اشتہار پر شیپ شینکس کا نام پڑھا۔ اور رفع استعجاب کے لئے کمرہ کے اندر چلا آیا۔ ۔"

جیسا کہ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس داستان کا حاضرین پر بڑا اثر ہوا اور اُن بظاہر نیک اور پاک روحوں میں جو اس تقریب پر جمع تھیں بڑی سنسنی پیدا ہو گئی۔ اور یہ امر تعجب خیز بھی نہیں۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کیا مسٹر شیپ شینکس کا جزائر بحر الجنوب میں جانا محض ایک فرضی امر تھا؟ کیا وہ حقیقت میں شربرگ سے آگے نہیں گیا۔ اور سوسائٹی کا روپیہ وہاں عیش پرستی کی زندگی میں ایک داشتہ کو پاس رکھ کر اڑاتا رہا؟ کیا اس دھوکے کو مکمل کرنے کے لئے ہی اُس نے یہ بتایا تھا۔ کہ میں نے ایک انگریزی جہاز میں نہیں بلکہ فرانسیسی جہاز میں سفر کیا؟ مختصر یہ کیا یہ شخص سخت جعلساز اور سوسائٹی کے سارے اراکین بیوقوف تھے؟

ان خیالات کی اُس وقت تصدیق ہو گئی۔ جب پادری سائکز یہ خبر لیکر واپس آئے کہ مسٹر شیپ شینکس سوسائٹی کے دفتر کے کسی حصہ میں بھی نظر نہیں آتے۔

اس ناگوار واقعہ سے مسز سلنگسبی بہت افسردہ ہوئی۔ اور دونوں حسین مس ٹارنر نہایت متعجب۔ چنانچہ جب یہ تینوں کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر جلسہ سے مکان کی طرف واپس ہوئیں۔ تو پارسا بیوہ راستہ بھر اس بارہ میں تقریر کرتی رہی کہ مسٹر شیپ شینکس کے ناواجب طرز عمل سے سوسائٹی کے نیک کام کو سخت ضرر پہنچا ہے۔

باب ۳۶ اوباش امیر اور اُس کی داشتہ

اس کے دوسرے دن قریباً بارہ بجے کا وقت تھا۔ کہ مسز سلنگسبی سر ہنری کو زلیخی کو اپنے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر سخت متعجب ہوئی۔

وہ کمرہ میں تنہا ہی تھی۔ اور اُسے یہ دیکھ کر بہت اضطراب پیدا ہوا۔ کہ اُس کے حقیقی آشنا۔ بظاہر محسن سر ہنری کے طرز عمل میں پریشانی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ چنانچہ جب وہ اُس سے ذرا فاصلہ پر ایک کرسی لیکر بیٹھ گیا۔ تو اس نے اُس سے پوچھا "ہنری کیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں آیا ہے؟"

بیرونٹ نے جواب دیا "نہیں مار تھا کوئی خاص واقعہ تو نہیں ہے۔ البتہ میں ایک اہم معاملہ پر تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

مسز سلنگسبی کی پریشانی اور بڑھی۔ اور اُس نے کہا "کہو میں توجہ سے سن رہی ہوں"

سر ہنری کہنے لگا "دیکھو خوف زدہ ہونے کی بات نہیں۔ کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ جو تمہیں یا مجھے پریشان کرنیوالا ہو۔ البتہ جو تجویز میں اس وقت تمہارے روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ کچھ ایسی ہے کہ کہتے ہوئے جھجک پیدا ہوتی ہے اور . . ."

"اُس صورت میں مہربانی سے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہڈالو۔ اور مجھے بتاؤ آج صبح اس قدر جلد تشریف آوری کیا معنی رکھتی ہے؟" خاتون مذکور نے بے صبری کے لہجہ میں کہا۔

بیرونٹ کہنے لگا "صبر سے کام لو۔ بات یہ ہے میرے دل میں ایک حسینہ کے متعلق عشق پیدا ہو گیا ہے۔ اور اگرچہ میں نے اس جذبہ کو دبانے کی بہت کوشش کی ہے۔ مگر وہ باوجود میری مخالفت کے دم بدم بڑھ رہا ہے"

"تمہارا اس سے کیا مطلب ہے؟ . . . تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" بیوہ عورت نے سخت متحیر ہو کر پوچھا۔

"یہ کیا حماقت تھی کہ تم نے اپنے گھر میں دو ایسی دلربا حسین لڑکیوں کو رہنے کا موقعہ دیا۔ جنہیں دیکھ کر . . ."

"ہنری کیا یہ ممکن ہے!" مسز سلنگبی نے کہا اور یکایک اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔

"یہ بالکل ممکن ہے کہ میرے دل میں روزامنڈ مارنر کے متعلق ایک ناقابل مغلوب جذبہ محبت پیدا ہو جائے" بیرونٹ نے اب معاملہ کو راہ پر آتے دیکھ کر اور بھی زیادہ جرات سے کام لیکر کہا۔

"یہ گفتگو اور میرے سامنے!" بیوہ عورت نے کھلو کھلی آواز میں بڑبڑا کر کہا۔ اور اسکے ساتھ ہی اس کے چہرہ پر مارے غصّہ کے ارغوانی رنگت چھا گئی۔ اگرچہ اُس نے احتیاطاً اپنے جوش کو ضبط کئے رکھا۔

بیرونٹ نے جواب دیا "میں نے خصوصیت کے ساتھ اس لئے تمہارے روبرو اس معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ کہ میں تمہیں سے امداد کا طالب ہوں"

"مجھ سے!" بیوہ عورت نے چیخ کر کہا۔

بیرونٹ بولا "دیکھو شور وغل سے گھر میں اوروں کو خبر ہو جائے گی۔ بہتر یہی ہے چپ چاپ میری گفتگو کو سنو"

"اچھا کہو" مسز سلنگبی نے پھر ایک بار ضبط سے کام لیکر کہا۔

سر ہنری کورٹنی نے اپنی کرسی اس جگہ کے قریب سرکا کر جہاں اُس کی داشتہ بیٹھی تھی۔ کہا "تم جانتی ہو۔ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ باوجود ہر ممکن جدوجہد کے اپنے رجحان کو دبا نہیں سکتیں۔ تمہاری اپنی فطرت کا یہی خاصہ ہے۔ اور میں بھی تم سے زیادہ پاکباز نہیں ہوں۔ تمہارے لئے پاکباز رہنا غیر ممکن ہوتا۔ کیونکہ تمہارے جذبات تیز ہیں۔ کہ اگر انہیں فرو نہ کیا جائے۔ تو تمہاری ذات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے . . ."

بیوہ عورت نے تلخی کے لہجہ میں پوچھا "آخر آج میری ان کمزوریوں کے متعلق یہ پند و نصیحت کیا معنی رکھتی ہے؟"

وہ بولا "میں اس سے محض یہ جتلانا چاہتا ہوں۔ کہ کمزوری فطرت انسانی کا خاصہ ہے میں نے روزامنڈ کو صرف تین بار دیکھا ہے۔ اور ہمارے درمیان شاید دس بارہ لفظوں سے زیادہ گفتگو نہیں ہوئی۔ مگر اتنے میں یہ حالت ہے کہ میں اپنی خواہشات

کے زیر اثر دیوانہ ہوا جاتا ہوں - میرے جذبات میرے سینے میں ایسی آگ بھڑکا رہے ہیں جسے صرف اُس کا وصل ہی فرو کر سکتا ہے - میں پھر تم سے کہتا ہوں - میں نے اُن جذبات کو مغلوب کرنے کی بہت کوشش کی ہے - سب سے پہلے اپنی خاطر... اُس کے بعد خود اُس کی خاطر.. اور سب سے زیادہ تمہاری خاطر مگر افسوس نتیجہ کچھ نہیں نکلا" پھر اُس نے اپنی تیز نگاہ کو اس طریق پر اُسکے چہرہ پر جما کر گویا اُس کے دلی خیالات معلوم کرنے کا آرزومند ہے کہا "ایک دنیادار عورت کی حیثیت میں تم اس بات کو بھی آسانی سمجھ سکتی ہو - کہ یہ سراسر غیر ممکن ہے - میں ہمیشہ تمہارا ہی وفادار ہو کر رہوں"

"میں تمہارا اس صاف بیانی کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں" بیوہ عورت نے نہایت تلخ اور طنز آمیز لہجہ میں کہا -

بیرونٹ پُرسکون لفظوں میں کہنے لگا "یہ میرے موجودہ اقرار کی یہی خوبی ہے مگر دیکھو تم نادان نہ بنو - اور ناحق پریشان نہ ہو - تم جانتی ہو میں اپنے جذبات کو مغلوب نہیں کر سکتا - نہ اپنی خواہشات پر قابو پا سکتا ہوں - اور اس بارہ میں میری حالت بڑی حد تک خود تم سے مشابہ ہے اسلئے تمہاری اپنی بہتری اسی میں ہے کہ تم اس کام میں مجھے مدد دو"

"یعنی اس دوشیزہ کی عصمت ریزی کے کام میں - جو اس لڑکی کی [illegible] ہے - جس کے ساتھ میرے اپنے بھتیجے کی شادی ہونے والی ہے" مسز سلنگسبی نے اپنے آشنا کی طرف خشمگین نظر سے دیکھ کر کہا -

سر ہنری کہنے لگا "دیکھو مارتھا میری بات سنو میرے اندر یہ جذبہ محبت... یا عشق ... یا جو کچھ بھی تم اسے چاہو کہہ لو - پیدا ہو چکا ہے - میں سمجھتا ہوں - میں اس پر قابو پانے سے قاصر ہوں - روپیہ یا محنت کتنی بھی صرف ہو - میں اس جذبہ کو پورا کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جس شخص کو بیس ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہو - وہ اگر چاہے تو اس قسم کے یا اور معاملات میں بھی خواہشات کو پورا کرنیکا حق رکھتا ہے ..."

"مگر یہ سراسر دیوانگی ہے" بیوہ عورت نے چلا کر کہا "اور اگر میں تمہاری اس تجویز میں مدد دینا منظور بھی کر لوں - تو انجام اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ ہم دونوں کا راز فاش ہو جائے گا"

"مطلق نہیں" بیرونٹ نے جواب دیا "میرے پاس اس کے لئے نہایت محفوظ وسائل موجود ہیں اور ساری کارروائی پوری احتیاط کے ساتھ عمل میں لائی جا سکتی ہے کل میں نے تمہیں ایک ہزار پونڈ دیئے تھے۔ یہ سب سے بڑی رقم ہے۔ جو میں نے کسی ایک موقعہ پر تمہیں دی۔ لیکن اگر روزامنڈ سے میرا وصل ہو جائے۔ تو دو ہزار کا چک اس کے علاوہ پیش کر سکتا ہوں"

مسز سنگبی نے خوف زدہ لہجہ میں پوچھا "تم اس سے شادی تو نہیں کرنا چاہتے؟"

بیرونٹ کہنے لگا "دراس کے نہ ملنے سے بصورت آخر شادی کر لینا ہی بہتر ہوگا"

بیوہ عورت نے کہا "یہ سراسر لغو ہے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ تمہارے دل میں ایک جوان لڑکی کے متعلق جسے تم نے صرف تین مرتبہ دیکھا ہے۔ اتنا مضبوط جذبہ محبت پیدا ہو گیا ہو؟"

سر ہنری کہنے لگا "تم مانو یا نہ مانو۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے۔ لیکن تمہارے ساتھ مجھے جو محبت ہے اس میں اور اس لڑکی کے متعلق میرے خیالات میں بہت فرق ہے تم بڑی حد تک اس لئے میرے واسطے ضروری ہے کہ ایک ملنسار رفیق۔ اور قابل قدر عورت ہو۔ وہ ایک بچی۔۔۔ مگر بہت خوبصورت بچی ہے۔ اس کے علاوہ میرے دل میں اس کے لئے جو اشتیاق پیدا ہوا ہے۔ میں اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ میرا ارادہ مصمم ہے اور آخری فیصلہ اس پر ہے کہ تم مجھے مدد دو یا نہ دو۔ میں اپنے مدعا کو ضرور پیدا کر کے رہوں گا"

"اگر تمہارا ارادہ اتنا ہی مضبوط ہے۔۔۔"

"ہاں ہے!"

"تو میرے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں۔ کہ تمہیں اس مشکل اور خطرناک کام میں مدد دوں" مسز سنگبی نے اپنے دل کو اس خیال سے تسلی دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان خدمات کے بدلے دو ہزار پونڈ تو بہرحال مل رہیں گے۔ پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگی "مگر جب میں اس معاملہ پہ اچھی طرح غور کرتی ہوں تو مجھے اپنے خوفناک مشکلات نظر آتی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر میں بے اختیار جھجک جاتی ہوں۔ فرض کرو اگر ہمارا راز فاش ہو گیا تو ہماری۔۔۔"

"... ریاکاری دنیا پر ظاہر ہو جائے گی؟" بیرونٹ نے فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارے اور میرے درمیان بہرحال کسی طرح کی پردہ پوشی نہ ہونی چاہیے۔"

"خیر ریاکاری ہی سہی"، گنہگار خاتون نے جواب دیا۔ پھر وہ کہنے لگی "اس ریاکاری کے ظاہر ہونے سے میری ذات دنیا کی نظروں میں اپنی حقیقی عریانی میں پیش ہو جائے گی اور لوگ ہمارے ناجائز تعلق کو فوراً جان لیں گے۔"

بیرونٹ کہنے لگا "یہ ٹھیک ہے۔ مگر دور اندیشی سے کام لیکر ان سب اندیشوں کا تدارک ممکن ہے۔ افشائے راز کا خوف صرف تمہیں کو نہیں مجھ کو بھی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ خود بدنام ہوں یا تمہیں کسی الجھن میں ڈالوں۔ ہماری دوستی برسوں سے چلی آتی ہے۔ اور دنیا کو اس کے متعلق بعید ترین شبہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ ہم کوشش کرینگے کہ آئندہ بھی معاملہ اسی طرح بنا رہے۔"

"آخر تمہارے نزدیک ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟" بیوہ عورت نے پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کار عظیم کے خطرات کو سوچکر اس کے بدن میں کپکپی پیدا ہو گئی۔

سر ہنری نے جواب دیا "طریقہ یہ [illegible] دل پر اثر ڈالا جائے۔ تمہارے جیسی دنیادار تجربہ کار عورت کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے۔ تم [illegible] کے دل میں ایسے خیالات پیدا کرو ... اس کی ان خواہشات کو [illegible]"

مسز [illegible] بیچ میں قطع کلام کرکے کہنے لگی "ان باتوں کو کہہ لینا سہل مگر کرنا [illegible] ہے [illegible]"

[illegible] دھا اس سے دونوں بہنیں ہر وقت پاس رہتی ہیں۔"

سر ہنری نے کہا "تم باآسانی کوئی ذریعہ اختراع کر لوگی۔ ایڈیلائیس کو دو تین گھنٹے دوسرے کمرہ میں بھیجکر روزامنڈ سے خلوت میں گفتگو کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ اگر تم نے اس کام کو دلی شوق سے کیا تو کچھ بھی دشواری پیش نہیں آ سکتی۔"

"مگر یہ تو سوچو۔ دس دن کے عرصہ میں ایڈیلائیس کی کلیرنس سے شادی ہو جائے گی اور تجویز یہ ہے کہ دونوں بہنیں اس کے ساتھ ٹاورز کاسل میں جاکر اپنے والد سے معافی کی خواستگار ہوں۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد روزامنڈ ہمیشہ کے لئے میرے مکان سے رخصت ہو جائے گی۔"

اوباش اور شہوت پرست بیرونٹ نے اصرار کے لہجہ میں کہا "پھر کیا ہوا

دس دن کا عرصہ کسی پاکباز دل میں نئی خواہشات . . . تیز جذبات اور پُرشوق ارادے پیدا کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔"

"اُف! ظالم ایک عصمت مآب حسینہ کے خلاف ایسی خوفناک تجاویز کس قدر سکون کے ساتھ پیش کر رہا ہے!

مسز سلنگسبی بولی "میرا اپنا یہ خیال نہیں۔ اگر میں نے اس معاملہ میں زیادہ جلد بازی سے کام لیا۔ تو اُس کی خواہشات بھڑکنے کی بجائے اُلٹا اس کے خوف زدہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس کے علاوہ تم ساری دنیا کا اندازہ اپنی ذات یا میری کمزوریوں سے کرتے ہو ہنری میں لاکھ کمزور اور گنہگار سہی۔ اتنا سچے دل سے کہتی ہوں کہ عورت کی ذات یہاں اس سے بہت زیادہ پختگی مضمر ہے۔ جتنا تم خیال کرتے ہو۔"

ان آخری لفظوں کو سن کر سر ہنری نے زور کا قہقہہ لگایا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹوپی ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنے لگا "بہر حال میری پیاری مارتھا کام ایسے طرح پر ہونا چاہیئے کہ میں تھوڑے دنوں میں تمہیں چیک دینے کے قابل ہو جاؤں۔"

اس نے ایک بوسہ دیا۔ اور اس کے بعد اپنی اس کوشش کی کامیابی پر خوش۔ جس کی بدولت اُس نے اپنی داشتہ کو نیک نہاد پاکباز اور حسین روزا منڈا کے خلاف خوفناک منصوبوں کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ اُس مکان سے رخصت ہوا۔

باب ۲۳ ٹام رین اور حبیب

سینچر کی شام تھی۔ کہ رین فورڈ لمبے سفید کوٹ میں لپٹا ہوا گلے میں اونی گلوبند اس طرح پہنے کہ وہ اُس کی ناک تک پہنچا تھا۔ گریزان لین میں سے گذرتا نظر آیا یکایک اُسے معلوم ہوا۔ کسی نے پیچھے سے میرا کوٹ کھینچا ہے۔

اس نے مڑ کر دیکھا تو اولڈ ڈیتھ کا معتمد کارکن حبیب نظر آیا۔

ٹام نے ایسے لہجہ میں جس کے اندر غصہ کی حقیقی نہیں۔ بلکہ مصنوعی جھلک پائی جاتی تھی . . . کیونکہ باطناً وہ اتنا فیاض تھا۔ کہ اُس کے نزدیک ایک ردر ولفنور دائم

المریض لڑکے کے خلاف جسے وہ اپنی دشمنی کے ناقابل سمجھتا تھا کینہ آمیز خیالات رکھتا کسر شان میں داخل تھا۔ کہنے لگا "کیوں بدمعاش کہاں پھرتا ہے؟ اور تین چار دن پیشتر میرے مکان میں داخل ہونے کی سازش میں حصہ لینے کے بعد مجھے چھیڑنے کی جرأت کیا معنی رکھتی ہے؟"

وہ کہنے لگا "مسٹر رین فورڈ میں معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ جانتے ہیں میرا قصور بہت ہی کم تھا۔ میں اُس شخص کی اطاعت پر مجبور تھا۔ جس کا میں روٹی کے لئے دست نگر ہوں۔ مگر اے صاحب کیا آپ کو معلوم ہے اُس کا کیا حشر ہوا؟ مسٹر رین فورڈ میں محسوس کرتا ہوں۔ وہ آپ کے ہاتھوں سزا پانے کا مستحق تھا۔ لیکن۔ لیکن۔ معاف فرمایئے۔ میں امید کرتا ہوں . . ."

رہزن نے گہری کھلی کھلی آواز میں کہا "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو۔ کہ میں نے جان سے مار دیا؟ کیا تم مجھے ایسا آدمی سمجھتے ہو۔ کہ میں عمداً جرم کا مرتکب ہوں؟ ہرگز نہیں بالکل نہیں۔" لڑکے نے جواب دیا "اگرچہ باوجود اس کے . . ."

"کیا؟" رین فورڈ نے پوچھا۔

جیک بولا "اس بات کا تعجب ہے۔ کہ وہ ان مقامات پر جہاں ملا کرتا تھا نظر نہیں آتا"

رین فورڈ یکایک کہنے لگا "تم میرے ساتھ چلے آؤ۔ یوں بازار میں کھڑے رہ کر باتیں کرنا اچھا نہیں۔ اور میں تم سے کچھ گفتگو بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے خیال میں یہاں پاس ہی کوئی سرائے یا شراب خانہ ہے۔ جہاں ہم دو گھنٹے علیحدگی میں گفتگو کر سکیں؟"

جیک نے لمحہ بھر سوچ کر کہا "ہاں ہے۔ آیئے اس طرف کو تشریف لایئے"

وہ چلتا ہوا ایک تنگ و تاریک گلی میں مڑا جسے بالڈون گارڈنز کہتے ہیں وہ رہزن کو ساتھ لئے ایک ادنٰے قسم کے شراب خانہ میں داخل ہوا۔ جہاں ان دونوں کو دوسری منزل پر ایک علیحدہ کمرہ مل گیا۔

رین فورڈ نے ملازم کو آتشدان میں آگ جلانے اور ایک بوتل شراب لانے کا حکم دیا۔ پھر جب ان احکام کی تعمیل کر دی گئی تو اُس نے جیک سے گفتگو شروع کی۔

حتی الامکان سکون کا انداز اختیار کرکے وہ کہنے لگا "تم نے اولڈ ڈیتھ کے متعلق کوئی خبر نہیں سنی؟"

"بالکل نہیں۔" جیکب نے جواب دیا "آج صبح ایک شخص جس کا نام جوش پیٹلر ہے بس کے مکان پر آیا تھا۔ اور اس نے ٹم ومی سینئر نامی ایک چور کے متعلق جو کل عدالت میں پیش کیا جائے گا مسٹر بونز سے ملنا چاہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ بونز نے اسے رہا کر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب پیٹلر کو معلوم ہوا۔ کہ ہم نے دو تین دن سے بونز کو نہیں دیکھا۔ تو وہ بہت گھبرایا۔ اور کہنے لگا۔ تم ضرور مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔ وہ کہتا تھا۔ میں نے بونز کو جو روپیہ دیا۔ وہ اسے اپنے پاس رکھ کر کام کو دست انداز کرنا چاہتا ہے۔ اس کے قریباً ایک گھنٹہ بعد ایک جوان لڑکی آئی۔ وہ کہنے لگی۔ میں ٹم ومی سینئر کی بیوی ہوں۔ لوگ اسے مٹل فیس سال کے نام سے پکارتے ہیں اس نے وہ چیخ پکار شروع کی کہ توبہ!"

ریڈفورڈ تھوڑی دیر گہری فکر میں رہا۔ اور اس کے بعد اس نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس لڑکے کو اولڈ ڈیتھ کے مکانات واقع ٹرن مل سٹریٹ اور ریڈ لائین سٹریٹ کا کہاں تک علم ہے۔ اس نے پوچھا "کیا تم مسٹر مارش نام کے کسی شخص سے واقف ہو؟"

جیکب بولا "میں نے اس کا فقط نام سنا ہے۔ صورت سے واقف نہیں ہوں۔ وہ چوری کا مال خریدتا اور کلرکن ویل میں کسی مقام پر رہتا ہے لیکن مسٹر ریڈفورڈ آپ یہ بتایئے اولڈ ڈیتھ کے متعلق آپ کو کچھ معلوم ہے یا نہیں؟"

ریڈفورڈ نے کہا "میرے اچھے لڑکے مجھے اس کے متعلق کسی قسم کے حالات کا علم نہیں۔ مگر تم اسے اتنا کیوں یاد کرتے ہو۔ یقیناً وہ تم سے مہربانی کا سلوک کرتا تھا؟"

"بہت ٹھیک ہے۔" جیکب نے ایک ایسے لہجہ میں جس کے اندر صداقت کی حقیقی جھلک موجود تھی۔ کہا "لیکن میں اپنے گزارہ کے لئے اسی کا دست نگر تھا۔ اور میرے لئے آئندہ گزر اوقات کی صورت سوا اس کے اور کچھ نہ ہوگی کہ اب پھر وہی کرنا شروع کروں جیسا کبھی کیا کرتا تھا..."

فقرہ پورا کئے بغیر ہی چھوڑ کر رونے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر ٹام رین کے دل پر بہت اثر ہوا اور وہ کہنے لگا "اگر تمہیں اس بات کی فکر ہے۔ کہ مجھے کھانے کو کہاں سے ملیگا۔ تو اس بارہ میں ہر قسم کا اندیشہ...

کم از کم موجودہ حالات میں دل سے دور کر دو" اور یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے پونڈوں کی
تھیلی بھر کر میز پر ڈال دی۔

جیکب کی آنکھوں میں چکا چوند پیدا ہو گئی اور وہ کہنے لگا "یہ میرے لئے ہیں؟"

"ہاں یہ تمہارا ہی مال ہے۔" رہزن نے جواب دیا "مگر اس شرط پر کہ تم مجھے بتا دو سارلٹ
ڈیتھ کو میرے سابقہ مکان واقع لاکس فیلڈس کا کیونکر علم ہوا اور وہ تمہیں اور اس بزدل رزن
میڈو بی منس کو ساتھ لیکر کس لئے وہاں پہنچا؟"

جیکب کہنے لگا "مسٹر ربن ووڈ میں آپکو سارے حالات یعنی جو کچھ مجھے معلوم ہے بتا دیتا
ہوں۔" پھر وہ ذرا آواز دبا کر کہنے لگا "لیکن اس سے تو الٹا یہ ثابت ہوگا کہ میں کسی طرف سے
کسی مہربانی کے سلوک کا مستحق نہیں۔"

فیاض دل رہزن نے کہا "تم اگر اس شخص کا حکم ماننے پر مجبور تھے جو تمہارا روزی رساں تھا تو اسکے
لئے میں تمہیں قصوروار نہیں قرار دیتا۔ لہذا تم اس نقدی کو جمع کر لو اور جو کچھ بتانے لائق تمہیں معلوم ہو کہہ ڈالو"

جس وقت جیکب سونے کے سکوں کو سمیٹ رہا تھا اس کی آنکھوں میں غیر معمولی چمک اور
رخساروں پر سرخی کی جھلک پیدا ہو گئی۔ نقدی کو جیبوں میں بھر کر وہ کہنے لگا "مسٹر ربن ووڈ
میں آپ کو اس سے بہت زیادہ حالات بتا سکوں گا جن کی آپ کو مجھ سے امید ہے اور اگر آپ کل حالات
سننا چاہیں۔ تو مجھے لاکس فیلڈس والی رات سے بہت پہلے ابتدا کرنی ہوگی۔"

ٹام ایک سگار سلگا کر کہنے لگا "تم ابتدا ہی سے شروع کرو۔ یہ لو تمہارے لئے شراب کا گلاس
موجود ہے۔ اسے پی لو اور پھر سارے حالات بیان کر ڈالو۔ مگر دیکھو۔ میں پھر خبردار کرتا ہوں۔ سوا
حقیقت حال کے کوئی امر بیان نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی۔ تو میں بہت
جلد اسے معلوم کر لوں گا۔"

لڑکے نے کہا "مسٹر ربن ووڈ۔ اطمینان رکھئے۔ میں ہرگز آپ کو دھوکا نہیں دوں گا۔ بلکہ آپ
کو اس بات کا یقین دلا دوں گا کہ میں بالکل سچ سچ بیان کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میری خواہش
نہ ہو۔ تو بھی اپنی غرض کی غرض سے آپ کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔ اچھا اب سنئے۔ آپ کو وہ
دن یاد ہے جب آپ کو بو سٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اولڈ ڈیتھ نے مجھ سے کہا تھا جب
آپ کلارک کے شراب خانہ سے نکلیں تو میں آپ کے پیچھے لگ جاؤں اور معلوم کروں۔ آپ کہاں رہتے
ہیں۔ یا اس کے علاوہ جو کچھ باتیں آپ کے متعلق معلوم ہو سکیں۔ دریافت کروں۔"

"مگر کس لئے؟" ٹام نے پوچھا۔

جیکب بولا "اس وقت اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ مگر بعد کے حالات سے میں معلوم کر چکا ہوں کہ بات کیا تھی اور اسے آپ خود بھی رفتہ رفتہ معلوم کر لیں گے۔ خیر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا گیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کو سراغرساں ڈوانکس نے گرفتار کر لیا جس کی اطلاع میں نے اولڈ ڈوتیھ کو جنس کے مکان پر دی۔ وہ وہاں سے اٹھ کر ڈاکٹر اور برٹن شا کو بلانے گیا جنہوں نے آپ کا ضامن بننا منظور کیا۔ اس کے بعد میرے سپرد یہ کام ہوا کہ عدالت کے آس پاس رہ کر معلوم کروں۔ آپ کہاں جاتے ہیں۔ آپ پال مال کو گئے اور واپس آئے۔ اس وقت بھی میں آپ کے پیچھے پیچھے لگا ہوا تھا۔ پھر جب اس مقدمہ کا مقدمہ ختم ہوا۔ تو کسی طرح آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے"۔

ٹام نے پوچھا "تم نے اس کی اطلاع اولڈ ڈوتیھ کو دے دی؟"

جیکب بولا "ہاں۔ کیونکہ میرا کام ہی یہ تھا۔ اس کے دو تین دن بعد پھر مجھے آپکے تعاقب میں لگایا گیا اور ایک روز سہ پہر کو جب آپ جنس کے مکان سے رخصت ہوتے۔ تو میں مسٹر جینڈ کے قہوہ خانہ تک آپکے پیچھے پیچھے گیا۔ وہاں آپ قریباً دو گھنٹے ٹھہرے اور اس کے بعد ایک طویل القامت شکیل نوجوان کے ساتھ باہر نکلے"۔

"مجھے یاد ہے"۔ رینڈن نے کہا۔ "وہ کلیرنس ولیرز تھا لیکن خیر تم اپنا قصہ بیان کئے جاؤ"۔

جیکب بولا۔ "میں یہ سب تفصیلات صرف اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ آپ کو میرے سچ جھوٹ کا یقین ہو جائے۔ خیر مسٹر جینڈ سے میں آپ کے اور اس شخص کے پیچھے پیچھے سینٹ جیمز سٹریٹ تک گیا۔ وہاں آپ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے امفیٹ اینڈ کیسل نامی سرائے تک گیا۔ جہاں پر ایک جوان عورت اور لڑکا آپ سے ملے"۔

رینڈن جیکب کی داستان میں اب زیادہ دلچسپی لینے لگا تھا۔ کیونکہ اس کا بیان کردہ ہر ایک واقعہ صداقت کا مزید ثبوت مہیا کر رہا تھا۔ کہنے لگا "ہاں وہ لڑکا چارلی ولکنس تھا"۔

جیکب نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "خیر آپ اس خاتون اور لڑکے سے ملے اور جس وقت آپ ایک جوہری کی دوکان کے سامنے ٹھہرے۔ تو اس خاتون نے اپنی نقاب ہٹائی۔ اور میں نے اسے فوراً پہچان لیا"۔

"آہ!" ٹام نے یکایک اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا۔

جلیب بولا "میں نے پہچان لیا۔ کہ وہ مس ہنٹر فورڈ تھی۔۔۔ مگر کیا آپ خفا ہو گئے ہیں؟ کیا میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نکل گیا ہے۔ جو آپ کو ناراض کرنے کا موجب ہوا؟"

"نہیں جلیب نہیں" رینزن نے کہا۔ اور اب وہ سیاہ بادل جو اس کے چہرہ پر چھا گیا تھا یکایک دور ہو گیا "تم بیان کئے جاؤ"

"اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ اس خاتون اور لڑکے سمیت دوکان کے اندر داخل ہوئے اور بندوں کی جوڑی خریدی۔ جسے آپ نے اس خاتون کے روبرو پیش کیا اور پھر جب آپ دوکان سے باہر نکلے تو میں نے آپ کی زبانی یہ الفاظ سنے۔ یہ ان ہیروں کا معاوضہ ہے۔ جو میں نے تم سے واپس کرائے تھے۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ مگر آپ کے الفاظ اسی قسم کے تھے"

رینزفورڈ بولا "ہاں مجھے یاد ہے۔ میں نے اس قسم کے الفاظ کہے تھے۔ مگر کیا بات ہے میں نے اس عرصہ میں بالکل تمہاری صورت نہیں دیکھی؟"

لڑکے نے جواب دیا "میں ہمیشہ بڑی احتیاط کے ساتھ کام کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ کو اس بات کا شبہ نہ تھا کہ کوئی میری نگرانی کر رہا ہے"

شام کچھ سوچ کر کہنے لگا "ٹھیک ہے۔ اچھا تو تم نے یہ سب واقعات اولڈ ڈیتھ سے بیان کر دیئے؟"

"میں آپ کے پیچھے پیچھے کرس فیلڈ پس تک گیا۔ اور وہاں سے سیون ڈائلز کو واپس آیا جہاں پر میں نے مسٹر بوتز اور مسز جبس کو سارے حالات سے واقف کر دیا"

رینزن نے پوچھا "پھر انہوں نے کیا کہا؟ جلیب مجھے سارے حالات سے واقف کر دو"

"انہیں یہ جان کر بہت تعجب ہوا۔ کہ آپ کا اس عورت سے اتنا گہرا تعلق ہے۔۔۔"

جلیب پھر یکایک رک گیا۔ کیونکہ دوبارہ اسے شام رین کے چہرہ پر ایک تاریک بادل چھایا ہوا نظر آیا۔

رینزن نے دیکھا کہ لڑکا خوف زدہ ہو رہا ہے۔ اس کے اطمینان کی غرض سے کہنے لگا "جلیب تم بیان کئے جاؤ۔ مجھے کبھی کبھی کچھ تکلیف پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس کا مضائقہ نہیں تم ذکر اس بات کا کر رہے تھے کہ اولڈ ڈیتھ اور وہ قابل نفرت عورت مسز جبس اس

واقعہ پر بہت متعجب ہوئے۔ ہاں پھر انہوں نے کیا کہا؟

جیکب نے ڈرتے ڈرتے کہا: انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے یا اس خاتون نے جوہری کی دوکان سے کوئی چیز نظر بچا کر اٹھائی تھی لیکن میں نے جواب دیا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔

رینرٹن کے ہونٹوں پر نفرت آمیز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ زور زور سے سگار کے کش لینے لگا وہ بظاہر اس وقت کسی گہری سوچ میں تھا۔

اسے اس حالت میں دیکھ کر جیکب بھی خاموش رہا۔ اور آخرکار جب چند منٹ اسی طرح گذر گئے۔ تو اس نے کہا "میں اس داستان کو آگے جاری رکھوں یا بند کر دوں؟"

"ضرور جاری رکھو" ٹام نے اس کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔

جیکب بولا: "اس کے دوسرے دن رات کے وقت جب میں مسٹر برنز کے ہمراہ سوتھیمپٹن رو رسل سکویر میں چل رہا تھا میں نے مس استھر ڈی مڈنیا کو ایک دوکان میں کھڑے دیکھا۔۔۔"

"جہاں ایک ڈاک خانہ بھی ہے؟" رینرٹن نے قطع کلام کر کے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہی" جیکب نے سلسلہ بیان جاری رکھکر جواب دیا: "اور وہ اس وقت ایک خط پڑھ رہی تھی۔ وہاں سے وہ ہولبورن کے ڈاکخانہ کیطرف گئی۔ اور میں اولڈ ڈیتھ کے ہمراہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ وہ اپنے ہمراہ ایک خط لائی تھی۔ اسے اس نے ڈاک میں ڈال دیا۔ میں اس کے قریب پہنچا اور عین اس وقت جب وہ اس خط کو لیٹر بکس میں ڈالنے لگی۔ میں نے اس کا سرنامہ پڑھ لیا۔"

"اور وہ کیا تھا؟" رین فورڈ نے پوچھا۔

جواب ڈاک ٹی۔ آر نمبر ۲۵ بریڈان سٹریٹ اکس فیلڈس۔"

"اور یقیناً تم نے اس کی خبر بھی اولڈ ڈیتھ کو دی ہوگی؟"

"جی ہاں۔ اور اس نے مجھے حکم دیا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا کر معلوم کروں وہ کہاں رہتی ہے۔ میں نے اس کی سکونت گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں دریافت کی علاوہ پھر جس کے مکان پر لوٹ کر اس کی اطلاع بھی مسٹر برنز کو دی۔ وہ بہت خوش ہوا اور اس کے تھوڑی ہی دیر بعد آپ آگئے۔ اس نے آپ کو اس کام پر آمادہ کیا کہ سٹرنز ہل پر ایک تاجر اور اس کی بیوی کی گاڑی گذرنے والی ہے۔ اسے روکا جائے مگر

جلدی ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ در حقیقت آپکو ٹالنے کا بہانہ تھا۔"

رین فورڈ بولا "میرا اپنا بھی خیال تھا۔ اور اب میری دانست میں تم اس رات کا ذکر کرنے لگے جب تم مسٹر بونز اور ٹوبی نبس کے ہمراہ میری عدم موجودگی میں میرے مکان پہ پہنچے؟"

"جی ہاں"۔ جیکب نے کہا "دوسرے دن علی الصبح مجھے اولڈ ڈیتھ نے اس کام پر مامور کیا کہ گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں ٹھہر کر دیکھوں مس اسمتھ کہیں باہر جاتی ہے یا نہیں۔ میں نے ایسا کیا اور کئی بار اسے کھڑکی کے قریب دیکھا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ گھر پہ ہے۔ شام کو اولڈ ڈیتھ اور مسٹر نبس مجھے ساتھ لے کر برینڈن سٹریٹ میں آپ کے مکان کے بالمقابل شراب خانہ میں پہنچے۔ راستہ میں انہوں نے مجھے بتایا کیا کام درپیش ہے۔ کام یہ تھا کہ ہم اس لڑکے کو بھگا لے جائیں . . . ."

"غریب چارلی واٹسن کو!" رین فورڈ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ کیونکہ وہ اس اطلاع کے لئے آمادہ نہ تھا "مگر اس غریب نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟ یا وہ اس کو کیا تکلیف دینا چاہتے تھے؟"

جیکب بولا "مجھے تحقیق معلوم نہیں۔ اور میرا اپنا خیال یہ ہے کہ ٹوبی نبس کو بھی اس کا علم نہ تھا۔ لیکن جہاں تک میں معلوم کر سکا ہوں۔ اس واقعہ کا تعلق اس خط کے ساتھ ہے جو اولڈ ڈیتھ کی جیب سے گر پڑا۔ اور جسے میں نے اٹھا لیا تھا۔ اس پہ سارہ واٹسن کے دستخط ہیں۔"

"وہ غریب عورت جو نبس کے مکان پر مر گئی تھی"۔ رین فورڈ نے کہا "دکھاؤ وہ خط کہاں ہے؟"

جیکب بولا "لیجئے" اور یہ کہکر اس نے وہ چٹھی مسٹر رین کے سامنے رکھدی۔

رین فورڈ نے اسے بڑی توجہ اور گہری دلچسپی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ مگر اسے یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی۔ کہ اس سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہ خط کس کے نام لکھا گیا تھا۔

تھوڑی دیر گہری سوچ میں رہ کر رین فورڈ نے کہا "جیکب میں اس خط کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔"

لڑکے نے جواب دیا "رکھ لیجئے۔ بہرحال اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آپ سے

گفتگو کرنے میں میری نیت بالکل صاف ہے۔"

"بالکل"۔ رہزن نے ایسے انداز سے کہا۔ گویا وہ گہری سوچ میں ہو۔ اس وقت اسے اولڈ ڈیتھ کا وہ بیان یاد آیا۔ جس میں اُس نے کہا تھا کہ میرا ایک خط کہیں گم ہو گیا ہے ایک طویل وقفہ کے بعد اس نے کہا"۔ جیکب تم سچ کہتے ہو۔ کچھ شک نہیں۔ وہ پاجی بڈھا اس حبشی کے سلسلے میں لڑکے کو اغوا کرنا چاہتا تھا۔ شاید اسے چارلی کی ولادت کے راز کا کوئی سراغ مل گیا تھا۔ اور وہ اس راز سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن اگر ایسا ہی تھا۔ تو یقیناً اس کے پاس اس حبشی کے علاوہ کوئی اور سراغ بھی ہو گا۔ کیونکہ اگرچہ اس خط میں بہت کچھ درج ہے۔ مگر اس معاملہ پر اس سے بھی روشنی نہیں پڑتی۔ کہ چارلی کی ماں حقیقت میں کون ہے؟" پھر وہ جیکب کو مخاطب کرنے کی بجائے بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "خیر زمانہ ان اسرار کو حل کرے گا۔"

جیکب بولا "شاید آپ کو معلوم نہ ہو۔ مجھے گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں اس غرض سے بھیجا گیا تھا۔ کہ معلوم کروں۔ کس آنحضور آپ کے پاس جاتی ہے یا نہیں؟"

"میرے پاس؟" رین فورڈ نے سخت تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا "لیکن خیر تم بیان کئے جاؤ۔"

"جس وقت میں اولڈ ڈیتھ اور ٹولی جس کے ہمراہ چیل سٹو وہ گھر پہنچی تھی۔ اس لئے ہم نے سمجھا۔ یہ امر بھی ہمارے فائدہ کا ہے۔ مگر آپ ہمارے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب ہم اس رات آپ کے مکان کی خوابگاہ میں داخل ہوئے۔ اور وہاں دیکھا کہ . . ."

"بس۔ جیکب بس؟" رین فورڈ نے بڑی بے چینی کے لہجہ میں کہا "اب تم یہ بتاؤ۔ اولڈ ڈیتھ میرے متعلق ہر ممکن امر دریافت کرنے کے لئے کیوں اس قدر بے چین تھا؟"

لڑکے نے کہا "واہ۔ آپ ابتک معلوم نہیں کر سکے۔ وہ جانتا تھا۔ آپ سے بہت فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور وہ کسی طرح آپ کو اپنے بس میں لانا چاہتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ کے متعلق سارے حالات سے باخبر ہو کر . . ."

"جیکب میں سمجھ گیا؟" رہزن نے قطع کلام کر کے کہا "تم بہت اچھے لڑکے ہو کہ مجھے ان سارے حالات سے واقف کر دیا اور اگر تمہارا پرانا آقا تیغ کا راہی عدم ہو گیا۔

تو میں تمہیں محتاج نہ رہنے دونگا۔ جکیب میرا لندن میں زیادہ عرصہ ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر میں چند دن میں پھر تم سے ملوں گا۔ اور ہم اس سوال پر غور کریں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہاں ایک بات مجھے تم سے اور پوچھنی ہے۔ تم بتا سکتے ہو۔ یہ خط اولڈ ڈیتھ کے ہاتھوں تک کیونکر پہنچا؟"

"جناب مجھے معلوم نہیں۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ مسز جنس کو یہ خط غریب مرشوالی کی جیب میں ملا ہوگا۔"

"میرا اپنا گمان بھی یہی ہے؟" رین فورڈ نے جواب دیا۔" اور غالباً ضرور ایسا ہوا ہوگا کس قدر ذلیل عورت ہے کہ باوجود کثیر معاوضہ حاصل کرنے کے اس نے یہ خط اپنے پاس رکھ لیا۔ مگر کیا مضائقہ ہے۔ باوجود اس کی اپنی اور اولڈ ڈیتھ کی کوششوں کے یہ خط مجھ تک پہنچ گیا۔ اچھا جکیب اب تم اپنے متعلق کچھ بیان کرو۔ کہ مسٹر بنجمن پونز کے ہاں کام کرتے کتنا عرصہ گذرا؟"

لڑکا بولا۔" اے کاش آپ کے پاس وقت ہوتا۔ اور آپ میری ساری سرگذشت سنتے۔ خدا معلوم کیا بات ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپ کو میرے حال سے بہت ہمدردی ہے اور میرے جذبات از خود آپ کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ مجھے یہ سوچکر سخت رنج ہوتا ہے کہ میں نے آپ کے خلاف کسی کام میں حصہ لیا۔ جس رات میں آپ کے پیچھے پیچھے لاکس فیلڈس تک گیا ہوں۔ میرے دل پر ننھے چارلی کو آپ کے ہمراہ دیکھکر بہت ہی اثر ہوا تھا۔ میں سوچتا تھا۔ آپ اس کے ساتھ کتنی مہربانی سے پیش آرہے ہیں اور آپ کی طبیعت میں کس درجہ رحم کا مادہ ہے۔ جب میں جنس کے مکان پر واپس گیا۔ تو جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ کے خلاف ایک لفظ بھی اولڈ ڈیتھ سے بیان کروں کیونکہ اندیشہ تھا وہ آپ کو ضرر نہ پہنچائے۔" پھر اس نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔" بہرحال اس نے سارے حالات مجھ سے دریافت کر لیئے۔"

جکیب کو اس طرح متاسف دیکھ کر رین فورڈ کے دل پر بھی بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا۔" خیر جو کچھ ہوا۔ اس کا ذکر جانے دو۔ تمہارے آج کے بیان کردہ واقعات نے گذشتہ نقصان کی پورے طور پر تلافی کردی ہے۔ اس کے علاوہ جیسا میں پہلے بیان کر چکا ہوں تم مجبور تھے کہ اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرو۔" پھر اس نے جیب سے طلائی گھڑی

نکال کر دیکھی اور کہنے لگا۔ "اچھا اب اگر تم اپنی سرگذشت بیان کرنا چاہو۔ تو میں تمہیں ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں۔ میں اتنے میں سگار پیتا رہوں گا۔ تم حالات بیان کئے جانا۔"

لڑکے نے شوق سے کہا "میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں پھر عرض کرتا ہوں۔ میری داستان بہت لمبی ہے۔ ایسا نہ ہو آپ اکتا جائیں۔"

ریڈ فرڈ بولا "مضائقہ نہیں۔ تم اسے جس طرح بیان کرنا چاہو۔ کرو اور طوالت کی پروا نہ کرو۔"

اتنا کہہ کر ہنری اطمینان کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا اور جیکب نے اپنی سرگذشت ان لفظوں میں بیان کرنی شروع کی۔

باب ۳۸ جیکب سمتھ کی سرگذشت (۱)

میرے حافظہ کی ابتدا اس زمانہ سے ہوتی ہے۔ جب میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے ہمراہ دن بھر گلیوں میں کھیلتا پھرتا تھا۔ ہم سب بچے اپر وائٹ کراس سٹریٹ سینٹ ڈکس میں ایک بڑھیا کے ہاں رہتے تھے۔ جس نے بظاہر ایک بورڈنگ سکول کھول رکھا تھا۔ اور وہ ایک شلنگ آٹھ پنس ہفتہ وار لیکر ہماری تعلیم اور خوراک کا انتظام کرتی تھی۔ مگر اس کا کام یہ تھا کہ علی الصبح ہم میں سے ہر ایک کو باسی سخت روٹی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں دے کر گھر سے نکال دیتی اور شام کو جب تاریکی پھیلنے لگتی۔ تو ہمیں آس پاس کی گلیوں سے ڈھونڈ کر گھر لے آتی تھی وہاں لاکر وہ ہم میں سے ہر ایک کو روٹی کا ایک ٹکڑا رات کے کھانے کے لئے دے دیتی اور پھر ہمیں حکم ملتا تھا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر سو جاؤ۔ ہمارے سونے کی جگہ کیا تھی ذرا اس کا ذکر بھی سن لیجئے۔ ایک چھ فٹ لمبے۔ ساڑھے چار فٹ چوڑے چھوٹے سے کمرے میں بھوسہ کے ڈھیر پر چند پرانی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور ان پر ہم درجن بھر بچے پڑ کر سو رہتے تھے۔ چونکہ کھانا پیٹ بھر کر نہیں ملتا تھا۔ اس لئے اکثر بہت رات گئی تک بلکتے رہتے مگر آخر تھک کر خود ہی سو جاتے۔ علی الصبح وہ ہمیں پھر بیدار کر دیتی۔ اور ہم پھر اسی طرح گلیوں میں آوارہ گردی شروع کر دیتے۔

میں نے بیان کیا کہ ہم بارہ کے قریب لڑکے اس بڑھیا کی نگرانی میں رہتے تھے

جیسے ہم اماں میگس کہا کرتے تھے۔ ہم میں سب بچے غریب والدین کی اولاد تھے۔ جو خود دن بھر محنت مزدوری کرنے اور بچوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے انہیں اس بوڑھی عورت کے ہاں چھوڑ رکھتے تھے۔ ہم میں سے چند ہمسایہ کی خادماؤں کی ناجائز اولاد تھے لیکن کم و بیش ہر ایک کے والدین گاہ بگاہ انہیں دیکھنے آتے اور چند پنس خرچ کرنے کو دے جاتے تھے۔ میں اس لحاظ سے ان سب میں زیادہ بدنصیب تھا۔ کہ مجھے کبھی کوئی دیکھنے کے لئے نہیں آیا۔ یا اگر کوئی آیا۔ تو مجھے اس کا علم نہیں۔ اسی طرح میری عمر نو سال کی ہوگئی۔ اور اس وقت مجھے اتنا معلوم ہوا کہ کوئی شخص ہر ہفتے سنیچر کی صبح کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ ۲۰ پنس میرے خرچ کے لئے اماں میگس کی خاطر پاس کے موم بتی والے کی دوکان پہ چھوڑ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اماں میگس کو بھی اس بات کا علم تھا۔ کہ میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ کیونکہ یوں تو وہ ہم میں سے ہر ایک کو بہت دھمکاتی تھی لیکن مجھے باقیوں سے دس ہزار گنا زیادہ دھمکایا کرتی تھی۔

جیسا میں نے پہلے بیان کیا۔ اس کا قاعدہ تھا۔ وہ ہم میں سے سب بچوں کو جن میں سے بعض اتنے چھوٹے تھے۔ کہ بمشکل چل سکتے تھے۔ دن بھر گلیوں میں نکال رکھتی تھی۔ ایسے حالات میں قدرتی طور پہ گاہ و بگاہ ناگوار حادثات ظہور میں آتے رہتے تھے۔ کبھی کوئی بچہ کسی گاڑی یا گھوڑے کی جھپٹ میں آکر زخمی ہو جاتا یا مر جاتا تھا۔ آخرالذکر صورت میں لاش کے متعلق افسر مرگ کی تحقیقات نہ ہوتی تھی اور اس طرح پہ اماں میگس کی غفلت حکام بالادست سے بالکل پوشیدہ رہتی۔ اس کا قاعدہ یہ تھا کہ جو بچہ اس طرح مر جائے۔ اسے کسی بورئیے میں لپیٹ کر دیہات میں لے جاتی اور کسی خندق یا جوہڑ میں پھینک آتی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اماں میگس کو فرصت نہ ملتی۔ یا کوئی اور وجہ پیش آتی۔ تو کسی مردہ بچے کی لاش ہمارے کمرہ میں ہی دنوں پڑی سڑا کرتی تھی۔ ایسے موقعوں پہ ہم باقیماندہ بچے تاریکی میں اس لاش کے پاس جاتے خوف کھاتے تھے۔ لیکن چونکہ ہماری خوابگاہ وہی تھی۔ اسلئے ہم وہیں بیٹھ کر چیخا چلایا کرتے اور کبھی اس زور سے شور و غل مچاتے کہ ہماری آواز پاس کے شراب خانہ میں بڑھیا کے کانوں تک پہنچ جاتی۔ اور اس وقت وہ شراب اور گفتگو کا مزا کرکرا ہونے پر اس قدر ناراض ہوتی کہ ہمیں بیدردی سے زدوکوب کرنے لگتی تھی۔

کبھی کبھی کوئی بچہ گم ہو جاتا۔ اس کی اطلاع پا کر اگر اس کے والدین افسردہ یا ناراض ہوتے۔ تو اماں میگس اس کی تلاش شروع کر دیتی۔ ورنہ عام طور پر وہ ایسے معاملات پر بہت کم توجہ دیتی تھی۔ بچوں کے لئے بورڈنگ ہوس کھولنے کے علاوہ اس نے مکان کے بعض حصے مردوں اور عورتوں کو کرایہ پر بھی دے رکھے تھے۔ اور چونکہ اسے سب سے زیادہ پروا کرایہ کی ہوتی تھی۔ اس لئے مکینوں کے اخلاق کی طرف بالکل توجہ نہ دیتی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس کا مکان کسی ادنےٰ درجہ کے کوٹھی خانہ سے کم نہ تھا۔ وہ ہر وقت عدیم الفرصتی کی شکایت کیا کرتی۔ اور اگر شراب خانہ میں موجود رہنا فرض خاص سمجھا جا سکتا ہے۔ تو کچھ شک نہیں کہ اسے اور کاموں کے لئے بالکل وقت نہ ملتا تھا۔ وہ نہ کبھی مخمور اور نہ پورے طور پر ہوش میں نظر آتی۔ البتہ نیم مسرور کی سی حالت میں دکھائی دیا کرتی تھی۔ شراب پینے کی عادت نے اس کے مزاج کو اور بھی چڑچڑا اور زود رنج بنا دیا تھا۔ اور بارہا میں نے اسے دوسری عورتوں سے اس قدر لڑتے دیکھا۔ کہ ناخنوں سے چہرہ چھل جاتا۔ اور خون بہنے لگتا تھا۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب واقعات جو میں اماں میگس کے مکان کی نسبت آپ کو بتا رہا ہوں۔ یا آیندہ بتانیوالا ہوں۔ اسوقت جبکہ میں وہاں بچہ ہی تھا میری نظروں میں نہیں آتے تھے اور نہ میں انہیں سمجھ سکتا تھا لیکن جب میں بڑا ہوا اور میری عمر آٹھ نو سال کی ہو گئی۔ تو جو کچھ میں نے وہاں دیکھا۔ اسے بخوبی سمجھنے لگا اور اس سے پہلے جو باتیں میرے لئے ناقابل فہم تھیں۔ وہ اب بعد کے تجربات اور غور و فکر کی بدولت پورے طور سے واضح ہو چکی ہیں۔

آپ کو اس بات کا تعجب ہوگا۔ کہ ہم چھوٹے چھوٹے بچے شب و روز صرف ایک ٹکڑہ روٹی پر کیونکر بسر اوقات کرتے تھے۔ بات یہ ہے۔ گلیوں میں پھرتے ہوئے ہمیں جو چیز بیٹری۔ بسی۔ کچی۔ پکی۔ گری پڑی نظر آتی۔ اسے اٹھا کر چٹ کر جاتے تھے اماں میگس کے مکان کے پاس ہی وائٹ کراس سٹریٹ میں ایک کوڑے کرکٹ کا پیپا رکھا رہتا تھا۔ دن کے ایک بجے ہم سب بچے اس کے پاس جمع ہو جاتے اور جھانکتے اس کے اندر آلوؤں کے چھلکے۔ سبزی کے ٹکڑے۔ یا کھانے کی چیزوں کا بچا ہوا چورا ڈال دیتے تو ہم اسے نکال کر کھا جاتے۔ اس قسم کی فالتو چیزیں جنہیں لوگ بیکار سمجھ کر وہاں

پھینک جاتے تھے۔ ہم بڑے شوق کے ساتھ کھاتے تھے۔ اُبلے ہوئے آلوؤں کے چھلکے ہماری من بھاتی خوراک تھی۔ اور چونکہ ہم میں سے ہر ایک نیم گرسنگی کی حالت میں ہوتا تھا۔ اس لئے اُبلی ہوئی مچھلیوں کے سر یا بیکار حصے بھی ہم بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ ہمارا طریقہ تھا کہ گلیوں میں اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے اور اگر موقعہ ملتا۔ تو کسی دکاندار کے ہاں سے خام گوشت کا ٹکڑا یا پنیر اٹھا لاتے یا کسی ترکاری فروش کے ٹوکرے سے شلغم یا ککڑی آنکھ بچا کر چرا لیتے اگر کچھ اور نہ ملتا تو ادنےٰ درجے کی گوشت کی دوکانوں سے ناکارہ گوشت کے ٹکڑے ہی اٹھا لیتے۔ اس قسم کا گوشت چرانا چونکہ ہمارے لئے نسبتاً سہل تھا۔ اس لئے ہم اس کے سب سے زیادہ شائق رہتے تھے۔ ہمارا قاعدہ تھا۔ کہ سب لڑکے مل کر اس گوشت کو کسی تاریک مقام پر چھپا دیتے۔ اور باری باری جا کر اس وقت تک اس کا کچھ حصہ کھاتے رہتے۔ کہ وہ سب کا سب ختم ہو جاتا مجھے اندیشہ ہے۔ آپ ان تفصیلات کو سن کر مجھ سے نفرت کرنے لگیں گے۔ لیکن چونکہ آپ نے مجھے اس بات کی اجازت دی تھی۔ کہ میں اپنی سرگذشت اپنے طریق پر بیان کر دوں۔ اور میں یہ بھی جتلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس قسم کی زندگی میری طرح سینکڑوں ہزاروں بچوں کو بسر کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے میں ان تفصیلات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جب کبھی میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو گلیوں میں آوارہ پھرتے دیکھتا ہوں۔ تو اپنی حالت کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور میرا خون اس خیال سے سرد ہو جاتا ہے۔ کہ اس وقت جبکہ بنی نوع انسان کا ایک فریق شاندار گاڑیوں میں سیر کرتا اور نفیس محلات میں سکونت رکھتا ہے۔ ایک اور طبقہ ان لوگوں کا بھی ہے۔ جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا اور جس کے افراد کو کسی حیوان کی سڑی ہوئی لاش ہی مل جائے۔ تو وہ اسے خوان نعمت سمجھتے ہیں۔

آپ یہ سوال کریں گے کہ کپڑوں کا ہمارے لئے کیا انتظام تھا۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے ۲۰ پنس ہفتہ وار میں اماں میگس ہمارے لئے کپڑے مہیا نہ کر سکتی تھی۔ اس بارہ میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے تن پر صرف برائے نام کپڑا ہوتا تھا۔ ٹوپی۔ جوتا اور موزے ان چیزوں کی نسبت تو میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ نہایت چھوٹی عمر سے لیکر جس کی یاد میرے دل میں باقی ہے۔ ۹ سال کی عمر تک میں نے کبھی انہیں نہیں پہنا۔ عام طور پر ہمکو

بدن پر صرف ایک دریدہ فراک ہوتا تھا۔ اور گرمی ہو یا سردی۔ اسی کو ہمارے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ مگر دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ پھٹے ہوئے فراک کہاں سے آتے۔ تو اس کا میرے پاس کچھ جواب نہیں۔ اور مجھے خود یہ سوچکر تعجب ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک کپڑا بھی کس لئے ہمارے واسطے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ کسی بچے کے والدین اسے لینے آتے اور وہ اس کے لئے نئے کپڑے ساتھ لاتے تھے۔ ایسی حالت میں اس لڑکے کے پھٹے ہوئے کپڑے اس بچے کے لئے مخصوص کر دئے جاتے۔ جو باقیوں میں سب سے شکستہ حال ہو۔ کبھی کبھی ہمسایہ میں کوئی ہمدرد شخص کوئی ایسا فراک اماں میگس کو دے جاتا جو اس کے لئے بیکار ہو۔ اور اگر کبھی ہمارا داؤ لگتا۔ تو ہم خود بھی اس قسم کا کپڑا کہیں سے چرا لاتے تھے۔ آپ پوچھیں گے۔ جوتے کس لئے نہیں چرائے جاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ موقعہ ملتا۔ تو ہمیں ان کے چرانے میں بھی دریغ نہ ہوتا تھا۔ لیکن چونکہ جوتے ہمارے لئے ایک فالتو چیز تھے۔ اس لئے ایسے موقعوں پر ہم میں سب سے بڑا لڑکا چرائے ہوئے جوتے کو کسی ادنیٰ دوکاندار کے ہاتھ فروخت کر آتا تھا۔ اور اس آمدنی سے ہم اپنے لئے مزید خوراک کا انتظام کر لیتے تھے۔ لیکن ایسے واقعات شاذ و نادر ظہور میں آتے تھے۔ اور نہیں اگر ہم اپنی افسوسناک یکسانیت کی زندگی میں خوشگوار ایام تعطیل قرار دیتے۔ تو کچھ بے جا نہ تھا۔ کیونکہ آس پاس کے دوکاندار ہمیشہ خبردار رہتے۔ اور ہمیں دوکان کے پاس کھڑا نہ ہونے دیتے تھے۔

اماں میگس کے زیر اہتمام جس قدر بچے تھے۔ ان کی عمریں تین سے دس سال تک مختلف تھیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بڑے ہمیشہ چھوٹوں پر سختی کیا کرتے تھے۔ اور مسز میگس ہم سب پر حکومت کرتی تھی۔ ہر چند کہ ہم سب مبتلائے مصیبت تھے۔ مگر اس مصیبت نے بھی ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق ہمدردی کا احساس پیدا نہ کیا۔ بخلاف ازیں ہم آپس میں لڑتے جھگڑتے اور جہاں تک ممکن ہوتا۔ ایک دوسرے سے بدسلوکی کرتے تھے میں اپنے بیان کو واضح کرنے کے لئے آپ کو اس زمانہ کا ایک قصہ سناتا ہوں۔ اگرچہ اب جب میں اس پر غور کرتا ہوں تو میرے بدن میں کپکپی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور زمانہ مابعد میں میں نے اس واقعہ کو سوچکر بارہا رنج و تاسف کے آنسو بہائے ہیں۔

ہم میں ایک لڑکا آٹھ سال کی عمر کا ٹب ٹلر نامی تھا۔ جو باقیوں کے ساتھ انتہا درجہ کی

بدسلوکی کیا کرتا تھا جب کبھی وہ مجھے تنہا روٹی کھاتے دیکھتا۔ تو میرے ہاتھ سے چھین کرلے جاتا۔ اور اماں میگس کی الماری سے بہت سی چیزیں خود چرا کر وہ انہیں مجھ سے منسوب کر دیا کرتا تھا۔ اس پہ وہ بڑھیا سخت قہر آلود ہو کر مجھے بیدردی کے ساتھ زدوکوب کرتی آخر جب اس لڑکے کا ظلم و تشدد ناقابل برداشت ہو گیا۔ تو میں نے اسے ختم کرنے کے لئے کوئی انتہائی کارروائی عمل میں لانی ضروری خیال کی۔ ان دنوں ہرچند کہ میری عمر ۶ سال سے صرف تھوڑی زیادہ تھی۔ تاہم میرے دل میں انتقام کا نہایت خوفناک جذبہ پیدا ہو گیا۔ میں نے اپنے چیتھڑوں میں ایک لمبی پن چھپا رکھی۔ اور ایک دن ٹب ٹکر نے مجھ سے باسی روٹی کا ٹکڑا جو اماں میگس نے مجھے دیا تھا۔ چھیننا چاہا۔ تو میں نے وہ پن اس کی دائیں آنکھ میں گھونپ دی۔ اس نے زور کی چیخ ماری۔ جسے سن کر اماں میگس بھی دوڑی آئی۔ میں اس قدر خوف زدہ ہوا کہ اسی مقام پر کھڑا رہ گیا اور کہیں چل کر نہ جا سکا۔ ٹب ٹکر نے بڑھیا سے ساری داستان بیان کی۔ میں یہ سوچ کر رعشہ براندام ہوا جاتا تھا۔ کہ اب یہ ظالم مجھے جان سے مار دے گی۔ مگر آپ یہ سن کر حیران ہوں گے۔ کہ اس نے الٹا میری طرفداری شروع کر دی۔ اور کہنے لگی۔ تم نے جو کچھ کیا۔ وہ بالکل مناسب تھا۔ ٹب ٹکر سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ اگر تم اس لڑکے سے دوسری آنکھ بھی زخمی کرا لو۔ تو اپنے والدین کے لئے مکمل خزانہ ثابت ہو گے۔ کیونکہ اندھے بچوں کو لوگ سب سے زیادہ خیرات دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کانا ہونے سے کچھ بھی فائدہ نہیں مجھے اس کے یہ خوفناک الفاظ اس طرح یاد ہیں۔ گویا ابھی کل کی بات ہے خصوصاً اس لئے کہ بعد ازاں اس کی یہ پیشگوئی لفظ بلفظ راست ثابت ہوئی۔ جیسا کہ میں آگے چل کر آپ سے عرض کروں گا وہ خوفناک انتقام جو میں نے اس لڑکے سے لیا۔ اس کی بدولت اس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ کے لئے نہ صرف وہ مجھ سے خوف زدہ رہنے لگا بلکہ باقی لڑکے بھی میرا رعب تسلیم کرنے لگے۔ اور میری زندگی اس لحاظ سے قدرے بہتر ہو گئی۔ کہ اب مجھ سے اتنی بدسلوکی نہ ہوتی تھی۔ جس قدر پہلے ہوا کرتی تھی۔ اماں میگس کا سلوک بھی میرے ساتھ پہلے سے بہتر ہو گیا۔ گو اس کی صحیح وجہ مجھے معلوم نہ ہو سکی۔ خدا معلوم اس پر بھی میرا رعب طاری ہو گیا۔ یا وہ میرے حوصلہ کی مداح بن گئی۔ بہرحال اب وہ مجھ سے نسبتاً کم بدسلوکی کرتی۔ گو کھانا پھر بھی پہلے کی طرح ناکافی ہی ملتا رہا۔

واقعات مذکورہ کے قریباً ڈیڑھ ماہ بعد ٹب ٹمکر کے والدین دیہات سے جہاں وہ فصل کاٹنے گئے تھے۔ لندن کو واپس آئے۔ وہ شام انہوں نے اماں میگس کے مکان پر ہی بسر کی۔ اور اس تقریب پر پاس کے شراب خانہ سے جن شراب کی بے شمار بوتلیں لائی گئیں۔ یہہ باتیں مجھے بعد ازاں اپنے ساتھیوں سے معلوم ہوئیں۔ کیونکہ میں تو اس خوف سے اس لڑکے کے والدین کے سامنے ہی نہ ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنے بچے کو کانا دیکھ کر مجھ سے اس کا انتقام لینگے آخر جب ہر طرف تاریکی پھیل گئی۔ تو میں مکان پر واپس آیا۔ اور اس افسردہ کن کمرہ میں پہنچا جہاں میرے ساتھی پہلے ہی بھوسے کے اوپر بچھے ہوئے ٹاٹ پر پڑے سوتے تھے۔ ٹب ٹمکر بھی انہی میں شامل تھا۔ کیونکہ میں نے اسے باتیں کرتے سنا۔ وہ باقی لڑکوں سے کہہ رہا تھا۔ میرے والدین نے چند دن کے عرصہ میں مجھے بھی اپنے ساتھ دیہات کو لے چلنے کا وعدہ کیا ہے۔ لڑکیوں میں سے ایک نے . . . کیونکہ اگرچہ میں یہ بیان کرنا بھول گیا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اماں میگس کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی زیر تعلیم تھے۔ اس سے پوچھا تمہارے والدین نے اس حادثہ کی نسبت کیا کہا۔ اس نے جواب دیا وہ اسے سُنکر ہنس پڑے تھے۔ اور کہنے لگے۔ ہم اس سے بھی فایدہ کی کوئی صورت پیدا کرلیں گے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ اتنے میں اماں میگس نے دروازہ کھولا۔ اور شمع ہاتھ میں لئے کمرہ میں داخل ہوئی۔ ٹب ٹمکر سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ تمہارے والدین تمہارے لئے ایک تحفہ لائے ہیں۔ ٹب یہ سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور اماں میگس کے ہمراہ ایک نچلے کمرہ میں گیا جہاں اس کے والدین بیٹھے تھے اور ہم باقی لڑکے اس تاریک کمرہ میں پڑے ہوئے نیم گرسنگی کی حالت میں اس بچہ کی حالت پر رشک کرنے لگے جسے نفیس کھانا کھلانے کے لئے بلایا گیا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ اس رات میں بہت دیر تک روتا رہا۔ کہتا تھا۔ افسوس میرے دوستوں یا رشتہ داروں میں سے کبھی کوئی مجھ سے ملنے نہیں آیا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میرے والدین زندہ ہیں یا مر گئے۔ مسز میگس سے بارہا میں نے اس بارہ میں سوالات پوچھے تھے کہ میرے والدین کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔ مگر جواب کی بجائے وہ مجھے ایک چپت رسید کیا کرتی تھی۔ اس لئے میں نے یہ سوال پوچھنا چھوڑ دیا۔ باوجود اس کے کئی بار میں اپنی افسوسناک اور زار حالت پر غور کر کے یہاں تک آنسو بہاتا کہ معلوم ہوتا میرا دل ٹوٹتا

جاتا ہے کیونکہ اگرچہ میں بالکل نوعمر تھا تاہم جب اپنی عمر کے یا نسبتاً چھوٹے بچوں کو دینا میں آسودہ حال دیکھتا۔ تو بے اختیار دل میں ایک کسک پیدا ہوتی تھی۔

جب ٹب ٹلکر وہاں سے چلا گیا۔ تو ہم باقیماندہ لڑکے اس بارہ میں گفتگو کرنے لگے کہ وہ کتنا خوش نصیب ہے۔ کہ آج اسے نفیس کھانا کھانے کو ملیگا۔ پھر ہم نے اس بارہ میں قیاسات دوڑانے شروع کئے۔ کہ اسے کیا کیا کھانے کو دیا جائے گا۔ یکایک ایک نہایت خوفناک جگردوز چیخ اس مکان کے ہر حصہ میں گونج اٹھی۔ جسے سنکر ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ پہ چونکا۔ مارے دہشت کے سانس رک گئے۔ ہم ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہوکر لپٹ گئے۔ کوئی اپنی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکال سکتا تھا۔ کیونکہ ہر ایک پر مہیب خوف طاری تھا۔ آخرکار اسی حالت میں نامعلوم کس وقت ہمیں نیند نے آغوش میں لے لیا۔ صبح کو آنکھ کھلی اور میں صحن میں نکلا۔ تو پہلا نظارہ جو مجھے دکھائی دیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ بدنصیب ٹب ٹلکر کو اسکے والدین بازو سے پکڑے لئے جاتے تھے۔ کیونکہ اب وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو چکا تھا یہ حالت دیکھ کر مجھ پر اس قدر خوف طاری ہوا۔ کہ میں دوڑ کر گلی میں نکل گیا۔ اور دن بھر گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرتا رہا۔ انتہائے خوف کی وجہ سے بھوک اور پیاس کا احساس بھی زائل ہو گیا۔ میرے دل میں اب اماں میگس کی طرف سے اسقدر خوف جاگزین تھا کہ باقیوں کے ساتھ ملکر اس کے سامنے روٹی کا ٹکڑا لینے کے لئے حاضر ہونے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ برسات کے دن تھے اور پانی برس رہا تھا۔ اس حالت میں میں دن بھر ننگے پاؤں۔ ننگے سر۔ زار زار روتا مختلف گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرا کیا۔ کبھی خاموش ہو جاتا۔ کبھی پھر رونے لگتا۔ لیکن اس شخص کیطرح جسے حالت خواب میں پھرنے کی عادت ہو قدم برابر آگے کو اٹھ رہے تھے۔ شام ہونے کو آئی۔ میں مارے بھوک اور پیاس کے فرش زمین پر گرا جاتا تھا۔ اور آخر کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر پھر اماں میگس کے مکان ہی کیطرف لوٹا۔ جہاں آخر میں بصد دشواری پہنچا۔ معلوم ہوتا ہے۔ مسز میگس نے صبح کی روٹی تقسیم کرتے وقت میری عدم حاضری کو محسوس نہیں کیا تھا۔ کیونکہ شام کا کھانا اس نے مجھے باقیوں کے ساتھ بغیر کسی اعتراض کے دے دیا۔ اور میں پھر اسی کثیف کمرہ میں پڑ کر سو رہا۔

اسی طرح مہینے اور سال گذرتے گئے۔ یہانتک کہ میری عمر نو سال کی ہو گئی۔ اب

میں جو کچھ وہاں دیکھتا تھا۔ اسے زیادہ اچھی طرح محسوس کرنے لگا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ مسز میگس کے مکان میں اس سے بہت زیادہ خرابیاں ظہور میں آتی ہیں۔ جن کا مجھے کبھی خیال ہو سکتا تھا۔ میں نے بیان کیا کہ ہم لڑکے اور لڑکیاں یکجا پڑے رہتے تھے۔ ان حالات میں اگر فریقین کے اخلاق پر برا اثر پڑے۔ تو تعجب کی کیا بات ہے۔ مکان کا باقی حصہ بالغ اشخاص کے لئے ایک قہوہ خانہ کا کام دیتا تھا۔ مسز میگس لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں سے بہتر سلوک کرتی تھی۔ مگر لڑکے لڑکیوں کے ہاتھوں زیادہ برباد ہوتے تھے تو نو دس دس سال کے بچوں میں بالغ اشخاص سے عیوب نظر آتے تھے لیکن میرے خیال میں اس خوفناک نظارہ پر پردہ ڈالنا ہی بہتر ہوگا۔ اے صاحب میں نے اپنی چھوٹی سی عمر میں ہی کئی نہایت خوفناک ... نہایت روح فرسا نظارے دیکھے ہیں جنکی یاد اب بھی میری رگوں میں خون کو منجمد کر دیتی ہے۔

اصل بات یہ ہے ہمیں ابتدا سے ہی اس بات کی کبھی تعلیم نہیں دی گئی۔ کہ نیکی کسے کہتے ہیں جرم کی تعریف ہمیں صرف اسقدر معلوم تھی کہ وہ کوئی ایسا فعل ہے۔ جس کے لئے کانسٹیبل کسی کو گرفتار کر لے۔ ہمیں نہ حضرت مسیح کا کچھ خیال تھا۔ اور یہ بات تو ہم نے کبھی سنی بھی نہیں تھی کہ اس نے دنیا کے گناہوں کے کفارہ کے لئے صلیب پر جان دی۔ میں نے صرف ایک مرتبہ انجیل دیکھی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ میں اسے کسی دوکان سے چرا لایا۔ اور جب ایک لڑکی ہم میں سے اس کتاب کو فروخت کرنے گئی۔ تو دوکاندار نے بتایا کہ یہ انجیل ہے۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا۔ کہ اس کتاب کو انجیل کہتے ہیں۔ تو بھی یقیناً اسے چرا لاتا۔ کیونکہ ہم میں سے [illegible] تو کسی کو بھی علم نہ تھا۔ کہ انجیل کیا ہے۔ ہم نے خدا کا نام سنا ہوا تھا۔ اور چونکہ دن بھر گالیاں دیتے اور قسمیں کھاتے تھے۔ اس لئے یہ نام کئی بار ہماری زبان سے ادا ہوتا۔ لیکن اس کا ہمیں مطلق علم نہ تھا۔ کہ خدا کسے کہتے ہیں۔ اور اگر ہمارے دلوں میں یہ جاننے کی خواہش بھی ہوتی۔ تو کوئی یہ بتانے والا نہ تھا۔ آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ ایک مہذب شہر میں دس سال عمر کے بچے ایسے موجود ہیں۔ جنہیں مذہب سے مطلق آشنائی نہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ دس سال کی عمر پر کیا موقوف ہے۔ میں نے ۱۴ اور ۱۶ سال کے لڑکے لڑکیوں کو اس بارہ میں قطعاً لاعلم دیکھا ہے۔

میری عمر نو سال کی تھی۔ کہ ایک دن مسز میگس مجھے گلی سے جہاں میں باقی بچوں کے ہمراہ بدررو کے پانی سے کھیل رہا تھا۔ اپنے ساتھ مکان پر لے گئی۔ اور وہاں پر

میں نے اوّل مرتبہ مسٹر لوبز کو بیٹھے دیکھا۔ اس سے پہلے اگر میں نے اسے کبھی دیکھا ہو تو میرا حافظہ اس بارہ میں کسی قسم کی مدد نہیں دیتا۔ وہ دیر تک میری طرف دیکھتا رہا۔ اور اس کے بعد بڑھیا کی طرف رُخ کر کے کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تم نے اس کی اچھی طرح خبرگیری نہیں کی۔ بڑھیا نے جواب دیا۔ واہ یہ تم کیا کہتے ہو۔ میں اسے ہر روز پیٹ بھر کر کھانا دیتی رہی ہوں۔ صبح شام روٹی اور مکھن۔ دوپہر کو آلو۔ بیچ بیچ میں پڈنگ اور اتوار کو ہمیشہ اعلےٰ قسم کا کھانا۔ کیوں جیکب بیٹا ٹھیک ہے نا؟ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اولڈ ڈیتھ سے نظر بچا کر میری طرف بڑی خشمگین نگاہ سے دیکھا۔ جس کا مطلب میں خود اُسمجھ گیا۔ اور میں نے ناچار ہاں کہا۔ جس سے اس کا اطمینان ہو گیا۔ مسٹر لوبز کہنے لگا مسز میگس باوجود اسکے میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس کی عمر اب اتنی ہو چکی ہے۔ کہ یہ میرے کارآمد ثابت ہو گا۔ اماں میگس اس پہ کہنے لگی۔ اچھا تمہاری مرضی۔ لیکن اپنے دوستوں میں ضرور میری سفارش کرنا۔ مجھ سے جہانتک ہو سکتا ہے ان ننھے بچوں کو خوش کرنے کی پوری کوشش کرتی ہوں۔ آج اتفاق سے تم آنکلے۔ تو اسکے بدن پر یہ پھٹے ہوئے کپڑے صرف اس لئے نظر آتے ہیں کہ میں نے اس کا نیا تھا کپڑا دھوبی کو دے رکھا ہے اور جوتا اور موزے تو میں ان بچوں کو جان کر نہیں پہناتی۔ کہ نہ ہیں نزاکت پیدا نہ ہو جائے۔ مجھے یاد نہیں اولڈ ڈیتھ نے اس کا کچھ جواب دیا یا نہیں البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اس گفتگو کا میرے چھوٹے سے دل پر بھی اتنا اثر ہوا کہ وہ مجھے اچھی طرح یاد رہ گئی۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر اس بارہ میں کچھ اور گفتگو ہوتی۔ تو وہ بھی میرے حافظہ سے نہ اُترتی ایک اور بات جسے میں آج تک نہیں بھولا۔ یہ ہے کہ جب اولڈ ڈیتھ مجھے ساتھ لیکر وہاں سے چلنے لگا۔ اور اماں میگس نے الوداع کے وقت مجھے گلے سے لگایا تو میں نے خوف زدہ ہو کر چیخ ماری۔ کیونکہ اس نابینا لڑکے کا واقعہ فوراً میرے ذہن میں تازہ ہو گیا تھا۔

اب اولڈ ڈیتھ مجھے وائیٹ کراس سٹریٹ کی ایک دوکان میں لے گیا۔ جہاں اس نے مجھے کپڑوں کا ایک مکمل سوٹ لے دیا۔ جو اگرچہ میلے اور ادنےٰ قسم کے تھے تاہم ان چیتھڑوں کے مقابلہ میں جو میں نے اس وقت اتار کر پھینکے۔ شاہانہ لباس کا درجہ رکھتے تھے اور اس کے بعد جب مجھے جرابیں اور بوٹ مہیا کئے گئے۔ تو مجھے اتنی حسرت اور

اسے ایسے طریق پر نکالا۔ کہ اس شخص نے ہمیں نہ دیکھا۔ تو میں چھ پنس نقد تمہیں انعام دوں گا۔ چھ پنس۔ اوہ! اتنا بڑا خزانہ جسے میں نے کبھی دیکھا یا سنا تک نہ تھا۔ ایک لمحہ کے تامل کے بغیر میں اس کام کی سرانجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔ سرد یوں کا موسم تھا اور اگرچہ تاریکی پھیلنے لگی تھی لیکن دوکانوں میں لیمپ روشن تھے۔ یہ امر ہر چند کہ میرے خلاف تھا۔ مگر دوسری طرف یہ بات میرے حق میں تھی کہ خلقت کا بیشمار ہجوم ادھر ادھر گذر رہا تھا۔ اولڈ ڈیتھ فاصلہ پر کھڑا ہوکر میری طرف دیکھتا رہا۔ اور مجھے شک نہیں کہ اگر مجھے دیکھ لیا جاتا۔ تو وہ چپکے سے کھسک جاتا۔ لیکن میں نے ایپروائٹ کراس سٹریٹ میں کپڑے بیچنے کی چیزیں اڑانے میں ایسی مشق حاصل کر لی تھی۔ کہ اب میرے لئے اس کام میں کامیاب ہونا چنداں مشکل نہ تھا۔ اور میری یہ پہلی کامیابی اولڈ ڈیتھ کی امید سے بدرجہا زیادہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ جب میں واپس اس کے پاس پہنچا۔ تو میں نے نہ صرف ایک رومال بلکہ سونے کی بنی ہوئی ہلاس کی ڈبیا بھی اس کے حوالے کی۔

آپ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ اس پر سٹر بوٹر کتنا خوش ہوا۔ اور اس نے اس خوشنودی کے اظہار کے طور پر مجھے ایک شلنگ دیا۔ مجھے اس وقت اتنی خوشی ہوئی۔ کہ اول تو میں آپکو شاہ ہفت اقلیم سمجھتا تھا۔ اور اس بات کا یقین نہ آتا تھا۔ کہ میرے پاس اس قدر نقد رقم ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جب تک مجھے یہی قدر معقول انعام ملتا رہے گا۔ مجھے جس قدر جیبیں دستیاب ہوں گے۔ ان سب کی ہلاس کی ڈبیاں اڑاتا رہوں گا۔

اب اولڈ ڈیتھ مجھے ساتھ لیکر ڈرورری لین میں گیا۔ اور وہاں مجھے ایک شراب خانہ دکھا کر کہنے لگا۔ جیکب۔ ہر چند کہ تم نوعمر لڑکے ہو۔ مگر بہت ہوشیار اور بیدار معلوم ہوتے ہو۔ میں خیال کرتا ہوں۔ تم پر اعتماد کرنا بیجا نہ ہوگا۔ اگر تم مجھے اس بات کا یقین دلادو کہ تم اسی طرح کرو گے جس طرح میں چاہتا ہوں۔ تو میں طرح طرح کے انعام و اکرام دیتا رہونگا۔ میں نے اسے یقین دلایا کہ آپ کے احکام کی حرف بحرف تعمیل کیجائیگی۔ اس پر وہ مجھے کہنے لگا۔ اچھا تو تم جرات کرکے اس شراب خانہ میں داخل ہو جاؤ اس کے زینہ پر اس طرح چڑھو کہ معلوم ہو سیکڑوں مرتبہ اس پر آتے جاتے رہے ہو۔ آگے چلکر ایک بہت بڑا کمرہ آئیگا۔ سیدھے اس میں داخل ہو جانا۔ اندر داخل ہونے کیلئے تمہیں صرف

ایک پنس ادا کرنا ہوگا۔ میز پر بیٹھ کر روٹی۔ پنیر اور ایل شراب کا ایک گلاس طلب کرنا۔ وہ ایل جسے تم بے حد پسند کرتے ہو۔ اور ان چیزوں کو خوب مزے سے کھانا۔ وہاں پر کئی اور جوان لڑکے موجود ہونگے۔ جسقدر چاہو۔ ان سے گفتگو کرنا۔ میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے اس کمرہ میں آؤنگا۔ مگر نہ تو میرے پاس آنا۔ اور نہ یہ ظاہر ہونے دینا کہ تم مجھے پہچانتے ہو۔ اسکی بعض خاص وجوہ ہیں۔ جو میں سردست ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر تم نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ تو میں بارہا تمہیں ایسے پر لطف مقامات کی سیر کرایا کرونگا جب میں چلنے لگوں۔ تو ذرا فاصلہ پر میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا۔ کیا تم میرا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ اور اس کے بعد بیدھڑک اس انداز سے شرابخانہ میں داخل ہوگیا۔ گویا میں کوئی عادی شخص تھا۔ اور میرا وہاں اکثر جانا آنا تھا۔ میری جیب میں نقدی موجود تھی۔ اور نقدی کی موجودگی سے طبیعت کو جو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ وہ مجھے اپنی زندگی میں اول مرتبہ حاصل ہوا۔

میں بہت جلد اس فراخ کمرہ میں پہنچ گیا جس کا اولڈ ڈیتھ نے ذکر کیا تھا۔ گو میں نے بطور داخلہ کی فیس ادا کی۔ اور میں اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک بہت بڑا اور نہایت وسیع کمرہ تھا اور اس میں بہت سے لوگ موجود تھے۔ ایک طرف گانا بجانا ہو رہا تھا۔ اور میں ایک میز کے قریب چند اور لڑکوں کے ساتھ جو سب کے سب عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ میں نے ویٹر کو روٹی۔ پنیر اور ایل کا ایک گلاس لانے کا حکم دیا۔ لڑکوں میں سے ایک جو میرے پاس بیٹھا تھا۔ کہنے لگا۔ ایک گلاس سے کیا ہوگا۔ آدھا تو میں اسے ختم کرنے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں نے باقیماندہ گیارہ پنس میز پر ڈال دے۔ اور کہا اس رقم کی روٹی۔ پنیر اور ایل لا دو۔ ویٹر تھوڑی دیر میرے منہ کیطرف تکتا رہا۔ مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ اس کے بعد وہ نقدی اٹھا کر یہ چیزیں لانے چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ شراب کی ایک ہنڈیا۔ روٹی اور پنیر اور چند گلاس لیکر واپس آیا۔ اتنے میں میز کے قریب بیٹھے ہوئے لڑکوں سے میرا دوستانہ ہو چکا تھا۔ اور ہم چند لڑکے ملکر شراب پیتے رہے۔ انہوں نے جلدی ہی مجھے بتا دیا۔ کہ ہم سب گرہ کٹ ہیں اور میری مصروفیتوں کے متعلق بھی انہوں نے جو کچھ پوچھا۔ میں ان کے ہر لفظ کا جواب ہاں میں دیتا گیا۔ اس کے ذرا دیر بعد اولڈ ڈیتھ دبے پاؤں کمرہ میں داخل ہوا لیکن میں نے اس کیطرف بالکل توجہ

نہ دی۔ اور دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ اولڈ ڈیتھ کا منشا مجھے وہاں بھیجنے سے یہ تہا۔ کہ میں ان لڑکوں کے اطوار سے پورے طور پر واقف ہو جاؤں۔ جن کی طرز زندگی مجھے اختیار کرنی ہتی۔ اور واقعی ان لڑکوں کے ساتھ گفتگو کرنے سے اولڈ ڈیتھ کا منشا بڑی حد تک پورا ہوا۔ شراب نے مجھے اس قدر مخمور کیا۔ کہ میں اسیوقت ہر ایسے فعل کیلئے آمادہ ہوگیا جس کے ذریعہ روپیہ حاصل کیا جاسکے۔ کیونکہ میں نے جان لیا۔ روپیہ ہی ساری تفریحات کی کنجی ہے اسکے تہوڑی دیر بعد میں نے ان لڑکوں سے کہا میں کل رات پھر تم سے ملونگا۔ بازار میں جب میں اولڈ ڈیتھ کے قریب پہنچا۔ تو اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے جو کچھ دیکھا اسے کہاں تک پسند کرتے ہو۔ میں نے اس کا جو کچھ جواب دیا۔ اس کا آپ بآسانی اندازہ کرسکتے ہیں وہ کہنے لگا۔ بس تو اگر تم مجھے ہر روز کوئی رومال ڈبیا یا اسی قسم کی اور چیز لا دیا کروگے تو میں تمہیں اس قدر روپیہ دے سکوں گا۔ کہ تم ناچ گانے کے جلسوں میں جاؤ شراب پیو اور ان لڑکوں کیساتھ مل کر جنہیں تم اس قدر پسند کرتے ہو مزے کی زندگی بسر کرو مجھے کیفیت سنکر بہت خوشی ہوئی۔ اور اگرچہ صبح کے وقت اس نے پرانے کپڑے بیچنے والے کی دوکان میں میرے کان پر ایک سکارسید کیا تہا تاہم اس کے بعد کے طرز عمل سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ وہ دنیا میں سب سے حلیم الطبع اور فیاض آدمی ہے۔ مگر یہ واضح رہے اب تک مجھے اس کا اصلی یا عرفی نام معلوم نہ تہا۔ اور نہ میں نے ایسے معاملات میں پڑنے کی زحمت گوارا کی۔

اب وہ مجھے ساتھ لئے کیسل سٹریٹ لانگ ایکر میں پہنچا۔ اور چھ پنس کا سکہ میرے ہاتھ میں دیکر اس نے ایک مکان کیطرف اشارہ کیا۔ اور کہنے لگا۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ اور جب کوئی کھولنے آئے۔ تو اس سے کہنا میں رات بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے لئے تمہیں دو پنس ادا کرنے ہونگے۔ باقی چار پنس تمہاری صبح کی حاضری کے لئے ہیں۔ جو تمہیں اس نقدی کے عوض مالک مکان سے مل سکے گی۔ جو لوگ تمہیں اس مکان میں ملیں۔ ان کے سوالات کا حتی الامکان کم جواب دینا۔ اور میرے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نہ کہنا اگر تم نے کچھ کہا۔ تو یاد رکھو۔ مجھے اس کا علم ہو جائیگا۔ اور میں ہمیشہ کے لئے تمہارا ساتھ چھوڑ دونگا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اچھے لڑکے بنو۔ رات بسر کرکے اور صبح کا ناشتہ کرکے

بعد مجھ سے نو بجے کے قریب گلی کی نکڑ پر ملنا۔ میں نے ان سب باتوں کا اقرار کیا اور وہ جلد جلد قدم اٹھاتا ایک طرف کو چلا گیا۔ اور میں ان ادنیٰ درجہ کی سراؤں میں سے ایک کے اندر داخل ہوا۔ جو کینل سٹریٹ میں جا بجا واقع ہیں [1]

[1] ہر چند ہمارا مقصد جیک سمتھ کی سرگذشت کو ایک مسلسل داستان کی صورت میں پیش کرنا ہے جس میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کس طرح وہ بچے جن کی تربیت سے غفلت برتی جائے۔ گناہ اور جرم کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔ تاہم بہت سے واقعات اس قسم کے ہیں جنہیں اس وجہ سے متن میں داخل نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا اظہار اس شخص کی طرف سے جو اپنی سرگذشت بیان کر رہا ہو غیر ممکن ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مدعا کی تکمیل کے لئے چند حاشی کا اضافہ کریں جو ہم نے نہایت معتبر وسائل سے اخذ کئے ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ ہم چاہتے ہیں۔ جیک سمتھ کی سرگذشت لوگوں کی توجہ اس سوال پر دلانے کا موجب ثابت ہو۔ کس طرح بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق عمداً التفات نہ کرنیکا نتیجہ ان کی تباہی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

مسٹر ہالمز نے افلاس۔ گداگری اور جرم کے متعلق جو رپورٹ دارالامرا میں پیش کی تھی اس میں مذکور ہے کہ ان علاقوں میں مرد و عورتوں کا تعلق اسوقت تک قائم رہتا ہے۔ کہ ان میں سے ایک سزایاب ہو جائے۔ بچوں کی حالت ازروئے اخلاق بڑی حد تک اصلاح طلب ہے۔ میرے خیال میں انہی ذرائع سے ان علاقوں میں جہاں غربا زیادہ تعداد میں رہتے ہیں۔ جرائم کو زیادہ ترقی ہوتی ہے۔ اس جگہ پر میں والدین کی غفلت کے متعلق بھی چند سطور لکھنا چاہتا ہوں۔ اکثر غریب طبقہ کے لوگ دن بھر کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان کے بچے گلیوں اور بازاروں میں پھرا کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ان کا واسطہ ایسے لڑکوں سے پڑتا ہے۔ جو جرم کی راہ میں زیادہ ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔ ان کے جرائم کو دیکھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ چوری کرنا کس قدر سہل امر ہے وہ بھی ایسا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور چونکہ انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہوتا بلکہ الٹا ان کے ساتھی ان کو ہر وقت اکساتے رہتے ہیں اسلئے وہ دن بدن جرم کے تاریک گڑھوں میں گرتے چلے جاتے ہیں۔ کئی والدین ایسے بھی ہیں جو اپنے بچوں کو علی الصبح کمانے کیلئے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ انکی آمدنی کا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ رات کو بچہ اس قدر نقدی لے آئے جو انکی شراب یا بیر کے خرچ کے لئے کافی ہو بعض والدین ایسے بھی ہیں۔ جو اپنے بچوں کو ایک خاص رقم بتا دیتے ہیں۔ اور مجبور کرتے ہیں کہ رات کو کسی نہ کسی طرح اتنی رقم حاصل کر کے گھر آئیں۔ خواہ اس کے لئے گداگری کریں۔ خواہ چوری۔ کئی اپنے بچوں کو تین پنس یومیہ پر گداگروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ لولا ہو۔ تو اس کا کرایہ چھ پنس یومیہ ہوتا ہے۔ کئی عورتیں ایک عمر کے دو چھوٹے بچے کرایہ پر لیکر انہیں توام ظاہر کر کے لوگوں

خوشی ہوئی۔ کہ بیان نہیں کر سکتا۔ وہ ایسی مکمل خوشی تھی۔ کہ نہ میں نے اس سے پہلے اور نہ بعد کبھی محسوس کی۔ شاید کسی اندھے کو بینائی حاصل ہو جائے۔ تو وہ بھی اتنا خوش نہ ہو گا۔ جس قدر ان چیزوں کو حاصل کر کے میں ہوا۔ اس لئے نہیں۔ کہ مجھے انکی ضرورت تھی۔ کیونکہ میرے پاؤں ننگا رہنے کے عادی ہو چکے تھے۔ اور میں سخت پتھریلے فرش پر بھی بڑی آسانی کے ساتھ چل پھر سکتا تھا۔ البتہ اطمینان اور شوکت کے مشترکہ احساس نے میرے دل میں ایک غیر معمولی خوشی پیدا کر دی تھی۔ لیکن اس خوشی کا مزا جلدی ہی کرکرا ہو گیا۔ کیونکہ اولڈ ڈیتھ نے میرے سر پر زور کا ایک مکا رسید کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں خوشی سے بے اختیار ہو کر ہنسنے لگا تھا۔ مکا کھا کر میں نے رونا شروع کر دیا۔ جس پر اولڈ ڈیتھ نے مجھے سختی سے ملامت کی اور کہنے لگا۔ اب تم ٹوپی سر پر رکھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ ٹوپی بھی میرے لباس کا ایک ایسا جزو تھا۔ جس کا میں اس سے پیشتر عادی نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسے پہن کر میرا رنج پھر خوشی میں بدل گیا۔

آخر کار کپڑے پہن کر میں اولڈ ڈیتھ کے پیچھے اس دوکان سے نکلا۔ اتنا مجھے یاد ہے۔ کہ میں ایک شرابی کیطرح لڑکھڑاتا ہوا چل رہا تھا۔ جس کی وجہ خوشی کے غیر معمولی اثر کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ ٹوپی میرے سر پر بوجھل معلوم ہوتی تھی۔ اور بوٹ بھی چونکہ پاؤں میں بالکل نئے تھے۔ اس لئے ہر لحظہ گرنے کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ میں نے کبھی برف پر چلنے کی کھڑاؤں کا استعمال نہیں کیا۔ لیکن اسے پہن کر کسی شخص کو جو احساس ہو سکتا ہے۔ وہی مجھے اس روز موزے اور بوٹ پہنکر ہوا۔ جس مقام پر اپر واٹ کراس سٹریٹ اولڈ سٹریٹ روڈ کے ساتھ ملتا ہے میں نے اپنے ساتھیوں کو ایک کباڑئے کی دوکان کے پاس جمع دیکھا۔ انہوں نے مجھے اس حالت میں پہچانا نہیں لیکن جب میں نے انہیں نام لیکر بلایا۔ تو وہ چونکے اور میری طرف اس انداز سے دیکھنے لگے۔ گویا انہیں اپنی قوت باصرہ پر پورے طور پر یقین نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ مجھے اس وقت کسی شہزادے سے کم نہ سمجھتے تھے۔ وہ میرے گرد جمع ہو گئے۔ اور طرح طرح کے سوال پوچھنے لگے۔ مگر اولڈ ڈیتھ نے پیچھے کیطرف دیکھ کر مجھے سختی سے بلایا۔ اور میں انہیں پیچھے چھوڑ کر دوڑتا ہوا اس سے جا ملا۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں۔ بچپن سے اس وقت تک جن ساتھیوں میں عمر بسر ہوئی تھی۔ ان سے اس طرح جدا ہونے پر میرے دلکو سخت

رنج محسوس ہوا - اور اگرچہ مجھے معلوم نہ تہا - میری اپنی حالت کس حد تک بہتر ہونے والی ہے - تاہم یہ سوچکر میرے دل کو بہت صدمہ پہنچا - کہ میں انہیں اس بدحالی نیم گرسنگی اور پھٹے کپڑوں میں اماں سیگس کے رحم پر چھوڑے جاتا ہوں - اسوقت تک میرے دل میں ان بچوں کے لئے کبھی رحم یا ہمدردی کا احساس پیدا نہ ہوا تہا - مگر اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ جی چاہتا تہا - انہی کے پاس رہوں - اور ان کیساتہ محبت کیا کروں -

مسٹر بونز مجھے ساتہ لیکر ایک شراب خانہ میں پہنچا - جو برک لین سینٹ لوکس میں واقع تہا - اور وہاں پر اس نے روٹی پنیر اور ایل شراب طلب کی - وہ ایسا نفیس کھانا میں نے اس سے پیشتر کاہے کو کہایا تہا - اور اتنا لذیذ ! کہ اس کے بعد کبھی مجھے نصیب نہ ہوا - پنیر تازہ روٹی سفید اور شراب ہر لحاظ سے قابل تعریف تہی - بہرحال مجھے اس وقت یہ چیزیں ایک نعمت سے زیادہ محسوس ہوئیں - سب سے زیادہ یہ امر کہ مجھے اجازت تہی جسقدر چاہوں کہاؤں - آخر کہانے پینے سے فارغ ہوکر اولڈ ڈیتھ مجھے ایک اور کمرہ میں جہاں تنہائی تہی - لیگیا - اور مجھسے سنجیدگی کیساتہ گفتگو شروع کی - کہنے لگا - تم ابہی شیر خوار بچے تھے - جب میں نے تمہیں ایک ورک ہوس کی بیرونی سیڑہیوں سے اٹھایا - میں تمہیں وہاں سے اٹھاکر ایک شریف عورت کے پاس چھوڑ آیا تہا - جو تمہاری بچپن میں خبرگیری کرتی رہی - اور پھر جب تم تین سال کے ہوگئے - تو میں نے تمہیں مسز سیگس کے حوالہ کردیا - اس لحاظ سے تم جان سکتے ہو - کہ اول سے آخر تک تمہاری پرورش کا بار میرے ہی ذمہ رہا ہے - یہ سنکر قدرتی طور پر میرے دل میں اس شخص کی نسبت انتہائی شکرگذاری کا احساس پیدا ہوا - اسکے بعد اس نے بتایا - کہ تم کئی طریقوں پر میرے لئے مفید ثابت ہوسکتے ہو - اور اگر تم نے میرے بتلائے ہوئے احکام کی پورے طور پر تعمیل کی - اور ایک اچھے لڑکے ثابت ہوئے تو میں ہمیشہ تمہیں اپنی حفاظت میں رکہوں گا - میں اسکی گفتگو کو بڑے ادب کیساتہ سنتا رہا - اور اگرچہ اس نے جسقدر باتیں مجھ سے کہیں ہیں ان سب کا مطلب پورے طور پر نہیں سمجہا - تاہم اس بات کا میرے دل میں کامل احساس تہا - کہ اسے مجھ پر ہر قسم کے اختیارات حاصل ہیں - اور اسکے احکام کی تعمیل میرا

فرض ہے۔

ہم تہوڑی دیر اس شراب خانہ میں ٹہرے۔ بلکہ یوں کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ جب
ہم وہاں سے نکلے۔ تو تاریکی پھیلنے لگی تہی۔ کیونکہ اولڈ ڈیتھ نے مجھے بہت سی باتیں سمجہانی
تھیں۔ اور میں چونکہ کم عمر اور جاہل مطلق تہا۔ اس واسطے کار تفہیم سہل نہ تہا لیکن
اس میں کچہ شک نہیں۔ کہ اس نے بڑی کوشش سے یہ بات میرے ذہن نشین کرادی
کہ بعض شخصوں کو بعض اور شخصوں پر خاص حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ زیادہ صاف لفظوں
میں اس نے مجھے بتایا کہ اگر تمہیں کسی شخص کا رومال۔ بٹوا یا کوئی اور قیمتی چیز ایسے طریق
پر مل سکے۔ کہ کوئی تمہیں دیکھتا نہ ہو۔ تو تمہیں اس موقع سے ضرور فائدہ حاصل کرنا چاہیئے ۱۸
میری تربیت کے متعلق ابتدا سے ہی غفلت برتی گئی تہی۔ اس لیئے ان باتوں کو
سنکر میرے دل میں نفرت کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ بخلاف ازیں میں تو پہلے ہی چہوٹی دکانوں
سے گوشت یا روٹی کے ٹکڑے۔ سبزی فروشوں کے ہاں سے ککڑی یا شلغم اور قصابوں
کے ہاں سے گوشت اُٹھالانیکا عادی تہا۔ اس لیئے میرے واسطے ایک قدم آگے بڑہنا
چنداں مشکل نہ رہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اولڈ ڈیتھ یہ جانتا تہا۔ کہ اماں سیگس کی تربیت
کی صحیح نوعیت کیا ہے۔ اور وہ اپنے زیر اہتمام بچوں کی پرورش کس طریق پر کرتی ہے کسی تجربہ کار
شخص کے لیئے ان حالات سے واقف نہ ہونا غیر ممکن تہا۔ اور یہ بہی غیر اغلب ہے کہ
وہ اس کی دروغ بیانیوں سے مطمئن ہوگیا ہو۔ جو اس نے میرے متعلق اس کے روبرو
کیں اگرچہ جہانتک مجھے یاد ہے۔ اس نے اس کے الفاظ پر بالکل توجہ نہیں کی تہی۔ در حقیقت
اس نے مجھے وہاں رکہا اسی غرض سے تہا کہ میں ہر قسم کی خرابیاں سیکھ جاؤں۔ اور اس طرح
جرم کی اس زندگی کو آسانی شروع کرسکوں۔ جس میں نفع کا مالک وہ خود تہا۔

وہ مجھے مہربانی کے انداز سے ساتھ لے سینٹ پالز چرچ یارڈ کی طرف ہولیا اگرچہ
ہم اس مقام سے تہوڑے فاصلہ پر ہی رہا کرتے تہے۔ مگر اس سے پہلے میں نے اس عمارت
کو کبہی نہیں دیکہا تہا۔ کبہی کبہی مسز سیگس کے مکان کی کہڑکیوں سے ایسے موقعوں پر
جبکہ مطلع صاف ہو۔ اس عظیم گرجا کا گنبد۔ جس کے اوپر صلیب بنی ہوئی تہی۔ سونے
کی طرح چمکا کرتا تہا۔ لیکن نہ مجھے معلوم تہا۔ یہ کیا ہے۔ اور نہ میں نے کبہی کسی سے پوچھنے
کی ضرورت سمجہی۔ بارہا موسم سرما کی لمبی راتوں میں۔ جبکہ میں اس خوفناک مکان میں سردی

اور بھوک کیوجہ سے سو نہ سکتا تھا۔ اس کے عظیم الشان گھڑیال کی آواز میرے کانوں میں پہنچا کرتی تھی۔ لیکن میں نے کبھی کسی سے نہیں پوچھا تھا۔ کہ یہ کون گھڑیال ہے۔ جو اس زور سے بجتا ہے۔ چنانچہ جس وقت میں اولڈ ڈیتھ کے ہمراہ اس گرجا کے قریب پہنچا۔ تو اس کی عظیم الشان عمارت کو دیکھکر متعجب ہو گیا عین اس وقت اس گھڑیال نے چھ بجائے۔ اور چونکہ میں نے یہ آواز اس سے پہلے بارہا سنی تھی اس لئے اس کی بدولت میرے دل میں طرح طرح کے رنجیدہ خیالات پیدا ہو گئے۔ وہ ساری مصیبتیں اور سختیاں جو میں نے مسز میگس کے مکان پر جھیلی تھیں۔ مجھے یاد آ گئیں۔ اور پھر ایک بار ان بدنصیب بچوں کی حالت زار پر غور کر کے جنہیں میں پیچھے چھوڑ آیا تھا میں نے آنسو بہانے شروع کئے۔

مسٹر رین فورڈ۔ میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ کہ اس وقت اگر کوئی نیک طینت اور فیاض آدمی بھی مجھے اپنی حفاظت میں لے لیتا۔ اور مجھے نیکی کی تعلیم اسی طریق پر دیتا۔ جس طرح اولڈ ڈیتھ نے بدی کی دی۔ تو مجھے یقین ہے کہ آج آپ مجھے اس سے بہت اچھی حالت میں دیکھتے

لیکن نہیں۔ مجھے اپنی داستان کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے۔ مسٹر بونز مجھے ساتھ لئے بڑی آہستگی سے اس گرجا کے صحن سے گذرنے لگا۔ وہ مجھے آس پاس کی خوش نما دوکانیں دکھاتا جاتا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ اگر تم نے نیک لڑکے کی طرح میرے احکام کی تعمیل کی۔ تو بہت جلد اس قدر مالدار بنجاؤ گے کہ ان دوکانوں میں جا کر عمدہ کپڑے یا زیورات اور جو چیز چاہو۔ خرید سکو۔ اس سے میرے دل میں اور بھی زیادہ خوشی پیدا ہوئی۔ اور میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جب میری حالت بہتر ہو جائے گی۔ تو میں فلاں فلاں چیزیں سب سے پہلے خریدونگا۔ مجھے اس خوشنما خواب سے اولڈ ڈیتھ نے یکایک بیدار کر دیا۔ جو مجھے کھینچتا ہوا پیٹرنوسٹر رو کیطرف لئے جا رہا تھا۔ اور وہاں اس نے مجھے دکھا کر ایک عمر رسیدہ شخص کیطرف اشارہ کیا۔ جو اس مقام پر ایک دوکان کے سامنے کھڑا تھا۔ جہاں پر یہ بازار سینٹ پالز چرچ یارڈ کیساتھ ملتا ہے۔ اولڈ ڈیتھ مجھ سے کہنے لگا۔ دیکھتے ہو۔ اس کے کوٹ کی جیب میں رومال نظر آ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ وہ بولا۔ پھر جا کر اسے نکال لاؤ۔ اگر تم نے

اس مقام پر مجھے ایک نصف بستر ملا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی چارپائی پر ہم دو بچے پڑ کر سو رہے۔ صبح کے وقت میں نے قہوہ کا ایک پیالہ اور معمولی اور کیمن چار پنس میں خریدا۔ اور اسے کھا پی کر اولڈ ڈیتھ سے ملنے کو چلا۔ وہ وعدہ کے مطابق بیکنگ کی کرسی پر ملا۔ اس نے مجھ سے کئی سوالات اس بارے میں پوچھے کہ سرائے میں تمہاری ملاقات کن شخصوں سے ہوئی۔ جہاں تک ممکن تھا میں نے اس کے سوالات کا جواب دیا۔ گو بعض واقعات ایسے بھی تھے جن کو میں نے شرم کی وجہ سے ظاہر نہ کیا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ کہ تم تھوڑے فاصلہ پر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا میں تمہاری نظروں سے اوجھل نہ ہو جاؤں۔ وہ مجھے سارا دن لیکر لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ میں پھرتا رہا۔ بڑی آہستگی سے چلتا تھا تاکہ میں دوکانوں کو غور سے دیکھ لوں۔ اور مختلف بازاروں کی سقایت سے واقف ہو جاؤں۔ تاکہ میرے راستہ بھولنے کا امکان نہ رہے۔ سہ پہر کے ایک بجے ہم ایک شراب خانہ میں داخل ہوئے۔ اور کھانا کھا کر دو گھنٹے آرام کیا۔ اس کے بعد پھر آوارہ گردی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ شام کے سات بجے ہم سینٹ گائلز میں ٹھہرے۔ جہاں اولڈ ڈیتھ نے مجھے کچھ نقدی دی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۶) کے دلوں میں ہمدردی پیدا کرتی ہیں۔ اور اس ذریعہ سے معقول آمدنی پیدا کر لیتی ہیں۔ جب چھوٹے چھوٹے بچے جن کی تربیت کا کچھ انتظام نہیں ہوتا ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان میں دیکھا دیکھی جرم کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور ان میں سے اگر کوئی بچہ اچھا بھی ہو تو وہ ان کے برے اثرات سے ضرور بگڑ جاتا ہے۔ بچوں کی قوم مردوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ اور ان کے اپنے اشارے اور خاص الفاظ اس قسم کے موجود ہیں جو جلدی ہی اس طبقہ کے افراد میں پھیل جاتے ہیں۔ ان کی سکونت کیلئے خاص سرائیں اور ان کے مطلب کے لئے بعض قہوہ خانے کھلے ہوئے ہیں اور ان مقامات کے مالک ان بچوں سے چوری کا مال خریدنے کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔ چونکہ ایک طرف والدین کی طرف سے اس قدر غفلت کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری جانب بچوں کو جرم کے متعلق اس قدر محبت حاصل ہوتی ہے اس لئے کسی بچے کا اثر سے محفوظ رہنا غیر ممکن ہے تعجب تو اس بات کا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی دیانتدار رہ جائے۔ ان حالات میں میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ اولی ملاقاتوں میں والدین کا غافل بچوں کو جرم پر آمادہ کرنے میں بہت حصہ لیتا ہے لندن جیسے بڑے شہر میں قدرتی طور پر ایسے بچوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ جو ہمیشہ وہ چند ہیں۔ اور سوسائٹی جیل کے اخراجات کی صورت میں ان کی برقراری میں مدد دیتی ہے۔ اس کے علاوہ

اور مجھ سے ایک پینی تھیئٹر میں جانے کو کہا۔ میں نے دن بھر کچھ چرایا نہیں تھا کیونکہ اس نے مجھے اس کی ہدایت ہی نہیں کی تھی۔ اور نہ اسوقت کے بعد اُس نے کبھی اپنی موجودگی میں میری قابلیت کی آزمائش کی۔ جس سے میں اندازہ کرتا ہوں کہ سینٹ پال چرچ یارڈ کے واقعہ کی بدولت اس کا اطمینان ہو گیا کہ میرے اندر چوری کی قابلیت موجود ہے۔ وہ دراصل یہ جاننا چاہتا تھا۔ کہ میں اس کے کارآمد ثابت ہو سکتا ہوں یا نہیں۔ اور جب اس بارہ میں اس کا اطمینان ہو گیا۔ تو اب وہ مجھے ایسے مقامات میں لیجانے اور ایسے نظارے دکھانے لگا۔ جن کی بدولت وہ سمجھتا تھا۔ کہ میرا اخلاق اس زندگی کے حسب حال بنجائیگا اور میں اپنی قابلیت کی آزمائش کے لئے آمادہ ہو جاؤں۔

میں اپنی داستان کے اس حصہ کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ چند ہی دنوں کے عرصہ میں میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ کہ اولڈ ڈیتھ مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ مدعا یہ تھا کہ جہاں موقع ملے میں چوری کروں۔ اور ہر شام کو ایک مقررہ مقام پر اولڈ ڈیتھ سے ملکر سارا مال اس کے حوالہ کر دوں اور وہ مجھے یوم آئندہ کے اخراجات کے لئے کچھ نقدی ادا کر دے۔ اس کے ساتھ ہی مجھ سے کہا گیا۔ کہ بتلا سکو جیسے اور لڑکے بھی اگر مل سکیں۔ تو ان کی خدمات حاصل کر لینا۔ چنانچہ ان دنوں اول مرتبہ مجھے معلوم ہوا کہ میرے نامعلوم محافظ کا نام مسٹر بنجمن بونز ہے میرے ساتھیوں نے مجھے بتادیا کہ وہ لندن بھر میں چوری کے مال کا سب سے نامی سوداگر ہے اور اس کا نام عرف عام میں اولڈ ڈیتھ مشہور ہے۔ میں اس جگہ پھر ایک بار یہ جتلانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے آقا نے مجھے اس کی سختی سے تاکید کر دی تھی۔ کہ کبھی کسی حالت میں میرا ذکر اشارتاً یا کنایتاً نہ کرنا سوائے اس صورت کے کہ تم میری ملازمت میں کچھ اور بچوں کو شامل کرنا چاہو۔ چنانچہ وہ کہنے لگا۔ جیسا کہ ممکن ہے۔ کبھی ایسا واقعہ پیش آئے۔ کہ کوئی کانسٹبل یا خفیہ پولیس کا آدمی تمہیں گرفتار کرے۔ لیکن خبردار ایسے موقعوں پر میرا ذکر بالکل نہ کرنا میں تمہیں ہر مشکل سے باسانی نکلوا دونگا۔ بخلاف ازیں اگر تم نے کہا میں فلاں شخص کا کارکن ہوں۔ تو اس سے تمہیں تو کچھ فائدہ نہ پہنچیگا۔ مگر میں ہمیشہ کے لئے تم سے بے تعلق

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷) ان کا چرایا ہوا مال پھر عوام کے ہاتھوں تک پہنچتا ہے۔ جسکے انسداد کی بظاہر کوئی صورت نہیں۔ درجہ اوسط پر ہر ایک چور لڑکا پانچ شلنگ یومیہ سے کم خرچ نہیں کرتا۔

دیکھا۔ کہ ایک فاحشہ عورت جس کا تعلق اسی سرائے سے تھا۔ اسکی لاش فرش پر رکھدی گئی۔ اور اس کے اردگرد موم بتیاں جلادی گئیں۔ اور اس کے رشتہ داروں اور متعلقین نے خوب پیٹ بھر کر شراب پی۔ جس کے بعد وہ جوش میں آکر اس لاش کو اپنے پاؤں سے ادہر اودہر ٹھکرانے لگے۔

میں اس سرائے میں جو سینٹ گائلز میں واقع تھی۔ قریباً ایک ہفتہ ٹھیرا۔ اور صرف ایک دن شام کے وقت ایک گھنٹہ کے لئے ٹمبری کے شراب خانہ واقع لارنس لین میں گیا۔ کیوں صاحب کبھی آپکو وہاں جانیکا اتفاق ہوا ہے؟ نہیں میرے خیال میں اچھا ہو اگر آپ کبھی چلتے چلتے اُس مقام کو ایک نظر دیکھ لیں۔ جس جگہ لوگ بیٹھ کر شراب پیتے ہیں اُسمیں عمدہ میزیں لگی ہوئی اور اونچی چوبی دیواریں بنی ہوئی ہیں۔ دروازہ کے سامنے ایک بہت بڑا تختہ سیاہ موجود ہے۔ جس کے اوپر حروف ذیل نمایاں طریق پر منقش ہیں:۔

"پاپ کسی کو میں نہیں دیتا برائے کش"
"کرتا اسی اصول پہ ہوں کاروبار میں"
"پیمانہ ہے صحیح مرا۔ مے مری نفیس"
"کرتا نہیں کسی پہ کبھی اعتبار میں"

"غلطی سے محفوظ رہنے کے لئے یہ اصول رکھا گیا ہے۔ کہ شراب کی قیمت نقد ادا کر دیجئے۔"

جس وقت اس واقعہ کا اثر دور ہوا۔ جس کی بدولت مجھے سینٹ گائلز میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ تو میں دوبارہ اپنے مسکن میں پہنچا۔ اور پرانے ساتھیوں سے جا ملا۔ اب میری عمر دس سال کے قریب تھی۔ اور مجھے اس قدر ہوشیار اور پھرتیلا سمجھا جاتا تھا۔ کہ اولڈ ڈیتھ نے مجھ سے چوری کے علاوہ اور کاموں میں بھی مدد لینی شروع کی۔ بعض اوقات وہ مجھے ایسے شراب خانوں میں بھیج دیتا تھا۔ جن میں شرفا کے خادموں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ اور جو اولڈ ڈیتھ سے مل کر اپنے آقاؤں کے مکان میں نقب زنی کی وارداتیں کرایا کرتے تھے۔ یہ شراب خانے زیادہ تر حصہ ایسٹ اینڈ میں واقع ہیں۔ اور اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷۲) قسم کا افسوسناک اقدام کثرت بیان کرتے ہیں۔ ہمارے روبرو ایک افسر پولیس نے جس نے یہ نظارہ بچشم خود دیکھا تھا۔ اسکی کیفیت بیان کی۔ اسی افسر پولیس کی زبانی ہم نے بعض سی مزید واقفیت حاصل کی ہے۔ جس کا ذکر اس سلسلہ کے ایک پہلے نوٹ میں

ہیں سب سے مشہور وہ ہیں۔ جو ڈیوک سٹریٹ (مانچسٹر سکوئر) اور پورٹ لینڈ سٹریٹ میں واقع ہیں۔ وہاں میں یا تو نوکروں سے گفتگو شروع کر دیتا۔ یا محض ان کی باتیں سنا کرتا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جس قدر واقفیت مجھے حاصل ہوتی۔ میں اسے مسٹر بونر کے کانوں تک پہنچا دیتا تھا۔ اور وہ اس سے بہترین فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ نکال لیتا!

اس کے علاوہ اولڈ ڈیتھ کے کام پر سیر لندن کے اور شراب خانوں میں بھی جانا آنا رہتا تھا۔ جوں جوں اس کا کاروبار بڑھتا جاتا تھا۔ اسی قدر میری خدمات اس کے لئے ضروری ہوتی جاتی تھیں۔ اور اس زمانہ میں وہ اتنا بخیل بھی نہ تھا۔ جس قدر اب ہو گیا ہے۔ جب کبھی میں کسی مشکل کام میں کامیاب ہو جاتا۔ وہ مجھے بڑی فیاضی سے انعام دیتا۔ اور اگرچہ میں نے کبھی اس سے دلی محبت نہیں کی۔ تاہم اس کا مجھ پر بہت رعب تھا۔ میرے ساتھی بھی میری بہت عزت کرتے تھے۔ اور مجھے اولڈ ڈیتھ کا نائب سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ میں ایسا ماہر گرہ کٹ تھا۔ کہ بہت کم لڑکے میری برابری کر سکتے تھے۔ اور مجھ پر سبقت تو کسی کو حاصل نہ تھی۔ اس کے علاوہ مجھ میں کئی اور خصوصیتیں بھی تھیں۔ مثلاً ہلکی چال۔ حس کا انتہائی احساس اور مضبوط ارادہ۔

بات یہ ہے۔ ان دنوں میری صحت بہت اچھی تھی۔ اگرچہ اب میں نہایت مریض اور شکستہ حال ہوں۔ کیونکہ میرے اندر ایک لاعلاج مرض جاگزیں ہو چکا ہے۔ اس زمانہ میں میں باقی گرہ کٹ لڑکوں کی طرح نہایت ہلکے جوتے پہنا کرتا تھا۔ اس جگہ میں یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو شخص ذرا بھی مضبوط قوت مشاہدہ رکھتا ہو۔ وہ بڑی آسانی کے ساتھ بازار میں لڑکوں کو چلتے پھرتے دیکھکر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ ان میں سے گرہ کٹ کون ہیں۔ کیونکہ ایسے لڑکوں کے چہروں پر مصمم ارادے کے معنوی آثار پائے جاتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ایسے انداز سے چلتے نظر آتے ہیں۔ گویا کسی خاص اور نہایت ضروری کام پر جا رہے ہوں۔ وہ بازار میں سوائے اس کے کہ کام شروع کریں کبھی نہیں رکتے۔ اگر وہ اپنے کسی رفیق کے ساتھ مشورہ کرنا چاہیں۔ یا انہیں کوئی دوست مل جائے۔ تو وہ عموماً کسی ادنیٰ شراب خانہ یا احاطہ یا گلی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ کوئی ہوشیار گرہ کٹ کبھی بازاروں میں آوارہ نہیں پھرتا۔ کیونکہ اس صورت

میں میرا ئیڈ معذد کی نظروں مشتبہ طور پر از خود اس کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ میں نے اخبارات میں یہ بات پڑھی ہے۔ اور میں عنقریب آپکو بتاؤں گا۔ کہ میں نے پڑھنا کس طرح سیکھا تھا؟ بہت لوگ خیال کرتے ہیں۔ گرہ کٹ بٹوے یا دو قیمتی چیزیں اڑانے کے موقعہ پر اوزاروں سے کام لیتے ہیں۔ لیکن اپنے متعلق میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے جس اوزار سے کام لیا۔ یا جسے کوئی بہترین گرہ کٹ کام میں لاتا ہے۔ وہ درحقیقت ایک چھوٹی تیز قینچی ہوتی ہے۔ جس سے فوراً کسی شخص کی جیب کاٹ لی جائے۔ یا اس میں شگاف دیدیا جائے۔

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ کم عمر چوروں[1] کی حالت اس شہر میں بہت ہی بری ہے۔ ان میں خرابی کی ابتدا بہت جلد ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد مختلف موقعے انکی خرابیوں کو اور بھی زیادہ مضبوط کر دیتے ہیں۔ جیلخانہ کی قید ان کی اصلاح کی بجائے انہیں ان کے رفیقوں کی نظر میں بہادر بنا دیتی ہے۔ جائے غور ہے۔ کہ ایک

[1] مسٹر ہالمز اسی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ سکریسیان کے چوروں کو اپنے اخلاقی تنزل کا چنداں احساس نہیں۔ وہ بہت بگڑے ہوئے اور نیکی اور اخلاق سے بے بہرہ ہیں۔ چونکہ ان میں بہت سے چوروں یا نہایت ادنیٰ اخلاق کے لوگوں کے بچے ہیں۔ اس لئے اُن کے دل میں کبھی تاسف کا احساس نہیں پیدا ہوتا۔ وہ سوسائٹی کے متعلق اپنے فرض کو بالکل نہیں جانتے۔ انہیں اپنی گرفتاری پر افسوس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ اپنے جرم پر وہ کبھی متاسف نہیں ہوتے۔ جیلخانہ میں وہ زمانہ گذشتہ پر غور کر کے اپنی بدنصیبی کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور رہائی کے وقت کے منتظر رہتے ہیں۔ مگر ان کی طبیعتیں یا عادات ایسی نہیں کہ ان کے اندر پشیمانی پیدا ہو۔ دارالاصلاح کے مسٹر چسٹرٹن نے بتایا تھا۔ کہ کم عمر مجرموں کی اصلاح کا سوال بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ جب بچوں کی پرورش ادنیٰ علاقہ میں ہو۔ ان کے نیک بننے کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ جیلخانہ سے نکل کر وہ اپنے قدیم مسکن میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنے والدین یا متعلقین کی مثال پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ ویسٹ منسٹر برائڈویل کے لفٹنٹ ٹریسی نے مجھے بعض ایسے لڑکے دکھائے۔ جو ہمیشہ جیلخانوں میں ہی رہتے ہیں۔

سنی برائڈویل کے کپتان کمیڈر نے مجھے اطلاع دی تھی۔ کہ ۹ جون کو جب وہ دن میں جیلخانہ کا معائنہ کرنے گیا۔ زیر حراست لڑکوں میں سے نصف ایسے تھے۔ جو دو بار جیلخانہ میں آ چکے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے۔ جو وہاں کئی مرتبہ آ چکے تھے۔ گلٹ سپر سٹریٹ کومپٹر کے مسٹر [illegible] نے یہ ۱۰
رائے ظاہر کی تھی۔ کہ کم عمر چور اکثر ناقابل اصلاح ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے انکی اصلاح

بارہ پندرہ سال کے یا شاید اس سے بھی کم عمر بچہ کو اس قسم کی بھاری آہنی سلاخوں کے پیچھے رکھا جاتا ہے جنہیں وہ ہاتھی بھی نہیں توڑ سکتے۔ ان حالات میں اگر وہ یہ خیال کرے کہ میں نہایت چالاک یا کم از کم بڑی اہمیت رکھنے والا وجود ہوں۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے۔ قانون کو میرے متعلق ایسی عظیم احتیاطیں اختیار کرنی ہیں۔ وہ یہ بھی سوچتا ہے کہ سوسائٹی پر میرا اسقدر حیرت خیز رعب ہے۔ اس کے علاوہ ایسا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵) کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اور یہ رائے انہوں نے کئی سال کے تجربہ کے بعد قائم کی ہے۔ ہوم آفس کے مسٹر کیپر نے اپنی شہادت میں بیان کیا۔ کہ تین سو کم عمر مجرموں میں سے جو سزا یافتگان کے جہاز یوریالس پر دیکھے گئے۔ سب سے بڑے کی عمر سترہ سال سے بھی کم تھی ان میں سے ۱۳۳ وہاں ایک سے زیادہ موقعوں پر آچکے تھے۔ اور ایک تجربہ کار چور نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ انکی اصلاح ناقابل عمل اور بعید از امکان ہے۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ اصلاح کا ذریعہ یہی ہے کہ انہیں دریائے شور کے پار بھیجدیا جائے۔ کیونکہ اس طرح پر وہ صحبت بد کے دائرہ سے نکل جاتے ہیں۔

کسی کم عمر چور کو اگر شرارتوں کا پلندہ قرار دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ ایک کم عمر گرہ کٹ [illegible] نامی نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ کہ میرے والدین مجھے روزانہ بازاروں میں دیکھ بھال کی غرض سے بھیجتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے جو چیز مل جائے اڑا لائے۔ اس نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے خاص ساتھی تین جوان لڑکے ہیں۔ جو سب کے سب چوری کا کام کرتے ہیں اس کے بیان سے پایا جاتا تھا کہ دس سال کی عمر میں اس نے ایک گھوڑے کو قابو میں رکھا اور اس کے ساتھی نے ایک گاڑی سے بڑا کوٹ اڑا لیا۔ اور اس کام میں اسے ۶ پنس حصہ ملا۔ اس نے کہا۔ میں نے بیشمار وارداتوں میں حصہ لیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا میری عادت کا جزو ہو چکا ہے۔ اور ہماری گذر اوقات اسی ذریعہ سے ہوتی ہے۔ دار العوام کی منتخب کمیٹی کے روبرو سوال نمبر [illegible] کے جواب میں مسٹر چیسٹرٹن نے اپنی شہادت کے دوران میں کہا تھا۔ کہ بعض والدین عمداً اپنے بچوں کو برے طریقوں پر ڈالتے ہیں۔ بارہا قیدیوں اور ان کے والدین کے درمیان جو گفتگو سنی جاتی ہے۔ اس سے خود لڑکے کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے۔ پرانے چور اپنے ساتھ کم عمر ناتجربہ کار لڑکوں کو بھی لیجاتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی بڑی عمر کے چور سزایاب ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ کوئی کم عمر لڑکا بھی ہوتا ہے۔ سوال نمبر ۵۲۲ کے جواب میں انہوں نے بیان کیا۔ کہ بڑے چور ہمیشہ کم عمر لڑکوں کا اخلاق بگاڑتے اور انکو جیلخانہ میں لاتے رہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ کپتان برنٹن کے نزدیک کم عمر مجرموں کی کل تعداد بارہ ہزار ہے گو اکثر اشخاص اس تعداد کو اس سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ اور جو شہادت اوپر درج کی گئی ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ہر ایک بڑا مجرم دردناک خرابی کی اشاعت کا معاون بنتا ہے۔

لڑکا جسے زیادہ سزا دی گئی ہو۔ باقی چوروں کی نظروں میں غیر معمولی اہمیت حاصل کر لیتا ہے جس لڑکے کا مقدمہ اولڈ بیلی کی عدالت میں پیش ہو۔ وہ اپنے آپکو اس چور کی نسبت بہت زیادہ اہمیت رکھنے والا سمجھتا ہے جس پر عدالت سشن میں مقدمہ چلا ہو۔ وہ اس عدالت کی شان نمود کو دیکھتا ہے جج گون اور وگ پہنے ہوئے بیرسٹر واضح نظر آتے ہیں۔ اولڈ بیلی کے باہر پولیس کی آمد کا ہجوم دکھائی دیتا ہے اخبارات کے رپورٹر اس کے مقدمہ کی کارروائی سننے جاتے ہیں اور کئی شوقین ایک شلنگ خرچ کر سماعت مقدمہ کیلئے کمرہ عدالت میں داخل ہوتے ہیں ان سب باتوں کو دیکھ کر نوعمر چور کے دل میں اپنے متعلق غیر معمولی اہمیت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اس شر سے اگر کوئی عمدہ اور نیک نتیجہ حاصل کیا جائے تو ایسے لڑکے کو صنعت حرفت میں ڈالکر نیک تقلید پر آمادہ کیا جاسکتا ہے ان حالات میں میرا اپنا خیال یہ ہے کہ سوسائٹی کو سزا کی بجائے اصلاح کا زیادہ خیال ہونا چاہیئے آپکو اس قسم کے فقرات میری زبان سے سنکر تعجب ہوگا لیکن سچ پوچھئے تو مجھ سے زیادہ ایسے معاملات میں اور کس کی رائے صائب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میں قید کے امتحانات سے خود گزر چکا ہوں۔

یہاں پر جیک تھوڑی دیر کے لئے رک گیا۔ اور اس نے ٹام رین سے پوچھا۔ کیا میری سرگذشت تھکا دینے والی تو ثابت نہیں ہوئی؟ رین نے جواب دیا "میرے دوست بالکل نہیں۔ اگرچہ مجھے بہت سی مصروفیتیں ہیں۔ تاہم میں تمہاری سرگذشت آخر تک سننا چاہتا ہوں اسلئے یہ شراب کا گلاس پی لو۔ اسکے بعد امید ہے تم اپنی سرگذشت کو بہتر طریق پر جاری رکھ سکو گے۔ میں اتنے میں ایک سگار سلگا لیتا ہوں کیونکہ سگار پیتے ہوئے تمہاری داستان سنکر زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے" اتنا کہکر رینولڈز زیادہ اطمینان کیساتھ بیٹھ گیا۔ اور لڑکے نے اپنی سرگذشت ان لفظوں میں جاری رکھی۔

سلسلہ ثانی کی تیسری جلد ختم ہوئی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷۶) غرض یہ کہ نوعمر آبادی کا ایک حصہ جرائم کی زندگی سے مخصوص ہے بچپن سے اس فریق کو اس قسم کی تربیت دیجاتی ہے۔ حالات اس کی تائید کرتے ہیں۔ تعلقات کسی اصلاح کو عمل میں نہیں آنے دیتے۔ اور سزا اس میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔ وہ من حیث العموم باقی سوسائٹی سے بالکل الگ ہیں۔ نہ صرف خیالاً اور عادتاً۔ بلکہ صورت کے لحاظ سے بھی اور ان کی زبان بھی باقی سوسائٹی سے بالکل جدا ہے۔ عادی چوروں کی قائم کردہ ایسی سرائیں موجود ہیں جن میں کم عمر مجرم بڑی تعداد میں جمع رہتے ہیں اور ان کے باہمی تعلقات ان کی حالت کو اور بھی زیادہ بگاڑنے کا موجب بنتے ہیں۔ جو کچھ وہ چرا کر لاتے ہیں۔ اسکی آمدنی پر ان سراؤں میں جنکو جرائم کا مسکن کہنا بیجا نہ ہوگا۔ عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اگرچہ بہت کم عمر ہوتے ہیں۔ مگر ان کا تعلق لڑکیوں کیساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور وہ رفتہ رفتہ عیش پرستی کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ۱۲

مسٹریز آف لنڈن

سلسلہ اوّل

کا

مکمل اردو ترجمہ ۱۷ جلدوں میں

(از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری)

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز سبق آموز ناول یہی ہے۔ قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کیے ہیں۔ اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود **کامیابی** کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فردوس کا سامان موجود ہیں دوسری سیدھی ہموار اور بظاہر شاہراہ مگر چلنے والے کیلئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا اور ایکبار شروع کر کے ختم کیے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و تمول کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ ہے جدا جدا حصے بھی طلب کیے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی ۱۲؍ علاوہ محصول

لال برادرس پارسنز روڈ نولکھا لاہور

ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی

سنہ ۱۹۲ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدر دانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کردی جائیگی۔

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۶/	زخم دھونے کی ٹکیہ	۲/	امراض دندان	۸/
دمہ کی دوا	۱عہ	مقوی گولیاں	۱عہ	پیپرمنٹ کاسٹ	۱۱/
بخار کی دوا (کلاں)	عہ	پرانے ملیریا بخار کی گولیاں	۱۰/	روغن پیپرمنٹ	۲عہ
بخار کی دوا (خورد)	۱۰/	بدہضمی و بدہضمی کے دست	۱عہ	روغن ریںڈی	۱۲/
پرانہ سوزاک	۱عہ	کونین کی ٹکیہ	۱۴/	روغن صندل	۱۴/
فرنگی آتشک	[illegible]	دردسر کی دوا	۱۲/	روغن اجوائن	۸/
مولا ٹانک	۱عہ	جلاب کی گولیاں	۹/	روغن سونٹھ یا ورک	۱۲/
لیکھہ کے کھانے کی دوا	۱عہ	طاعون کی گولیاں (بڑی ڈبیہ)	۲عہ	روغن دارچینی	۱۲/
” لگانے کی دوا	۹/	” ” (چھوٹی ڈبیہ)	۱۲/	روغن لونگ	۸/
لیکھہ کا مرہم	۱۰/	سالسہ	۱عہ	روغن لیمو	۶/
پین پلے	۱عہ	سینی لائن	۱عہ	روغن الائچی	۱۲/
کھانسی کی دوا (بڑی)	۲عہ	عرق پودینہ	۱۲/	لیونڈر	۱۴/
” (چھوٹی)	۱۰/	کلوروڈائن ۸/ (درجن ۵عہ)	۸/	نمونہ کا بکس	[illegible]
کان بہنے کی دوا		شربت	۱عہ	تھرمامیٹر انگریزی	ے
داد کا مرہم	۶/	خارشت کھجلی کی دوا	۱۲/	” اردو	ے
زخم کا مرہم	۸/	امراض مستورات کی دوا	۱عہ	روغن سونف	۶/

المشتہر ڈاکٹر ایس۔ کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

دو باتیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ بیماری کی تکلیف و تشویش سے بچینگے

اول:- امرت دھارا تقریباً ان کل امراض کا جو عام طور پر گھروں میں بوڑھوں - بچوں - جوانوں یا عورتوں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں حکمی علاج ہے - اور استعمال کرنے والوں سے

۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ امرت **دھارا** ہر وقت اپنے پاس رکھنی چاہیئے - امرت دھارا کی مشہوری دیکھ کر لوگوں نے جو نقلیں شروع کر دی ہیں - وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہئے مفصل حالات کیواسطے رسالہ "امرت" مفت منگوائیں۔

قیمت دو روپے آٹھ آنے (۲/۸) نمونہ صرف آٹھ آنے (۸/)

دوم:- امرت دھارا کے موجد کوی ونود وید بھوشن پنڈت **ٹھاکر دت** شرما وید مین طبی اخبار کے ایڈیٹر اور تین درجن کے قریب **مفید عام کتب** کے مصنف ہیں - اور آپ کی زیر نگرانی ہندوستان کا سب سے بڑا امرت دھارا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر **۲ لاکھ روپیہ** خرچ آیا ہے چل رہا ہے - امرت دھارا کے علاوہ ہر قسم کی قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں - آپ مریضوں کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں - بیمار جس دوا کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے - آپ امراض مردمان و زنان کے بھی خاص ماہر ہیں - اور ہزارہا انسان خط و کتابت کے ذریعہ علاج کرا کر پھر سے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں - نمونہ طبی اخبارات دیش اپکارک دو، فہرست طبی کتب - فہرست ادویات کارخانہ اور رسالہ امراض مخصوصہ مردمان ایک آنہ ٹکٹ برائے محصولڈاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں۔

المشتہر:- مینیجر کارخانہ امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بلڈنگس امرت دھارا سٹرک امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۹ - لاہور

(جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ الیفر داس پرنٹر چھپا)